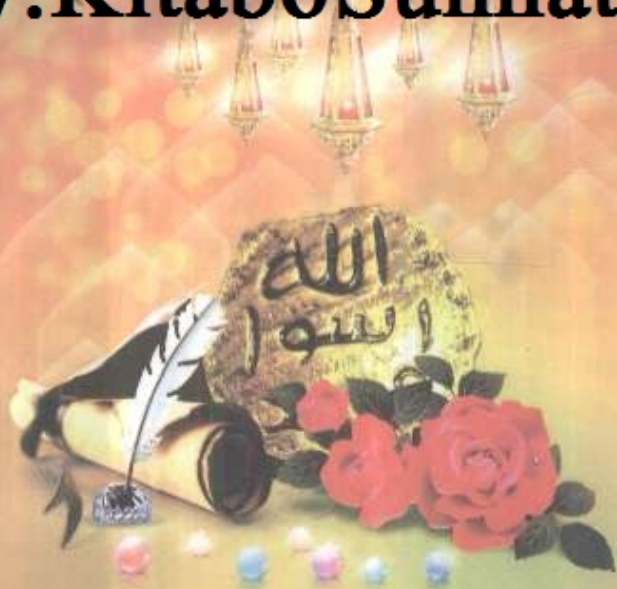




إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (الاحزاب)

شان اہل بیت

www.KitaboSunnat.com



تأليف: أبو حمزة عبد الحاق صديقي
ترتيب، تخریج و اضافہ: حافظ حامد محمود انصاری
تقریظ: شیخ الحدید عبدالناصر رحمانی

انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب

← عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

← مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload)

کی جاتی ہیں۔

← دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

← کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

← ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

← نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شانِ اہل بیت



تالیف: ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی

تخریج و اضافہ: حافظ محمد منیر حفیظ علی ایٹ عبداللہ ناصر رحمانی

انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور



اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، 17-اردو بازار لاہور 042-37357587

جملہ حقوق بحق
انصار السنۃ پبلیکیشنز
محفوظ ہیں

شانِ اہل بیت

تالیف: ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی
تصحیح: علامہ محمد تقی عثمانی
تقریب: علامہ عبداللہ ناصر رحمانی

اہتمام: محمد رمضان محمدی، محمد سلیم جلالی
ناشر: ابو موسیٰ منصور احمد

اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، 17- اردو بازار لاہور فون 37357587-042

Dar-us-Salam

486 ATLANTIC AVE, BROOKLYN, NY 11217

TEL:(718) 625-5925 FAX:(718) 625-1511

E-Mail: darussalamny@hotmail.com

Web Site: www.darussalamny.com

فہرست مضامین

13 تقریبہ

باب ۱ ... نسب نامہ نبوی

34 پہلا حصہ

35 دوسرا حصہ

35 تیسرا حصہ

37 اہل بیت سے مراد کون ہیں؟

باب ۲ ... فضائل اہل بیت قرآن کریم کی روشنی میں

باب ۲ ... فضائل اہل بیت سنت رسول ﷺ کی روشنی میں

باب ۴ ... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں اہل بیت کا مقام و مرتبہ

58 خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

60 امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

66 سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

68 سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

68 سیدنا ابوجبر رضی اللہ عنہ

70 سیدنا مرو بن الحارث رضی اللہ عنہ

70 سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

71 سیدنا حیداد بن عمر رضی اللہ عنہ

72 سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

73 سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

74 سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

74 سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

74 سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

باب ۵۔ اہل بیت کی صحابہ کرام علیہم السلام سے محبت

75 سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

84 سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ

87 سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ اہم شرائط

87 سیدنا حسین رضی اللہ عنہ

88 سیدنا علی بن حسین زین العابدین رضی اللہ عنہ

91 امام محمد باقر رضی اللہ عنہ

92 امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

94 سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

باب ۶۔ قرآن حکیم کی نظر میں صحابہ کرام علیہم السلام کی فضیلت

96 صحابہ کرام علیہم السلام حقیقی مومن ہیں

98 اللہ تعالیٰ صحابہ کرام علیہم السلام سے محبت کرتا ہے

99 صحابہ کرام علیہم السلام کو بخش دیا گیا ہے

100 صحابہ کرام علیہم السلام کے لیے اجر عظیم ہے

100 صحابہ کرام علیہم السلام کامیاب لوگ ہیں

102 صحابہ کرام علیہم السلام کو دین کی وجہ سے ہی تکالیف دی گئیں

104 صحابہ کرام علیہم السلام آپس میں محبت کرنے والے تھے

105 صحابہ کرام علیہم السلام کافروں کے لیے سخت تھے

107 صحابہ کرام علیہم السلام کا کردار نجات کے لیے معیار ہے

108 صحابہ کرام علیہم السلام کے لیے دعا کرنے کا حکم

باب ۷۔ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت

باب ۸۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت توراۃ و انجیل میں

باب ۹۔ اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سرالی رشتہ

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے درمیان سرالی رشتے ----- 121

پہلی شادی ----- 121

دوسری شادی ----- 121

تیسری شادی ----- 122

چوتھی شادی ----- 123

پانچویں شادی ----- 123

چھٹی شادی ----- 124

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے درمیان سرالی رشتے ----- 124

پہلی شادی ----- 124

دوسری شادی ----- 125

تیسری شادی ----- 128

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے درمیان سرالی رشتے ----- 129

پہلی شادی ----- 130

دوسری شادی ----- 130

تیسری شادی ----- 130

چوتھی شادی ----- 131

پانچویں شادی ----- 131

چھٹی شادی ----- 132

ساتویں شادی ----- 132

آٹھویں شادی ----- 133

نویں شادی ----- 133



- 133 دوسری شادی
- 133 سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور اہل بیت علیہم السلام کے درمیان سسرالی رشتے
- 134 پہلی شادی
- 134 دوسری شادی
- 134 تیسری شادی
- 135 سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور اہل بیت علیہم السلام کے درمیان سسرالی رشتہ داری
- 135 سیدنا ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ اور اہل بیت علیہم السلام کے سسرالی رشتے
- 135 پہلی شادی
- 136 دوسری شادی
- 136 تیسری شادی
- 137 چوتھی شادی
- 137 سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل بیت علیہم السلام کے درمیان سسرالی رشتہ
- 139 سیدنا ابوالعاص رضی اللہ عنہ اور اہل بیت علیہم السلام کے درمیان سسرالی رشتہ
- 140 سیکھنے بنت سیدنا حسین رضی اللہ عنہما اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان سسرالی رشتہ
- 141 سیدنا عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سسرالی رشتہ داری
- 141 اہل بیت کے پیارے پیارے اور پسندیدہ نام
- 143 شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ

باب ۸۔ اہل سنت کی اہل بیت سے محبت

- 147 اہل سنت کا افسوس سے اظہار برائت
- 149 اہل سنت کا ناصیوں سے اظہار برائت
- 150 سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ
- 150 امام حسن بصری رحمہ اللہ
- 150 امام شعبی رحمہ اللہ
- 151 امام مالک (تابعی) رحمہ اللہ

- 151 امام اہل بیت احمد بن حنبلؒ برائے
- 152 امام ابن تیمیہؒ برائے
- 152 امام قرطبیؒ برائے
- 153 امام ابو بکر محمد بن اسمینؒ (متوفی ۳۶۰ھ) برائے
- 153 علامہ ابن تیمیہؒ برائے
- 154 ابو نعیم اصبہانیؒ برائے
- 154 خطیب بغدادیؒ برائے
- 155 علامہ اسحاقؒ برائے
- 156 قاضی عیاض مالکیؒ برائے
- 156 شیخ صالح الفوزانؒ برائے
- 157 سید ابوبکر عزیزیؒ برائے
- 161 نواب صدیقی حسن خاں قنوجیؒ برائے

باب ۱۱۔ اہل بیت علیہ السلام کے حقوق و خصوصیات

- 162 پہلی خصوصیت: اہل بیت سے محبت کرنا
- 163 دوسری خصوصیت: مال زکوٰۃ صدقات کی حرمت
- 163 تیسری خصوصیت: مالی غنیمت اور مال نے میں سے خس کا حق
- 167 چوتھی خصوصیت: رسول مرم علیہ السلام کی ذات گرامی کے ساتھ اہل بیت پر بھی صلۃ پڑھنا
- 171 رسول اللہ ﷺ اور آل محمد پر درود پڑھنے کے مقامات
- 173 رسول اللہ ﷺ اور آل محمد علیہ السلام پر درود و سلام بھیجنے کے فوائد
- 174 رسول اللہ ﷺ پر درود نہ پڑھنے والوں کے لیے وعید

باب ۱۲۔ اہل بیت اور صحابہ کرام علیہ السلام سب دشمن کرنا

- 184 کسی کی موت پر رخصت پینے، مگر بیان چاک کرنے اور نوہ کرنے کی شرعی حیثیت

باب ۱۳ اہل بیت شخصیات کا تذکرہ

فصل ۱ رسول اللہ ﷺ کے چچا اور پھوپھیاں

187 سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب

191 سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ

192 سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا

فصل ۲ رسول اللہ ﷺ کی چچا زاد اولاد

194 سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

194 سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بہن بھائی

194 سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے شادی

194 سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مختلف بیویوں سے اولاد

195 سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مختلف لونڈیوں سے اولاد

195 سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اللہ اور رسول ﷺ کی محبت

196 سیدنا علی رضی اللہ عنہ الی بیت میں شامل ہیں

198 شان علی رضی اللہ عنہ بزبان مصطفیٰ ﷺ

198 رسول اللہ ﷺ کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے تعلق

198 بغض علی اصل میں بغض رسول ﷺ ہے

199 سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں افراط و تفریط کرنے والا شخص بلایک

199 سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور خشیت الہی

200 سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے تعلق

200 بیعت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

201 سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور خلافت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

201 سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی زبانی شان سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

203 سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور خلافت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

- 205 شہادت سیدنا علی رضی اللہ عنہ
- 205 سیدنا جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ
- 207 سیدنا عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ
- 208 سیدنا عقیل بن ابوطالب رضی اللہ عنہ
- 209 سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
- 212 سیدنا عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
- 213 سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہما
- 214 سیدنا قثم بن عباس رضی اللہ عنہما
- 215 سیدنا طلی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
- 215 معتب بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
- 215 عقبہ بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
- 216 سیدہ زہراء بنت ابی لہب

فصل ۲..... امہات المؤمنین علیہم السلام

- 218 امہات المؤمنین بن محمد اور ان سے مروی روایات کی تعداد کا جدول
- 219 ۱۔ ام المؤمنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا
- 223 رسول اللہ ﷺ کی سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے اولاد
- 224 ۲۔ ام المؤمنین سیدہ زہراء بنت محمد رضی اللہ عنہا
- 225 ۳۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
- 230 دنیا اور آخرت میں نبی کریم ﷺ کی بیوی اور مومنوں کی ماں ہونے کا اعتراف
- 231 فقہ الحدیث کی عالمہ
- 232 رسول اللہ ﷺ کو بہت زیادہ محبوب
- 232 عاجزی و انکساری
- 234 جبریل علیہ السلام کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام
- 234 رسول اللہ ﷺ کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں دعا

- 235 ----- مفسر قرآن
- 236 ----- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا صدقہ و خیرات تقسیم کرنا
- 237 ----- سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا امہات المؤمنین سے محبت کرنا
- 237 ----- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خشیت الہی
- 238 ----- نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا گھر
- 239 ----- اہل علم کے اقوال
- 239 ----- ۴۔ ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا
- 240 ----- سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا نقشہ اور ان پر ورود
- 241 ----- فضائل و مناقب
- 242 ----- ۵۔ ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا
- 242 ----- فضائل و مناقب
- 248 ----- ۶۔ سیدہ زینب بنت خزیمہ بنت حارث بن عبد اللہ الہذالیہ رضی اللہ عنہا
- 249 ----- ۷۔ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا
- 250 ----- فضائل و مناقب
- 251 ----- ۸۔ ام المؤمنین سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا
- 252 ----- فضائل و مناقب
- 254 ----- ۹۔ ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا
- 254 ----- فضائل و مناقب
- 256 ----- ۱۰۔ ام المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حی بن اخطب
- 257 ----- ۱۱۔ ام المؤمنین سیدہ میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا
- فصل ۴ رسول اللہ ﷺ کی صاحب زادیاں علیہم السلام

- 261 ----- ۱۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا
- 264 ----- ۲۔ سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ
- 267 ----- ۳۔ سیدہ ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ

- 268 سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ
- 268 سیدہ فاطمہ بنت علیؑ کے اسمائے گرامی
- 269 فضائل و مناقب
- 275 سیدہ فاطمہ الزہراءؑ ہر اہل بیت کا گھر

فصل ۵۔ رسول اللہ ﷺ کے نواسے نواسیاں

- 276 سیدنا علی بن ابی طالبؑ بن سیدہ زہراؑ بنت رسول اللہ ﷺ
- 278 عبداللہ بن عثمان بن عثمانؑ بن عثمانؑ
- 279 سیدنا حسن بن علیؑ بن علیؑ
- 289 سیدنا حسین بن علیؑ بن علیؑ
- 295 شہادت حسینؑ بن علیؑ
- 299 میدان کربلا میں عبرت و استقامت
- 300 پہلا واقعہ
- 300 دوسرا واقعہ
- 300 تیسرا واقعہ
- 301 چوتھا واقعہ
- 301 پانچواں واقعہ
- 302 چھٹا واقعہ
- 303 صحابہ کرامؓ بن علیؑ اور اہل بیت علیہم السلام کا سیدنا حسینؑ کو کوفہ جانے سے روکنا
- 303 ۱۔ سیدنا عبداللہ بن عباسؑ ہاشمی قریشیؑ
- 303 ۲۔ سیدنا عبداللہ بن عمرؑ
- 304 ۳۔ سیدنا عبداللہ بن زبیرؑ
- 304 ۴۔ سیدنا ابوسید خدریؑ بن علیؑ
- 305 ۵۔ مشہور شاعر فرزدق
- 310 ۶۔ سیدہ امہ بنت ابی طالبؑ بنت زہراؑ بنت رسول اللہ ﷺ

311 سیدہ ام کلثوم بنت فاطمہ علیہا السلام

فصل ۶ حضرت حسن و حسین علیہما السلام کی اولاد و احفاد

314 سیدنا علی بن حسن زین العابدین رضی اللہ عنہ

316 امام محمد باقر بن علی بن حسین علیہ السلام

318 امام جعفر صادق بن محمد باقر رضی اللہ عنہ

320 امام جعفر صادق (والدہ والد)

321 امام موسیٰ کاظم بن جعفر صادق رضی اللہ عنہ

322 امام علی الرضا بن موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ

323 امام محمد الجواد بن علی الرضا رضی اللہ عنہ

324 امام علی الہادی النقی (علی بن محمد بن علی)

325 حسن بن علی العسکری رضی اللہ عنہ

326 سیدنا حسن بن زید بن حسن علیہ السلام

326 سیدنا حسن بن علی بن حسن بن علی علیہ السلام کا گھر

325 سیدنا محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

327 امام محمد مہدی

328 حلیہ

328 مہدی کا زلزلہ خروج

328 رشتہ بقاء

328 مکمل ظہور

329 مہدی کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ

329 صحابہ کرام اور اہل بیت کی سسرالی رشتہ واریوں، اولاد، بیویوں اور دیگر رشتہ داریوں

334 کے نقشہ جات



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تقریظ

الحمد لله رب العالمين، والعاقبة للمتقين، ولا عدوان إلا على الظالمين، والصلوة والسلام على أشرف الأنبياء وسيد المرسلين وعلى آله وصحبه وأهل طاعته أجمعين.

امت محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیة کے خصائص و مزایا میں ایک خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے وسطیت اور اعتدال پر قائم رکھا ہے:

﴿وَكُنَّا بِكَ عَلَى كَثِيرٍ مِّنْ أُمَمٍ وَسطًا يَتَكُونُونَ أَشْهَادًا عَلَى النَّاسِ...﴾ (البقرة: ۱۴۳)

(البقرة: ۱۴۳)

”اور اس طرح ہم نے تمہیں ایک معتدل اور بہترین امت بنایا تاکہ تم لوگوں کے بارے میں گواہی دو۔“

وسطیت و اعتدال کا یہ پہلو تمام امور میں موجود ہے، خواہ ان کا تعلق عقیدہ سے ہو یا احکام سے۔

مثال کے طور پر انبیاء کرام علیہم السلام کے تعلق سے یہودیوں کے منہج میں جفا پائی جاتی ہے، قرآن حکیم نے بتلایا ہے کہ یہود نے بہت سے انبیاء کی تکذیب کی اور بہت سوں کو قتل تک کر دیا۔ اس کے برعکس نصاریٰ کے منہج میں انبیاء سے محبت کا پہلو تو ہے مگر انتہائی غلو کے ساتھ، جیسا کہ انبیا نے عیسیٰ علیہ السلام سے ایسا اظہار محبت کیا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ الہ مقرر کر لیا۔ اہل اسلام کے منہج میں وسطیت ہے جو یہود کی افراط اور نصاریٰ کی تفریط کے مابین ہے، چنانچہ مسلمان انبیاء کرام پر ایمان رکھتے ہیں اور کسی غلو کے بغیر ان سے محبت بھی کرتے ہیں۔

اس کی وسطیت کا مثال یہ ہے کہ یہود اپنی عورتوں کو ایام حیض کے

دوران اپنے سے جدا کر دیتے تھے اور ان کا کھانا پینا بھی الگ تھلک کر دیتے تھے، جبکہ عیسائیوں کے اندر اس حوالے سے اس قدر کوتاہی پائی جاتی تھی کہ وہ دورانِ حیض اپنی بیویوں سے جماع بھی درست قرار دیتے تھے۔

اس معاملے میں ہم مسلمانوں کا منہج و سطیت پر قائم ہے، ہمارے اندر نہ تو وہ افراط ہے جس میں یہود مبتلا تھے اور نہ ہی وہ تفریط جو نصاریٰ کے اندر پائی جاتی تھی۔

جس طرح وین اسلام میں دیگر تمام ادیان کے مقابلے میں منہج اعتدال پایا جاتا ہے، اسی طرح اسلام کے اندر جو بہت سی جماعتیں ہیں، ان میں سے جماعتِ حقہ و طائفہ منصورہ اہل السنۃ والجماعۃ (اہل حدیث) وہ جماعت ہے جس کے منہج میں بقیہ جماعتوں کے مقابلے میں وسطیت و اعتدال موجود ہے:

مثلاً: اسماء و صفات کے باب میں اہل السنۃ کا عقیدہ جمیہ کے افراط اور مشبہہ کی تفریط کے مابین ہے۔ یعنی جمیہ نے تشبیہ کے مخدور سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء و صفات کا انکار کر دیا، اسی بنا پر انہیں نفاۃ اور معطلہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، جبکہ مشبہہ نے اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کو اس طرح مان لیا کہ ہر صفت میں خالق کو مخلوق کے مشابہہ قرار دے دیا۔

اس باب میں اہل السنۃ کا عقیدہ اعتدال پر قائم ہے، چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات، جو کہ کتاب و سنت میں مذکور ہیں پر ایمان رکھتے ہیں، کسی تشبیہ یا تمثیل کے بغیر، اہل السنۃ کا اثبات بلا تشبیہ ہے اور تنزیہ بلا تعطیل ہے اور اس تمام عقیدہ کی اساس، اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے

﴿لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَہُوَ السَّمِیْعُ البَصِیْرُ﴾ (الشوری: ۱۱)

”کوئی چیز اس کے مانند نہیں ہے۔“

اسی طرح افعال عباد کے تعلق سے اہل السنۃ کا منہج، اعتدال پر قائم ہے، اس باب میں دو فرقے الحاد کا شکار بنے: ایک جبریہ، جو بندوں کو مجبور محض مانتے ہیں اور ہدایت و گمراہی کے تعلق سے ان کے ہر اختیار کی نفی کرتے ہیں۔

دوسرے قدریہ، جو اللہ تعالیٰ کے علم سابق کی نفی کرتے ہوئے، تقدیر کا انکار کرتے ہیں۔

اہل السنۃ کا منہج ان دونوں کے مین بین ہے، وہ ہدایت یا گمراہی کے اختیار کے تعلق سے، مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخیر قرار دیتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع اور نوحۃ تقدیر کے مطابق چلنے والا قرار دیتے ہیں۔ ان کے اس عقیدے کی اساس، اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿لَمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَقِيمَ ۖ وَ مَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ (النکویر : ۲۸-۲۹)

”تم میں سے اُن لوگوں کے لیے جو راہِ راست پر چلنا چاہیں اور تم کچھ چاہ نہیں سکتے جب تک کہ اللہ نہ چاہے جو سارے جہان کا رب ہے۔“

پہلی آیت بندے کے اختیار پر وال ہے، جبکہ دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کی مشیت کا ذکر ہے، جس کا ہر بندہ تابع ہے اور جس کا ہر فیصلہ تقدیر میں مکتوب ہے۔

اسی طرح اہل السنۃ والجماعۃ وعدہ اور وید کے باب میں مرجعہ اور خوارج و معتزلہ کے عقائد میں پائی جانے والی افراط و تفریط سے یکسر بیزار ہیں اور ان کا منہج اس باب میں بھی وسطیت و اعتدال پر قائم ہے۔

آلِ رسول ﷺ و اصحابِ رسول ﷺ سے محبت کے تعلق سے اہل السنۃ والجماعۃ کا منہج اعتدال:

اس باب میں بھی بہت سے فرقہ الحاد و ضلالت کا شکار ہوئے، ایک طرف وہ نواصب یا خوارج ہیں، جن کے دلوں میں رسول اللہ ﷺ کی آل کے تعلق سے بغض و عداوت سے بھرے ہوئے ہیں، دوسری طرف وہ روافض ہیں جو اہل بیت سے محبت تو کرتے ہیں، لیکن ان کی یہ محبت بہت سے غلو پر قائم ہے، وہ غلو جو ہر دور میں الحاد کے پودوں کی آبیاری کرتا رہا، جس سے کتاب و سنت نے بار بار روکا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا هَذَا الْكِتَابُ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ﴾ (النساء : ۱۷۱)

”اے اہل کتاب! تم اپنے دین میں غلو سے کام نہ لو۔“

ارشاد نبوی ہے:

((يَاكُمْ وَالْغُلُوَّ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ الْغُلُوَّ)) •

”تم غلو سے بچو کیونکہ تم سے پہلے کئی لوگ غلو کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔“

روافض اور نواصب کی اس روش میں یہود و نصاریٰ سے تشبہ کا پہلو موجود ہے۔

یہودی اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے تھے، مگر نصاریٰ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان تو کجا، ان کے خلاف عداوت نصب کیے بیٹھے تھے، یہی روش نصاریٰ کی تھی جو اپنے نبی عیسیٰ علیہ السلام کو مانتے تھے، مگر یہود کے نبی موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلاتے تھے۔

جبکہ اہل اسلام اپنے نبی محمد رسول اللہ ﷺ پر بھی ایمان رکھتے ہیں، یہودیوں کے نبی موسیٰ علیہ السلام پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور نصاریٰ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور یہ ہمارے منہج و مسیت و اعتدال کی انتہائی روشن اور قوی دلیل ہے۔

اہل السنۃ کا منہج اس حوالہ سے بھی انتہائی سدید ہے، چنانچہ نواصب کے دلوں میں اہل بیت رسول اللہ ﷺ کے خلاف عداوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، جبکہ روافض کے دلوں میں اہل بیت سے محبت تو موجود ہے، مگر اصحاب رسول اللہ ﷺ کے تعلق سے انتہائی عداوت و نفرت کا پہلو موجود ہے، جس کا اظہار وہ طرح طرح کے سب و شتم سے کرتے ہیں۔

الحمد للہ اہل السنۃ و الجماعۃ کے منہج میں اہل بیت رسول سے بھی محبت کا عقیدہ موجود ہے اور تمام اصحاب رسول سے محبت کا بھی واضح منہج موجود ہے اور یہ محبت ہر قسم کے غلو سے پاک ہے، بالکل ویسی ہی محبت جیسی اللہ اور اس کے رسول نے چاہی۔

اہل البیت سے مراد عند الجمہور وہ لوگ ہیں جنہیں زکوٰۃ دینا حرام ہے۔

ایک قول کے مطابق یہ بنو ہاشم ہیں، دوسرے قول کے مطابق یہ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب ہیں۔

دوسرا قول زیادہ رائج ہے؛ کیونکہ صحیح بخاری کی ایک حدیث کے مطابق، رسول اللہ ﷺ نے بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کو ایک ہی قرار دیا ہے۔

ازواج مطہرات (امہات المؤمنین) بھی اہل البیت میں شامل ہیں، ان کی شمولیت باعتبار نسب یا قرابت نہیں، بلکہ باعتبار زوجیت ہے، اور ان کے لیے رسول اللہ ﷺ کی ازواج ہونا، ایک بہت بڑا شرف ہے، کیونکہ وہ نبی ﷺ سے شادی کے بندھن سے منسلک ہو کر دنیا و آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی بیویاں ہونے کا شرف حاصل کر چکی ہیں۔

ویسے بھی نطفہ اہل یا آل کے کتاب و سنت میں جو بہت سے استعمالات ہیں، ان میں سے ایک استعمال بیوی کے لیے بھی ہے:

﴿إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَخْلِهِ إِنِّي أَنَسْتُ نَارًا﴾ (النمل: ۷)

”جب موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔“

یہاں اہل سے مراد، موسیٰ علیہ السلام کی بیوی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی بیوی کے بارے میں فرمایا:

﴿رَحِمْتُ اٰنُوْا وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهُ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ﴾

(ہود: ۷۲)

”اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم اہل بیت کے لیے ہیں، وہ بے شک اہل حق حمد و ثناء بزرگی والا ہے۔“

اہل اہل النساء و الجماعۃ تمام اہل البیت سے محبت رکھتے ہیں اور تمام صحابہ کرام سے بھی؛ کیونکہ اہل البیت سے محبت بھی شرعی نصوص سے ثابت ہے اور صحابہ کرام سے محبت بھی کتاب و سنت سے ثابت ہے۔

چونکہ یہ تفصیل کا مقام نہیں، لہذا ہم اہل البیت سے محبت کی فرضیت کے لیے ایک حدیث کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں:

((عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا فِينَا خَطِيْبًا

بِمَاءٍ يُدْعَى خُفْمًا، بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، فَحَمَدَ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ،
وَوَعِظَ وَذَكَرَ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ! فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ
يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأَجِيبَ، وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَسُ،
أَوْتُهُمَا كِتَابَ اللَّهِ، فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ، فَخُذُوا بِكِتَابِ اللَّهِ،
وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ، فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ وَرَعَبَ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ:
وَأَهْلُ بَيْتِي، أَذْكُرْكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أَذْكُرْكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ
بَيْتِي، أَذْكُرْكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي)) ❶

”زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ایک دن رسول اللہ ﷺ مکہ اور مدینہ کے
درمیان، پانی کے ایک تالاب، جس کا نام ”خُم“ مذکور ہے، کے پاس کھڑے
ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا، آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرمائی اور یہ
نصیحتیں ارشاد فرمائیں اور فرمایا: ابا بعد! اے لوگو! خبردار میں ایک بشر ہوں اور
عنقریب میرے پاس اللہ تعالیٰ کا قاصد آنے والا ہے، جس پر میں لبیک کہوں
گا (پیام اجل کی طرف اشارہ ہے) میں تمہارے بیچ ”دو بھاری امانتیں“
چھوڑے جا رہا ہوں، ایک کتاب اللہ جو ہدایت و نور سے لبریز ہے، اسے خوب
منضبطی سے تھام لینا، آپ ﷺ نے کتاب اللہ کو تھامے رکھنے کی خوب
ترغیب دلائی۔ پھر فرمایا دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں، میں تمہیں اپنے اہل
بیت کے بارے میں خوب نصیحت کرتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے
بارے میں خوب نصیحت کرتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں
خوب نصیحت کرتا ہوں۔“

یہ حدیث اہل بیت کی تکریم کے تعلق سے زبردست وصیت اور ان کی محبت، توقیر و تعظیم
اور حقوق کی ادائیگی کی تاکید پر مشتمل ہے۔

اہل البیت کی تکریم و تعظیم اور تفصیل و تجلیل پر اجتماعی اور انفرادی بہت سے نصوص موجود ہیں، جن سے اہل السنۃ کی کتب بھری پڑی ہیں، یہ ان کے استیعاب کا محل نہیں ہے۔

اصحابِ رسول ﷺ کی تکریم و توقیر اور ان سے وجوبِ محبت:

((عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَسُبُّوا اَصْحَابِيْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اَحَدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مَدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهُ)) ❶

”ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ میں سے کسی کو اپنی گالی کا نشانہ مت بناؤ، تم لوگ اگر اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر دو تو ان کے ایک پاؤ کے نفقہ کے اجر کو بھی نہیں پاسکتے۔“

یہی حدیث صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے مروی ہے، جس میں آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا کہ میرے صحابہ کو گالی مت دو، پھر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم لوگ اگر اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر دو تو ان کے ایک پاؤ کے نفقہ کے اجر کو بھی نہیں پاسکتے۔

متعدد طرق سے یہ روایت ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے سب سے بہترین زمانہ اپنا اور صحابہ کرام کا زمانہ قرار دیا ہے۔

ان تمام نصوص کا تقاضا یہی ہے کہ ہم آل رسول سے بھی محبت کریں اور اصحاب رسول سے بھی۔

قرآنِ اولیٰ میں محبت کے یہ تمام مظاہر موجود تھے، جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اہل بیت اور اصحاب رسول کے مابین کئی سطحوں تک رشتہ داریاں قائم ہوتی رہیں، یا ہی محبت و اعتماد اور دین داری کے اثبات کے لیے اس سے بڑا کیا ثبوت ہو سکتا ہے؟

ان رشتوں اور قراءتوں کے اثبات کے بعد صحابہ کرام کی شان میں گستاخی یا تہرا کا کوئی

❶ صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم: ۳۶۷۳۔

جواز باقی بچتا ہے؟ اسی حوالے سے اہل السنۃ اور اہل تشیع کی کتب سے انہی قراہتوں اور رشتے داریوں کا ذکر کیا جاتا ہے اور ان لوگوں کو اپنی روش پر نظر ثانی کی دعوت دی جاتی ہے۔ جن کے دل صحابہ کرام کے بغض سے لبریز ہو چکے ہیں۔ وباللہ التوفیق

بہت سے لوگ، صحابہ کرام علیہم السلام اور آل بیت اطہار کے مابین قائم قراہتوں اور رشتے داریوں سے ناواقف ہیں، ہم ذیل میں ان بعض قراہتوں کا ذکر کرتے ہیں، شاید کہ وہ لوگ جن کے دل صحابہ کرام علیہم السلام کے بغض سے لبریز ہیں اور آل بیت سے محبت کے دعوے دار ہیں، اپنی روش پر نظر ثانی پر مجبور ہو سکیں؛ کیونکہ آل بیت کی یہ رشتہ داریاں جن کا تعلق مصاہرت سے ہے، ان کی صحابہ کرام سے محبت کی واضح دلیل قرار پائیں گی اور یہ بات معلوم ہے کہ ہم جس سے بھی محبت کا دعویٰ کریں، اس کی صداقت اور کاملیت تب ہی ثابت ہوگی جب ان سے بھی محبت کریں جن سے اسے محبت ہو۔

آل بیت اطہار اور آل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مابین قائم ہونے والی رشتہ داریاں خلیفہ اول و راشد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اہل بیت سے جس قدر محبت تھی اس کا اندازہ ان کے اس قول سے لگایا جائے، آپ فرمایا کرتے تھے:

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَقَرَابَةٌ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَصِيلٍ مِنْ قَرَابَتِي)) ❶

”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! رسول اللہ ﷺ کی قرابت داریوں کو جوڑنا مجھے اپنے رشتوں کو جوڑنے سے زیادہ پسند اور محبوب ہے۔“

آپ فرمایا کرتے تھے:

((ارْقُبُوا مُحَمَّدًا فِي أَهْلِ بَيْتِهِ)) ❷

”محمد ﷺ کی مبارک صورت دیکھنی ہو تو آپ کے اہل بیت کو دیکھ لیا کرو۔“

ایک دن حسن رضی اللہ عنہ اپنے والد علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حسن رضی اللہ عنہ کو

اپنے ہاتھوں سے اٹھالیا اور انہیں پیار کرتے ہوئے یہ جملہ کہتے رہے:

((شَبَّيْهَا بِالنَّبِيِّ وَلَيْسَ شَبَّيْهَا بِعَلِيِّ)) ❶

”یہ تو نبی ﷺ کے ہم شکل ہیں، اپنے والد علی کے نہیں۔“

سیدنا علی رضی اللہ عنہ یہ سن کر مسکراتے رہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اہل بیت اطہار سے قوی تعلق و قرابت، امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

کے اس قول سے میاں ہے:

((وَلَدَيْهِ أَبُو بَكْرٍ مَرَّتَيْنِ)) ❷

”مجھ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دوبار پیدا کیا ہے۔“

ان کے اس قول کا سبب یہ ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا والد کی طرف سے نسب یوں ہے: جعفر الصادق بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب اور والدہ کی طرف سے ان کے نسب کی تفصیل یہ ہے کہ ان کی والدہ ام فروہ، قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں، جبکہ ام فروہ کی والدہ، اسماء بنت عبد الرحمن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، تو گویا امام جعفر صادق کی والدہ ام فروہ کا نسب والد کی طرف سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے اور والدہ کی طرف سے بھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

اسی لیے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی کہ مجھے ابوبکر نے دوبار پیدا کیا ہے۔

امام جعفر صادق کے اس قول کے اسلوب پر غور کیجیے، کس قدر فخر اور تحدیثِ نعت کا انداز نمایاں ہو رہا ہے اور ظاہر ہے ایک صالح اور متقی انسان، ہر اس تعلق واری پر اظہارِ مسرت اور انعامِ فخر کرتے رہے گا جو اسے صالحین اور متقین اسلاف کی لڑی سے منسلک کر دے، امام جعفر کو ان کے ہمیشہ ہمیشہ کے صدق مقام کی وجہ سے صادق کے لقب سے ملقب کر کیا گیا، اور وہ اپنے جس دادا (ابوبکر رضی اللہ عنہ) سے اپنے دہرے تعلق کا فخر یہ انداز سے اظہار فرمایا کرتے تھے، وہ دربارِ نبوت سے ”صدیق“ جیسے عظیم لقب سے ملقب ہوئے، اور یہ

❶ صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم: ۳۷۵۰۔ ❷ کشف الغمۃ: ۲/۳۷۴

لقب انہیں ان کی صداقت، امانت اور ہر مرحلہ پر رسول کریم ﷺ کے ہر فرمان کی تصدیق پر حاصل ہوا۔

امام جعفر صادق کو عمود الشرف کا لقب بھی حاصل ہے، جس کا معنی یہ ہے کہ انہیں باعتبار نسب انتہائی قوی قسم کا شرف عطا ہوا ہے، چنانچہ اپنے والد کی طرف سے ہانگی ٹھہرے اور اپنی والدہ کی طرف سے ان کا تعلق آلِ صدیق سے قائم ہوا۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے مابین انتہائی قوی رشتے قائم تھے۔

۱۔ سب سے زیادہ وثیق، قوی اور مبارک رشتہ یہ قائم ہوا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا سے سید الاولین والآخرین جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا اور انہیں جنسِ قرآنی ام المؤمنین ہونے کا شرف حاصل ہوا، نبی ﷺ کے عقد میں یہ واحد باکرو خاتون تھیں، ان سے نکاح سے قبل متعدد بار آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ جبریل امین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ایک ریشمی خلاف میں لپیٹ کر لائے اور ان کا چہرہ دکھا کر فرمایا:

((إِنَّهَا رَوْجُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ))

”یہ دنیا میں اور قیامت کے دن آپ کی بیوی ہیں۔“

جب ایک بار عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ آپ کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟ تو فرمایا: عائشہ سے۔ پوچھا: مرووں میں سے کس سے ہے؟ فرمایا: عائشہ کے والد سے۔

۲۔ سیدنا جعفر بن ابی طالب اطہار رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد، ان کی بیوہ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا (علی رضی اللہ عنہ کی بھابی) کو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے نکاح میں لے لیا تھا اور ان سے ان کا بیٹا محمد بن ابی بکر پیدا ہوا۔

۳۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد، انہی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا، اسماء کے ساتھ ان کا بیٹا محمد بن ابی بکر بھی تھا۔ جسے

علیؑ کے ربیب ہونے کا شرف حاصل ہوا، گویا سیدنا حسن و حسینؑ کے ساتھ ساتھ ان کی بھی پرورش ہوئی، جناب علیؑ فرمایا کرتے تھے:

((هُوَ ابْنِي مِنْ ظَهْرِ أَبِي بَكْرٍ))

”یہ ابوبکر صدیقؓ کی پشت سے ہے لیکن میرا بیٹا ہے۔“

جناب علیؑ کی ان سے محبت اور حسن اعتماد کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ انہوں نے انہیں مصر کی گورنری تفویض فرمائی تھی۔

تاریخ کی شہادت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ امیر المومنین عمر بن خطابؓ کے دور خلافت میں جب فارس فتح ہوا تو فارس کے حکمران بزدجر بن شہریان کی دو بیٹیوں کو گرفتار کر کے دار الخلافہ مدینہ منورہ پہنچا دیا گیا، یہ دونوں خواتین راستے میں اسلام قبول کر چکی تھیں، جس وقت یہ دونوں امیر المومنین کے پاس پہنچیں، اس وقت بہت سے صحابہ آپ کے ارد گرد تشریف فرما تھے، امیر المومنین نے اس موقع پر اپنا مشہور قول ارشاد فرمایا

((بَنَاتُ كِرَامٍ مِنْ أَصُولِ كِرَامٍ لَا يَسْتَحْفُضُهُنَّ إِلَّا الْكِرَامُ))

”یہ معزز بیٹیاں، معزز نسب سے تعلق رکھتی ہیں، انتہائی معزز لوگ ہی ان کے حق

دار ہو سکتے ہیں۔“

یہ باب امیر المومنین نے جناب علی بن ابی طالبؓ کی طرف دیکھ کر فرمائی تھی، پھر ان دونوں خواتین کو ان کے حوالے کر دیا۔ (گویا امیر المومنین عمر بن خطابؓ جناب علی بن ابی طالبؓ اور ان کے اہل کو انتہائی معزز شمار کرتے تھے)۔

سیدنا علی بن ابی طالبؓ نے ان میں سے ایک خاتون کو اپنے بیٹے حسین کے سپرد کر دیا، جبکہ دوسری اپنے ربیب یعنی ابوبکر صدیقؓ کے بیٹے محمد کے حوالے، پھر ان دونوں خواتین سے، ان کا باقاعدہ نکاح کر دیا گیا، (گویا جناب علیؓ سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور ان کے اہل و عیال کو انتہائی معزز قرار دیتے تھے، جیسا تو ان میں سے ایک خاتون، محمد بن ابی بکر کے حوالے کر دی تھی) جو خاتون حسینؓ کے نکاح میں آئی، اس سے امام زین

العابدین پیدا ہوئے، جبکہ محمد بن ابی بکر کے عقد میں آنے والی خاتون کے بطن سے قاسم بن محمد نے جنم لیا، یوں یہ دونوں خالہ زاد بھائی ہوئے۔

آگے چل کر حسین کے پوتے محمد کا، محمد بن ابی بکر کی پوتی، ام فروہ سے نکاح ہوا۔ جن سے امام جعفر الصادق علیہ السلام پیدا ہوئے۔ یہاں پہنچ کر ایک انتہائی ٹھوس اور ناقابل انکار تاریخی شہادت ہمارے سامنے واضح ہوتی ہے اور وہ یہ کہ امام جعفر الصادق علیہ السلام کی والدہ ام فروہ کے باپ کی طرف سے دادا محمد بن ابی بکر ہیں اور ماں کی طرف سے ان کے دادا عبدالرحمن بن ابی بکر ہیں، اور محمد اور عبدالرحمن دونوں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سگے بھائی تھے، اس طرح ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے امام جعفر صادق کا خونی رشتہ ثابت ہوا۔

اس خونی رشتہ سے بڑھ کر، ایک اور رشتہ ثابت ہوتا ہے اور وہ تعلیم جیسا عظیم اور مقدس رشتہ ہے، چنانچہ امام جعفر الصادق علیہ السلام نے اپنے علم کا بہت سا حصہ جناب عروہ بن زبیر علیہ السلام سے حاصل کیا تھا اور عروہ بن زبیر، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ملازم شاکردوں میں شمار ہوتے ہیں، یوں امام جعفر صادق کا ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے انتہائی قوی اور وثیق تعلق ثابت ہوا۔ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ)

ہم ملخصاً ان قرائتوں اور رشتوں کا ذکر کیے دیتے ہیں جو آل بیت النبی ﷺ اور آل ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مابین قائم ہوئے:

۱۔ محمد بن عبداللہ، رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی سیدہ عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔

۲۔ حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبدالرحمن کی بیٹی حفصہ سے نکاح کیا۔

۳۔ اسحاق بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے قاسم بن محمد کی بیٹی ام حکیم سے نکاح کیا۔

۴۔ محمد الحاکم بن علی بن زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابو بکر

صدیقؓ کے پوتے قاسم بن محمد کی بیٹی ام فروہ سے نکاح کیا۔

۵۔ موسیٰ بن ابی بن عبد اللہ الحنفی بن الحسن الحنفی بن الحسن البسط بن امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؓ نے ابوبکر صدیقؓ کے پوتے عبد اللہ بن عبد الرحمن کی پڑپوتی ام سلمہ بنت محمد بن طلحہ بن عبد اللہ سے نکاح کیا۔

۶۔ اسحق بن عبد اللہ بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب نے کثیم بنت اسماعیل بن عبد الرحمن بن قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ سے نکاح کیا۔

آل بیت کے آل صدیق سے ان چھ رشتوں میں ایک بات انتہائی قابل غور ہے اور وہ یہ ہے کہ ان تمام رشتوں میں خاوند، آل بیت سے ہوا اور بیوی آل صدیق سے۔

عموماً شادی کا پیغام لڑکے کی طرف سے جاتا ہے، چنانچہ شوہر اپنے نکاح کے لیے نیک بیوی کا انتخاب کر کے پیغام نکاح بھیجتا ہے، تو گویا مذکورہ چھ قرابتوں میں آل بیت کی طرف سے آل ابی بکرؓ سے رشتے طلب کیے گئے، یہ طلب اس بات کی دلیل ہے کہ آل بیت اناطہار، کس قدر سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور ان کے خاندان سے محبت کرتے تھے، نیز ان کے قوی دین اور تقویٰ کے معترف تھے؛ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے دین دار خاتون سے نکاح کی ترغیب دی ہے۔

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرُبِّتَ بِذَاكَ)) ❶

”ابو ہریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت سے چار امور کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے۔ (۱) اس کے مال کی وجہ سے، (۲) اس کے حسب و نسب کی وجہ سے (۳) اس کے حسن و جمال کی وجہ سے (۴) اور اس کے دین کی وجہ سے، تم دین دار عورت کو ترجیح دو۔“

اسی طرح عورت کے اولیاء الامور کو ہدایت ہے کہ جب ان کی بیٹی کا کوئی دین دار رشتہ آجائے تو وہ انکار نہ کریں

((اِذَا جَاءَ كُمْ مِنْ تَرْصُوْنَ دِيْنَهُ وَ خُلُقُهُ ... الْحَدِيْثُ)) ۱

”جب تمہاری بیٹی کا ایسا رشتہ آجائے جس کا دین اور اخلاق پسندیدہ ہو تو اسے قبول کر لو، ورنہ فسادِ کبیر کا اندیشہ ہے۔“

ان احادیث سے یہ بات عیاں ہوگئی کہ آلِ بیت سے مختلف افراد کا، اپنے نکاح کے لیے آلِ ابی بکر صدیق کی خواتین کا انتخاب، اس بات کی دلیل ہے کہ وہ ان کے دین اور تقویٰ کے معترف تھے اور آلِ ابی بکر کا ان تمام رشتوں کو قبول کرنا اس بات کا تین ثبوت ہے کہ وہ بھی آلِ بیت کے دین، تقویٰ اور حسنِ خلق کے معترف تھے۔ ان پاکیزہ رشتوں اور قربتوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پوری طرح منطبق ہو رہا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْتِيْكَ مِنَ الثَّغِيْبِيْنَ وَالطَّيِّبِيْنَ لَأَخِيْطِبَنَّ﴾ (السورہ: ۲۶)

ایک امر ملحوظ یہ بھی ہے کہ ان میں سے بیشتر رشتے، اُن حوادث کے بعد معرضِ وجود میں آئے، جن حوادث کو بعد میں آنے والے لوگوں نے اپنی ابواءِ فاسدہ کی بنا پر آپس کے بگاڑ کا سبب قرار دے ڈالا، بلکہ صحابہ کرام پر سب و شتم اور طعنہ زنی کے دروازے مھول ڈالے، مثلاً: قتیبہ فذک، جنگِ جمل، جنگِ صفین اور واقعہ کربلا۔ واللہ المستعان

افسوس! صحابہ کرام اور بالخصوص شیخینِ کربمیں پر طعنہ زنی کے یہ دروازے آج تک کھلے پڑے ہیں، ذرا سا توقف اور مامل ہی کر لیا جائے کہ آلِ علی بن ابی طالب کی آلِ ابی بکر صدیق سے یہ تمام رشتہ داریاں کس میزان میں رکھی جائیں گی؟

آلِ بیتِ الاطہار اور آلِ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے مابین قائم ہونے والی رشتہ داریاں:

امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جن کے محاسن و محامد لا تعد و تعد ہیں، جنہیں دربارِ نبوت سے ”الفاروق“ کے لقب سے نوازا گیا، جن کے اسلام نے حق و باطل میں فرق و امتیاز

کی ایک اہمٹ لکیر کھینچ دی، جن کا اسلام بھی علانیہ تھا اور ہجرت بھی۔

جن کے اسلام قبول کرنے نے، دین اسلام کی عزت و وقار اور شان و حشمت کو چار چاند لگا دیے، جنہوں نے تقریباً آدھی دنیا پر اسلام کا پرچم لہرا دیا، سلطنت فارس و روم میں کسریٰ اور قیصر کی کمر توڑ دی، جن کا دور خلافت اس کرۂ ارضی سے کفر و ضلال اور طاغوت و دشمنیت کے مٹنے اور توحید و ملت کے قائم ہونے نیز نظامِ عدل کے استوار ہونے کا ذریعہ ثابت ہوا۔

جو رسول کریم ﷺ کے انتہائی محبوبین و مقربین میں شمار ہوا کرتے تھے، جو زبانِ نبوت سے متعدد بار جنت کی بشارت جیسے عظیم مقام و مرتبہ کے مستحق قرار پائے۔

ان تمام ذریعہ کارناموں اور روشن بشارتوں کے ساتھ ساتھ، انہیں ایک فضیلت و منقبت یہ حاصل ہوئی کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کے صدق و اخلاص اور نصرتِ دین کو ملاحظہ فرمایا تو ان سے ان کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح کے لیے طلب فرمایا، اور یہ اس وقت ہوا جب حفصہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر جنگ بدر میں شہادت کے رتبہ پر فائز ہوئے۔

گویا حفصہ رضی اللہ عنہا کتنی بابرکت خاتون ہیں کہ ان کا پہلا شوہر جب شہیدِ معرکہ بدر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے نعم البدل کے طور پر انہیں اکرم الخلائق، سید الاولیاء آدم محمد رسول اللہ ﷺ کی زوجیت کے شرف سے مشرف فرمادیا۔

یہ دہ پہلا رشتہ ہے جو بیت نبوت اور آلِ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے مابین قائم ہوا۔

دوسرا رشتہ جو آلِ بیت الاطہار اور سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے گھرانے کے مابین قائم ہوا وہ امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا سیدنا علی بن ابی طالب اور سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی بیٹی ام کلثوم سے نکاح تھا۔

یہ رشتہ خود امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے طلب فرمایا تھا، جب جناب علی رضی اللہ عنہ نے اس رشتہ سے موافقت فرمائی تو امیر عمر رضی اللہ عنہ انتہائی خوش ہو کر صحابہ کرام کے پاس آئے اور فرمایا: تم مجھے مبارک باد کیوں نہیں دیتے؟

صحابہ نے پوچھا: امیر المومنین! کس بات کی؟ فرمایا: علی اور فاطمہ کی بیٹی ام کلثوم سے نکاح کی، مزید فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہوئی ہے:

((كُلُّ نَسَبٍ وَ نَسَبٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا سَبَبِي وَ نَسَبِي))

”قیامت کے دن ہر نسب و قرابت ٹوٹ جائے گی، سوائے میرے نسب اور قرابت کے۔“

چنانچہ اس رشتہ کے ذریعے میرے اور رسول اللہ ﷺ کے مابین رشتہ قائم ہو چکا ہے۔ اس بابرکت نکاح سے امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے بیٹے زید بن عمر پیدا ہوئے اور جناب زید بن عمر انتہائی فخریہ انداز سے یہ فرمایا کرتے تھے:

((أَنَا ابْنُ الْخَلِيفَتَيْنِ))

”میں دو خلیفوں کا بیٹا ہوں۔“

ان کا اشارہ دو خلفاء راشدین رضی اللہ عنہما کی طرف ہے، ایک سیدنا عمر، دوسرے سیدنا علی رضی اللہ عنہما۔ یہ زید بن عمر اور ان کی والدہ ام کلثوم بنت علی ایک ہی حادثہ میں بوقت فجر رتبہ شہادت سے مشرف ہوئے۔

ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا بعض اوقات فرمایا کرتی تھیں:

((مَا لِي وَ لَصَلَاةِ الْغَدَاةِ))

”فجر کی نماز کے ساتھ میرے کچھ رنج دالم سے بھری یادیں وابستہ ہیں۔“

ان کا اشارہ دو واقعات کی طرف ہے: ایک ان کے شوہر امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت، دوسرا ان کے والد امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی شہادت۔ جبکہ وہ خود بھی اپنے بیٹے زید بن عمر کے ساتھ بوقت فجر ہی شہادت کے رتبہ پر فائز ہوئیں۔

آل بیت الاطہار اور آل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم کے مابین قائم ہونے والی تیسری مصاہرت اس طرح قائم ہوئی کہ جناب حسین بن علی بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کا

نکاح سیدہ جویریہ بنت خالد بن ابی بکر بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب سے عمل میں آیا، گویا جناب حسین بن علی کے پوتے کے پوتے کا نکاح جناب عمر بن الخطاب کے پوتے کی پوتی سے منعقد ہوا۔ صدق اللہ تعالیٰ:

﴿وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ﴾ (النور: ۲۶)

”پاک باز عورتیں پاک باز مردوں کے لیے اور پاک باز مرد پاک باز عورتوں کے لیے۔“

آلِ بیتِ الاطہار اور آلِ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مابین قائم ہوئے والی رشتہ داریاں:

امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جو خلفاء راشدین میں سے تیسرے خلیفہ راشد ہیں، جن کا شمار سابقین اولین صحابہ کرام میں ہوتا ہے، جو ان دس صحابہ کی فہرست میں شامل ہیں جنہیں دنیا میں جنت کی بشارت دی گئی، جنہیں تاریخِ منیعِ جود و سخا جیسے عظیم وصف سے جانتی اور پہچانتی ہے، جو ایسے پیکرِ شرم و حیا تھے کہ جن کی حیا کا فرشتے بھی احترام کرتے تھے، جنہوں نے ہر دمہ نامی کنواں اپنی جیب خاص سے خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا، جہیزِ عمرہ کی تنہیز میں سب سے نمایاں تعاون آپ ہی کا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہجرتِ مدینہ سے قبل، ہجرتِ حبشہ کی توفیقِ عظیم مرحمت فرمائی، اسی لیے آپ کو تاریخِ صاحبِ الحجرتین کے لقب سے یاد کرتی ہے، آپ ہی کی وجہ سے بیعتِ رضوان منعقد ہوئی، جس کی برکت سے تمام بیعت کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کا اعلان فرما دیا، نیز ان کے قلوب میں مستقر ان کے ایمان کی صداقت کی گواہی دے دی اور بطورِ صلہ فتحِ قریب یعنی خیبر ان کی جھولی میں ڈال دیا، جس کے بعد مسلمانوں کا فقر ختم ہوا اور انہیں پیٹ بھر کر کھانا نصیب ہوا۔

ایک ایسی سعادت ان کے حصہ میں آئی کہ ہمارے ناقص علم کے مطابق، اولین و آخرین میں سے کسی کو وہ سعادت نصیب نہیں ہوئی اور وہ یہ کہ سید الاولین و آخرین جناب محمد ﷺ کی سِلے بعد دو بیٹیاں آپ کے حوالہ نکاح میں آئیں، کسی نبی کے کسی امتی کو یہ

سعادت نصیب نہیں ہو سکی۔

اسی لیے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کے عظیم لقب سے ملقب کیا گیا، جبکہ اپنی دوسری صاحبِ زاوی کے انتقال کے وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اُمّ میری اور بیٹی ہوتی تو وہ بھی عثمان کے نکاح میں دے دیتا۔

اس ناطے سے امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہم زلف ٹھہرے اور تاریخ شاہد ہے کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے ہم زلف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی شادی میں مکمل تعاون فرمایا تھا، جس کا رسول اللہ ﷺ کو جب علم ہوا تو آپ ﷺ نے بہت ساری دعائیں دی تھیں۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خاندان نبوت سے یہ پہلا تعلق نہیں ہے، بلکہ وہ باعتبار نسب اپنے والد اور والدہ دونوں کے توسط سے رسول اللہ ﷺ کے مبارک نسب سے ملتے ہیں۔

باپ کی طرف سے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نسب یوں ہے: عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ گویا عثمان غنی کا نسب رسول اللہ ﷺ کے دادا عبد مناف سے جاملتا ہے۔

والدہ کی طرف سے آپ کا نسب اس طرح ہے کہ آپ کی والدہ بیضا، عبد المطلب کی سگی بیٹی ہیں، گویا عثمان غنی کی والدہ بیضا اور رسول اللہ ﷺ کے والد عبد اللہ آپس میں سگے بہن بھائی ہیں، بلکہ بیضا، عبد اللہ کی جڑواں بہن ہیں، یعنی دونوں نے ایک ہی پیٹ میں پرورش پائی اور اکٹھے دنیا میں جنم لیا۔

پہلے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نکاح رسول اللہ ﷺ کی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا سے ہوا، جو دونوں ہجرتوں میں عثمان غنی کے ہمراہ تھیں، ہجرت مدینہ کے کچھ عرصہ بعد بیمار ہو گئیں، جن کی تیمارداری کا شرف عثمان غنی کو حاصل ہوا، حتیٰ کہ غزوہ بدر کے دوران بھی نبی ﷺ کے حکم سے ان کی تیمارداری میں مشغول رہے۔

ان کے انتقال کے بعد، رسول اللہ ﷺ نے ان کی بہن ام کلثوم رضی اللہ عنہا عثمان کے نکاح

میں دے، کی، جوان کے ساتھ ساتھ رہیں اور ۹ ہجری میں انتقال فرمائیں، اس طرح سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی دو بیٹیوں کا شوہر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

معاملہ ہمیں موقوف نہیں ہوتا، بلکہ آل رسول اللہ ﷺ اور آل عثمان (بنو امیہ) کے مابین متعدد رشتہ داریاں قائم ہوئیں، جس کا سلسلہ پانچ نسلوں تک پھیلا ہوا ہے، چنانچہ بنو امیہ یعنی آل عثمان کی سیدنا حسن کے خاندان میں دو اور سیدنا حسین کے خاندان میں تین شادیاں ہوئیں، جوان کی آپس کی محبت، حسن اعتماد اور ایمان، تقویٰ اور خلق حسن کے اعتراف کا انتہائی واضح اور بین ثبوت ہے۔ یہ رشتہ داریاں ملخصاً حسب ذیل ہیں:

۱۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بیٹے ابان بن عثمان کا نکاح عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کی بیٹی ام کلثوم سے ہوا۔

۲۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پوتے زید بن عمرو بن عثمان کا نکاح، سیدنا علی بن ابی طالب کی پوتی اور سیدنا حسین بن علی کی بیٹی سکینہ سے ہوا۔

۳۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ایک اور پوتے محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کا نکاح، سیدنا حسین کی دوسری بیٹی فاطمہ سے ہوا۔

۴۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پوتے مروان بن ابان کا نکاح سیدنا حسن بن علی کی پوتی ام القاسم بنت حسن المثنیٰ سے ہوا۔

۵۔ حسن المثنیٰ کے پوتے ابراہیم بن عبداللہ نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پوتے عبداللہ بن عمرو کی پوتی رقیہ بنت منذ سے نکاح کیا۔

۶۔ سیدنا زین العابدین بن حسین کے پوتے اسحق بن عبداللہ نے سیدنا عثمان غنی کے پوتے عاصم کی پوتی عائشہ بنت عمر سے نکاح کیا۔

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا تعلق بنو امیہ سے تھا، بنو امیہ کے دیگر بہت سے افراد کی، خاندان نبوت سے رشتہ داریاں قائم ہوئی ہیں جو تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں۔

یہ چند مثالیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اہل بیت سے رشتہ داریوں کی تھیں، جنہیں ہم نے

مفضل، خلفاء ثلاثہ ابو بکر، عمر و عثمان رضی اللہ عنہم تک محدود رکھا ہے مگر نہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیدنا زبیر بن عوام، سیدنا عبدالرحمن بن عوف، سیدنا ابوسفیان بن حرب، سیدنا امیر معاویہ اور سیدنا ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی بھی اہل بیت سے سرکاری رشتہ داریاں قائم ہوئی تھیں۔ زیر نظر کتاب ”شانِ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم“ اپنے موضوع میں ایک مکمل کتاب ہے جس میں موصوف سے متعلق تقریباً ہر بات تفصیلاً و اجمالاً موجود ہے۔ البتہ صحابہ کرام اور اہل بیت کے درمیان سرکاری رشتہ داریوں کے حوالے سے تشکیکی تہی جسے ہم نے مقدمہ میں پورا کر دیا ہے۔ یہ تصنیف ہمارے دو انتہائی عزیز بھائیوں اور دوستوں ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی اور شیخ حافظ حامد محمود الخضری کی مخلصانہ مساعی کا نتیجہ ہے، ان کی اس کاوش کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

کَانَ سَعِيهِمْ مَشْكُورًا۔

مزید برآں ان کے اضافہ علم و عمل کے لیے ہمیشہ دعا گو رہتے ہیں۔ جزاھم اللہ خیرا عنی و عن المسلمین خیر الجزاء۔

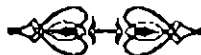
ان شاء اللہ یہ کتاب صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم سے محبت و مودت کا باعث بنے گی۔ کیونکہ اہل بیت اور صحابہ کرام سے محبت دین اسلام کا جزو لا ینفک ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے مؤمنین و جملہ معاونین و مساعدین کو اجر جزیل سے نوازے اور اس کتاب کو ان کی میزان میں حسنات کا ذخیرہ بنا دے اور اس کا نفع عام فرما دے۔

و ما ذلک علی اللہ بعزیز۔ و صلی اللہ و سلم علی بیہ و خلیلہ محمد و علی آلہ و صحبہ و اہل طاعتہ اجمعین۔

و کتبہ

عبداللہ ناصر رحمانی

۲۵ / ۸ / ۲۰۱۵



باب نمبر ۱:

نسب نامہ نبوی

اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کو تخلیق کیا، اسے قوت گویائی، عقل و ہوش، علم و معرفت، اچھی شکل و صورت اور زمین پر پائی جانے والی تمام اشیاء سے استفادہ کرنے کی قوت دے کر، اسے بڑی عزت دی، اسے جنوں اور تمام جانوروں پر فضیلت دی، اور اس کے خاص افراد کو فرشتوں تک پر بھی فضیلت دے دی ہے:

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي نَحْبِهِ وَالْبَاحِرَ وَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ الصَّيْبِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا﴾ (الاسراء: ۷۰)
 ”اور ہم نے اولاد آدم کو عزت دی ہے اور ان کو برد بحر میں سفر سے لیے سواری دی ہے۔ اور پاکیزہ چیزیں بطور روزی عطا کی ہے، اور اپنی بہت سی مخلوقات پر ان کو افضلیت دی ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا پھر دو پل بڑھ کر بڑا ہوتا ہے، اور ان میں سے کوئی مذکر اور کوئی مؤنث ہوتا ہے اور ان سب کی نسبت اپنے باپ دادا کی طرف ہوتی ہے اور جب شادی کرتا ہے، تو بیوی کی طرف سے اس کے بہت سارے رشتہ دار ہو جاتے ہیں۔ کنبہ کا یہ سارا پھیلاؤ ایک قطرہ پانی سے وجود میں آتا ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی کوشش سازیاں ہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آیت کے آخر میں فرمایا کہ آپ کا رب ہر چیز پر قادر ہے۔

﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۚ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا﴾ (المراق: ۱۵)

”اور اس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا، پھر اسے نسب والا اور سسرال والا بنایا، اور آپ کا رب ہر بات پر قادر ہے۔“

نکاح اور شادی کے اغراض میں سے ایک غرض حفظ نسب بھی ہے، پیارے پیغمبر ﷺ کے آباء و اجداد اس کا بہت خیال کرتے تھے، بلکہ یہ چیز ان کے فخر کا سبب بھی تھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ كِنَانَةَ مِن وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ وَاصْطَفَىٰ قُرَيْشًا مِن كِنَانَةَ، وَاصْطَفَىٰ مِن قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ، وَاصْطَفَىٰ مِن بَنِي هَاشِمٍ))^①

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو منتخب کیا، قریش کو کنانہ سے منتخب کیا، بنو ہاشم کو قریش سے منتخب کیا اور مجھے بنو ہاشم سے منتخب کیا۔“

ترمذی کی ایک روایت میں ہے:

((إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ مِن وَلَدِ إِبْرَاهِيمَ إِسْمَاعِيلَ، وَاصْطَفَىٰ مِن وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ بَنِي كِنَانَةَ))^②

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے کنانہ کو منتخب کیا۔“

آپ ﷺ کا نسب تعلق سیدنا اسماعیل علیہ السلام سے ہے، سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے بیٹے قیدار کی اولاد میں سے ایک شخص کا نام عدنان تھا، انہی کی اولاد میں سے آگے چل کر آپ پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ کا مکمل نسب نامہ درج ذیل ہے:

پہلا حصہ:

ابو القاسم محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن كلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن مخزوم۔ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔^③

① صحیح مسلم، کتاب الفصائل، رقم: ۲۲۷۶/۱.

② سنن ترمذی، کتاب المصاف، رقم: ۳۶۰۵۔ سلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ۳۰۲.

③ سیرت ابن ہشام: ۲۰۱۸۔ مرقاة شرح مشکوٰۃ لملا علی قاری: ۴۵/۱۱.

دوسرا حصہ:

عدنان سے اوپر یعنی عدنان بن اَد بن ہَمِص بن سلامان بن عوص بن بوز بن قموال بن ابی عوام بن ناشد بن حزا بن بلداس بن یدلاف بن طابخ بن جاتم بن ناش بن ماضی بن عیش بن عبقر بن حید بن الدعا بن حمدان بن سمر بن یثرب بن مخزون بن طحس بن اُرغوی بن عیض بن دیشان بن عمیر بن افناد بن ایہام بن مقصر بن ناحث بن زارح بن کمی بن مزی بن عوفہ بن غرام بن قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام۔ ❶

تیسرا حصہ:

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اوپر۔ ابراہیم بن تارح (آزر) بن ناحور بن ساروع (یا ساروع) بن راعو بن فالخ بن عابر بن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح علیہ السلام بن لاکم بن متوشلح بن اخنوخ (کہا جاتا ہے کہ یہ اور لیس علیہ السلام کا نام ہے) بن یردین مہلائیل بن قینان بن آنوشہ بن شیت بن آدم علیہ السلام۔ ❷

آپ علیہ السلام سید ولد آدم ہیں:

((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ❸

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میں روز قیامت اولادِ آدم کا سردار ہوں گا۔“

آپ علیہ السلام جناب ابراہیم علیہ السلام کی وعاتھے۔

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ﴾

❶ علامہ منور پوری نے بڑی دقیق تحقیق کے بعد یہ مصدب طبری اور ابن سعد کی روایت سے نقل کیا ہے۔ دیکھئے: رحمة للعالمین: ۱/۲۷۱ تا ۱/۲۸۱ تاریخی مآخذ میں اس حصے کی بابت بڑا اختلاف ہے بحوالہ الرحیق المحتوم، ص: ۷۵۔

❷ اس حشام: ۲/۱۱ تا ۲/۱۴ تَفْصِيحُ الْمَقْهُوم، ص: ۶۔ خلاصة السیر، ص: ۶۔ رحمة للعالمین: ۱/۲ تا ۱/۸ بعض ناموں کے متعلق ان مآخذ میں اختلاف بھی ہے اور بعض نام بعض مآخذ سے ساقط بھی ہیں بحوالہ الرحیق المحتوم، ص: ۷۵۔

❸ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، رقم: ۲۲۷۸/۲۔ سنن ابو داؤد، رقم: ۴۶۷۳۔ سنن ترمذی، رقم: ۳۶۵۔ سنن دارمی، ۱/۱۴۱، رقم: ۵۲۔ مسند احمد: ۲/۳۔

وَالْحِكْمَةُ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٢٦﴾ (القرة: ١٢٦)
 ”اور اے ہمارے رب! انہی میں سے ایک رسول ان کی ہدایت کے لیے
 مبعوث فرما، جو تیری آیتیں انہیں پڑھ کر سنائے اور انہیں قرآن و سنت کی تعلیم
 دے، اور انہیں پاک کرے، بے شک تو بڑا زبردست اور حکمت والا ہے۔“
 آپ ﷺ سیدنا علیؑ کی بشارت تھے۔

﴿وَلَمَّا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَبْنِي إِسْرَءِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا
 لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ
 أَحْمَدٌ ۚ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا يَسْحَرُ مُّسِينٌ ﴿١٠﴾﴾ (الصف: ٦)
 ”اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا، اے بنی اسرائیل! میں تمہارے لیے اللہ کا
 رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، مجھ سے پہلے جو تورات آچکی ہے، اس کی تعدیق کرتا
 ہوں، اور ایک رسول کی خوشخبری دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا، اس کا نام احمد
 ہوگا، پس جب عیسیٰ بنی اسرائیل کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے، تو انہوں
 نے کہا کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔“
 رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَنَا دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ وَ بَشَارَةُ عِيسَى ، وَ رُؤْيَا أُمِّي أَمَّةَ النَّبِيِّ
 رَأَتْ)) ❶

”میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا، عیسیٰ کی بشارت اور اپنی والدہ ماجدہ آمنہ کا
 خواب ہوں۔“

پھر آپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:
 ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَهِيدًا وَ مُبَشِّرًا وَ نَذِيرًا ﴿١﴾ وَ دَاعِيًا إِلَى اللَّهِ

❶ مسئلہ احمد: ۱۲۷/۴ و ۲۶۲/۵۔ مستدرک حاکم: ۶۰۰/۲، رقم: ۴۱۷۴۔ حاشیہ ذہبی نے اسے
 ”صحیح“ کہا ہے۔

يَا ذُنَيْبَهِ وَ سَيِّدَا جَانُ مَنِيَرَا ① ﴿ (الاحزاب: ۴۵-۴۶)

”اے میرے نبی! ہم نے آپ کو گواہ بنا کر اور جنت کی خوشخبری دینے والا اور جہنم سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اللہ کے حکم کے مطابق لوگوں کو اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔“

بہر حال رسول اللہ ﷺ مطلق طور پر تمام اہل ارض کے سردار ہیں، سب سے اعلیٰ و ارفع ہیں، جیسے آپ اعلیٰ و ارفع ہیں ایسے ہی آپ ﷺ کے اہل بیت و ذریت بھی سب سے اعلیٰ و ارفع ہیں۔

اہل بیت سے مراد کون ہیں؟

اہل بیت سے مراد بیوی، اولاد، اہل دین ہیں۔ چنانچہ امام خلیل بن احمد نے فرمایا: آدنی کے اہل بیت میں سے اس کی بیوی، اس کے اقرباء، اولاد اور وہ اہل اسلام ہیں جو اس سے دین پر ہوں۔“ ②

امام خلیل بن احمد کے اس قول کے دلائل کتاب و سنت میں موجود ہیں۔

۱۔ اہل بیت سے مراد بیوی ہے۔ چنانچہ قصہ یوسف علیہ السلام میں زلیخا جو عزیز مصر کی بیوی تھی کو عزیز مصر کی اہل بیت کہا گیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاسْتَبَقْنَا الْبَابَ وَكَذَّبَتْ قَمِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ۚ قَالَتْ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَنْ يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝﴾

(یوسف: ۲۵)

”اور وہ اس نے دروازے کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھنا چاہا، اور عورت نے اس کی قمیص پیچھے پھاڑ دی، اور دونوں نے اس کے شوہر کو دروازے کے پاس پایا، عورت نے کہا، اس آدمی کی سزا جو تمہاری بیوی کے ساتھ بدکاری کا ارادہ کرے، اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ اسے جیل میں ڈال دیا جائے یا

وروناک عذاب دیا جائے۔“

۲۔ اولاد اہل بیت میں شامل ہے۔ چنانچہ سیدنا نوح علیہ السلام نے شفقت پداری سے متاثر ہو کر

اپنے رب سے دعا کی، اور کہا کہ:

﴿وَنَادَى نُوحٌ ذُرِّيَّتَهُ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحَاكِمِينَ﴾ (ہود: ۴۵)

”اور نوح نے اپنے رب کو پکارا اور کہا، اے میرے رب! میرا بیٹا میرے اہل بیت

میں سے ہے، اور بے شک تیرا وعدہ برحق ہوتا ہے، اور تو سب سے بڑا حاکم ہے۔“

۳۔ اہل دین اہل بیت میں شامل ہیں۔ چنانچہ اس قصہ نوح علیہ السلام میں جب آپ نے کہا کہ

اے میرے رب! میرا بیٹا میرے اہل بیت میں سے ہے، چونکہ اس کا عمل صالح نہیں

تھا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿قَالَ يُنُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ﴾ (ہود: ۴۶)

”اللہ نے کہا، اے نوح! وہ آپ کے اہل بیت میں سے نہیں ہے، وہ تو مجسم عمل

غیر صالح ہے، پس آپ ایسا سوال نہ کیجئے جس کا آپ کو کوئی علم نہ ہو، میں آپ

کو نصیحت کرتا ہوں کہ نادانوں میں سے نہ ہو جائیے۔“

جسہور اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ”اہل بیت“ وہ لوگ ہیں جن کو زکوٰۃ لینا اور دینا

دونوں حرام ہیں اور یہ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب ہیں۔ دلیل رسول اللہ ﷺ کا فرمان حالی

شان ہے:

”میں اور بنو عبدالمطلب نہ جاہلیت میں ایک دوسرے سے جدا ہوئے اور نہ

اسلام میں۔ بے شک ہم اور وہ ایک ہیں۔ (یہ فرمانے کے بعد) آپ ﷺ

نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے کے اندر داخل کر کے دکھایا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يُنْسَاءُ النَّبِيُّ مَنْ يَاتَ مِنْكَ بِفَاحِشَةٍ مُبِينَةٍ يُضَعَفُ لَهَا الْعَذَابُ
ضِعْفَيْنِ ۖ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝ وَمَنْ يَفْعَلْ مِنْكَ اللَّهُ
رَسُولُهُ وَتَعْمَلْ صَالِحًا تَوْبَتُهَا أَجْرًا مَرَّتَيْنِ ۖ وَاعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا ۝
يُنْسَاءُ النَّبِيُّ لَسْتُمْ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِنْ اتَّقَيْتُمْ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ
فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا ۚ وَكُنَّ فِي بُيُوتِكُنَّ
وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَاطْعَن
اللَّهُ وَرَسُولَهُ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَ
يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝﴾ (الاحزاب: ۳۰-۳۳)

”اے میرے نبی کی بیویو! تم میں سے جو کوئی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کرے گی
اسے دوہرا عذاب دیا جائے گا، اور ایسا کرنا اللہ کے لیے بڑا ہی آسان ہے۔ اور
تم میں سے جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی، اور نیک عمل
کرتی ہو تو اُسے ہم دوہرا اجر دیں گے اور ہم نے اس کے لیے عمدہ روزی تیار
کر رکھی ہے۔ اے نبی کی بیویو! تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم
پر ہیزگاری اختیار کرنا چاہتی ہو تو تم نرم لہجے میں بات مت کرو اس لیے کہ جس
کے دل میں بیماری ہو وہ کوئی بُرا خیال کرے اور سیدھی بات کرو اپنے گھروں
میں نہ رہا کرو اور قدیمی جاہلیت کے زمانہ کی طرح اپنے بناؤ سنگمار کا اظہار نہ
کرو نماز ادا کرتی رہا کرو اور زکوٰۃ دینی رہا کرو اور اس کے رسول کی اطاعت
گزاری کرو اللہ تو بس یہی چاہتا ہے کہ تم سے یعنی نبی کی گھر والیوں (اہل بیت)
تم سے وہ (ہر قسم کی) گندگی کو دور کر دے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر دے۔“

زیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

((نِسَاءُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ وَلَكِنْ أَهْلُ بَيْتِهِ مِنْ حُرِّمِ الصَّدَقَةِ بَعْدَهُ)) ۝

”آپ ﷺ کی بیویاں آپ کے اہل بیت میں سے ہیں لیکن (یہاں) اہل بیت سے مراد وہ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام ہے۔“

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

((نَزَلَتْ فِي نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ)) ۵

”یہ آیت خاص طور پر نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے بارے میں تازل ہوئی ہے۔“

ڈاکٹر صالح فوزان الفوزان کتاب التوحید میں رقمطراز ہیں کہ: اہل بیت سے مراد رسول اللہ ﷺ کی وہ آل و اولاد ہے جن پر صدقہ حرام ہے، ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی اولاد، حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی اولاد، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد، بنو حارث بن عبدالمطلب اور نبی اکرم ﷺ کی تمام ازواج مطہرات اور بنات طاہرات شامل ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ (الاحزاب: ۳۳)

”اے (پیغمبر کے) اہل بیت! اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی (کا میل کچیل) دور کر دے اور تمہیں بالکل پاک صاف کر دے۔“

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس ضمن میں لکھتے ہیں:

”قرآن مجید میں جو تذکرہ کرے گا، اس کو کبھی بھی اس بات میں شک نہیں ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات بھی مذکورہ آیت کریمہ کے ضمن میں داخل ہیں، اس لیے کہ سیاق کلام ان کے ساتھ ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کے فوراً بعد فرمایا ﴿وَإِذْ كُنْ مَا يَمُوسُ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آلِ اللَّهِ وَالْحَكَمَةِ﴾

(الاحزاب: ۳۴)

”اور تمہارے گھروں میں جو اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں حکمت (کی باتیں) سنائی جاتی ہیں (ان کو یاد رکھو۔“

سیدنا عمرہ رضی اللہ عنہ سورہ احزاب آیت نمبر ۳۳ کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ: جس کا جی چاہے آئے میں اس سے اس بات پر مبالغہ کر سکتا ہوں کہ یہ آیت نبی کریم ﷺ کی بیویوں ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ ۵

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

”اہل بیت سے مراد رسول اللہ ﷺ کی بیویاں ہیں اس لیے کہ وہی آپ ﷺ کے گھر میں رہتی تھیں۔“ ۶

سورہ احزاب آیت نمبر ۳۳ میں الفاظ ﴿وَيُطَهَّرُهُمْ﴾ میں شیعہ حضرات غلو کرتے ہیں حادانکہ یہ الفاظ مسلمانوں اور مومنوں کے لیے بھی قرآن حکیم میں مختلف جگہوں پر استعمال ہوا، جیسے سورہ توبہ آیت نمبر ۱۰۳ پھر سورہ المائدہ آیت نمبر ۶ اور سورہ انفال میں آیت نمبر ۱۱ میں استعمال ہوا ہے۔

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”اللہ تعالیٰ نے تم کو میرے گھر والوں کے بارے میں خبردار کیا ہے۔ یہ جملہ نبی کریم ﷺ نے تین بار ارشاد فرمایا سیدنا حصین نے سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اے زید! آپ ﷺ کے اہل بیت سے کون لوگ مراد لیتے ہیں؟ کیا آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اہل بیت میں شامل نہیں ہیں؟ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کی ازواج مطہرات تو اہل بیت ہیں لیکن صحیح معنوں میں اہل بیت وہ حضرات ہیں کہ جن کے لیے مالِ زکوٰۃ حرام کر دیا گیا ہے۔ پھر حصین نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں؟ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا:

(۲) آل عقیل رضی اللہ عنہ

(۱) آل علی رضی اللہ عنہ

① تفسیر اس تحریر: ۳۸۶/۲۲ - روح المعانی: ۱۳/۲۲

② زاد المسیر: ۳۹۶/۶

(۴) آل عباس رضی اللہ عنہم

(۳) آل جعفر رضی اللہ عنہم

حافظ ابن کثیر برائے رقمطراز ہیں کہ:

”اگر مراد یہ ہے کہ ازواجِ مطہرات ہی اس آیت کے نزول کا سبب ہیں کوئی اور نہیں تو اس میں کوئی کلام نہیں اگر یہ مطلب ہے کہ ازواجِ مطہرات کے علاوہ کوئی اور مراد ہی نہیں تو یہ محلِ نظر ہے کیونکہ متعدد احادیث سے صراحۃً ثابت ہے کہ آیت کی مراد اس سے عام ہے۔“

علامہ شوکانی برائے فرماتے ہیں کہ:

”ایک جماعت نے درمیانی راہ اختیار کرتے ہوئے کہا کہ اس آیت میں ازواجِ مطہرات حضرت علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ ازواجِ مطہرات تو اس لیے کہ وہی اس آیت کے سیاق میں مراد ہیں اور وہی آپ کے گھروں میں سکونت پذیر تھیں اور حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرات حسین رضی اللہ عنہم کو چونکہ آپ رضی اللہ عنہ سے قربت اور نہی تعلق حاصل تھا اس لیے وہ بھی اہل بیت میں داخل ہیں۔“

سیدنا خالد بن سعید نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر صدقہ کی گائے بھیج دی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے واپس لوٹایا اور ارشاد فرمایا:

((إِنَّا آلَ مُحَمَّدٍ ﷺ لَا تَحِلُّ لَنَا الْمَصَدَقَةُ))

”بے شک ہم آل محمد ﷺ کے لیے صدقہ حلال نہیں۔“

علامہ ابن قیم برائے اپنی کتاب ”جلاء الأفهام“ میں اس مسلک کے قائلین کے دلائل ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”یہ لوگ کہتے ہیں کہ بیویاں بھی آل میں داخل ہوتی ہیں خصوصاً ازواج

① صحیح مسلم، کتاب مسائل الصحابة، باب فرائض علی رضی اللہ عنہ، رقم: ۶۲۲۵۔

② تفسیر ابن کثیر، ۴/۵۳۱۵۔

③ مع القدير: ۲۵۱/۲۔

④ مصنف لاس ای سی، باب لا تحل المصافقة علی سی ماہنامہ رقم: ۱۰۶۰۸۔

مطہرات آل محمد ﷺ میں داخل ہیں، کیونکہ زوجیت والا رشتہ بھی تو نسب جیسا ہے۔ ازواج مطہرات کا رشتہ نبی کریم ﷺ سے منقطع نہیں ہوا تبھی تو وہ آپ کی زندگی میں اور آپ کی وفات کے بعد بھی دوسرے مردوں پر حرام ہیں اور دنیا میں بھی آپ کی بیویاں ہیں اور آخرت میں بھی آپ کی بیویاں ہوں گی۔ لہذا ان کا نبی کریم ﷺ کے ساتھ رشتہ نسب کی طرح قائم و دائم ہے۔ آپ نے درود میں ان کو صراحۃً شامل فرمایا ہے، اس لیے صحیح بات یہی ہے کہ صدقہ ازواج مطہرات پر بھی حرام ہے کیونکہ یہ لوگوں کی میل کچیل ہے اور اللہ نے آپ کی ذات اقدس اور آپ کی آل کو انسانوں کی اس میل کچیل سے بچا کر رکھا ہے۔ امام احمد برائے کا بھی یہی مسلک ہے۔ پھر تعجب کی بات ہے کہ اگر ازواج مطہرات آپ کے مندرجہ ذیل فرامین میں داخل ہیں:

((اللَّهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوتًا))

”اے اللہ! آل محمد کو صرف ضرورت کی حد تک رزق دے۔“

قربانی کرتے وقت آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے:

((اللَّهُمَّ هَذَا عَنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ))

”اے اللہ! یہ قربانی محمد اور آل محمد کی طرف سے ہے۔“

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

((مَا شَبِعَ آلُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ خُبْزٍ بَرٍّ))

”آل رسول اللہ ﷺ نے کبھی گندم کی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی۔“

اسی طرح اس درود میں بھی ازواج مطہرات شامل ہیں:

① صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب فی الکفای و النفاة، رقم: ۱۰۵۵۔ مسند احمد: ۲/۲۳۲۔

② المعجم الکبیر للقرطبی، رقم: ۳۰۵۹۔

③ صحیح البخاری، کتاب الأیمان و النذور، باب الا حلف أن لا یاتندم فاکل تمرا۔ رقم: ۶۶۸۷۔

④ صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب الدنيا سبع للمومن، رقم: ۲۹۷۰۔

((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ))•

”اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد ﷺ پر اور آل محمد پر۔“

تو کیا وجہ ہے کہ وہ آپ کے اس فرمان میں داخل نہیں:

((إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لآلِ مُحَمَّدٍ))•

”صدقہ آل محمد ﷺ کے لیے حلال نہیں۔“

حالانکہ صدقہ لوگوں کی میل کچیل ہے۔ ازواج مطہرات تو اس سے بچانے اور دور رکھنے

کی زیادہ حق دار تھیں۔

اگر کہا جائے کہ اگر صدقہ ازواج مطہرات پر حرام ہوتا تو ان کے غلاموں اور لونڈیوں پر بھی حرام ہونا چاہیے تھا جس طرح بنو ہاشم پر حرام ہوا تو ان کے غلاموں اور لونڈیوں پر بھی حرام ہو گیا، حالانکہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو صدقے کا گوشت بھیجا گیا اور انہوں نے کھایا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے انہیں منع نہیں کیا، جبکہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی تھیں۔

درحقیقت اسی بات سے ان لوگوں کو اشتباہ ہوا جنہوں نے ازواج مطہرات کے لیے صدقے کا استعمال جائز کہا ہے۔ اس اشتباہ کا جواب یہ ہے کہ ازواج مطہرات پر صدقے کی حرمت ذاتی نہیں، بلکہ نبی اکرم ﷺ کی وجہ سے ہے ورنہ آپ کے ساتھ نکاح سے پہلے ان پر صدقہ حرام نہیں تھا، لہذا اس حرمت میں وہ فرع ہیں اور غلاموں پر حرمت آقا پر حرمت کی فرع ہوتی ہے، اس لیے یہ حرمت ان کے غلاموں پر لاگو نہ ہوگی کیونکہ وہ فرع کی فرع ہیں، جبکہ بنو ہاشم پر صدقے کی حرمت ذاتی ہے اس لیے یہ ان کے غلاموں پر بھی لاگو ہوگی۔

اس مسلک کے ماننے والے یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يُنْسَأُ الْكَبِيرُ مِّنْ يَّاتٍ وَمَنْكُرٍ بِفَاحِشَةٍ مُّبِينَةٍ يُضَعَّفُ لَهَا الْعَذَابُ

① صحیح بخاری، کتاب الدعوات، رقم: ۶۳۵۷۔

② مسند احمد: ۲/۲۷۹۔

ضَعُفَيْنِ ۚ وَ كَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝ وَ مَنْ يَقْلُتْ مِنْكُم مِّثْلَهُ وَ
رَسُولِهِ وَ يَعْمَلْ صَالِحًا نُفِيََ عَنْهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۚ وَ أَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا ۝
يُنِسَاءَ النَّبِيِّ نَسْنٌ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ ۚ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَحْضَعْنَ يُكُفُلُ
قِطْعَ الذَّنَىٰ فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَ قُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا ۚ وَ قَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَ
لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ ۚ وَ اقِمْنَ الصَّلَاةَ وَ آتِينَ الزَّكَاةَ وَ اطَّعْنَ
اللَّهَ وَ رَسُولَهُ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَ
يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۚ وَ اذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَ الْحِكْمَةِ ۚ
إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا ﴿٣٠-٣٤﴾ (الاحزاب: ٣٠-٣٤)

”اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو واضح گناہ کا ارتکاب کرے گی اسے دو گنا
مذابہ دیا جائے گا اور یہ بات اللہ کے لیے معمولی ہے۔ البتہ تم میں سے جو اللہ
اور اس کے رسول کی فرماں بردار رہے گی اور نیک کام کرے گی، اسے ثواب بھی
دو گنا دیں گے، اور ہم نے اس کے لیے بہترین رزق تیار کر رکھا ہے۔ اے نبی کی
بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم متقی ہو تو (نامحرم لوگوں سے باتیں
کرتے وقت) نرم آواز سے بات نہ کرو ورنہ بیمار دل والا طمع کرنے لگے گا۔
البتہ بات اچھی کرو اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور گزشتہ جاہلیت کی طرح
اظہار زینت نہ کرو اور نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی
اطاعت کرو۔ اے نبی کے گھر والو! اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی نامناسب چیز
دور کر دے اور تم کو اچھی طرح پاک صاف کر دے اور جو قرآنی آیات اور
حکمیں تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں ان کی طرف دھیان رکھا کرو۔ بے
شک اللہ نہایت باریک بین اور انتہائی خبردار ہے۔“

اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ازواج مطہرات اہل بیت میں داخل ہیں، کیونکہ اہل
بیت والی آیت سے ما قبل آیات اور بعد والی آیت میں خطاب ازواج مطہرات سے ہے۔

لہذا ان کو اہل بیت سے نکالنا ممکن نہیں۔ واللہ اعلم۔
علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ ”مسند احمد“ کی مندرجہ ذیل درود شریف والی حدیث کے بارے
میں یوں رقمطراز ہیں کہ

((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَعَلَى أَزْوَاجِهِ وَ
ذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَبَارِكْ
عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَعَلَى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا
بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ))

”اے اللہ! محمد پر اور ان کے اہل بیت پر اور ازواج پر اور ان کی اولاد پر درود بھیج
جیسا کہ تو نے آل ابراہیم پر درود بھیجا ہے شک تو تعریف والا اور بزرگی والا
ہے۔ اے اللہ! محمد پر ان کے اہل بیت اور ازواج پر رحمت نازل فرما جیسا کہ تو
نے آل ابراہیم پر برکتیں نازل کیں بے شک تو تعریف والا بزرگی والا ہے۔“

اس دعا اور درود میں اس صحابی نے رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات آپ ﷺ
کی اولاد اور اہل بیت کو جمع کر دیا ہے اس میں آپ ﷺ نے آل بیت کا اس مخصوص انداز
میں تذکرہ کیا ہے کہ آل بیت ہونے کی تعین کا جو مسئلہ چلن ہے اس کی بخوبی وضاحت ہو جاتی
ہے کہ حقیقت میں یہی لوگ رسول اللہ ﷺ کے آل بیت ہیں اور ان کو کس صورت میں
رسول اللہ ﷺ کے آل بیت کے زمرے سے خارج نہیں سمجھا جاسکتا۔



① حلاء الافہام، ص: ۳۳۱-۳۳۲.

② مسند احمد: ۳۷۴/۵.

③ حلاء الافہام، ص: ۳۳۸.

فضائل اہل بیت قرآن کریم کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے عظیم المرتبت پیغمبر ﷺ کے اہل بیت لوگوں کو بہت سی خصوصیات اور تقدیس سے نوازا ہے۔ بطور ذیل میں ہم چند خصوصیات و فضائل و مناقب کا تذکرہ کیے دیتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِن كُنْتُنَّ تُحِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأَسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ۝ وَإِن كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ مَنْ يَأْتِ مِّنْكَ بِفَاحِشَةٍ مُّبِينَةٍ يُطَعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝ وَمَنْ يَقْلُبْ مِنكُنَّ بِئْتَهُ رِسُولُهُ وَتَعْمَلْ صَالِحًا تُوَيْدَهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۚ وَاعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا ۝ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لَسْتُ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۝ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ ۚ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝ وَاذْكُرْنَ مَا يُبْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا ۝﴾ (الاحزاب: ۲۸-۳۴)

”اے میرے نبی! آپ اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے کہ اگر تمہیں دنیا کی زندگی اور اس کی خوش رنگیاں چاہئیں، تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دوں اور خوش اسلوبی کے ساتھ تمہیں رخصت کر دوں اور اگر تمہیں اللہ اور اس کا رسول چاہیے، اور آخرت

کی بھلائی چاہیے، تو بے شک اللہ نے تم میں سے نیک عمل کرنے والوں سے لیے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔ اے میرے نبی کی بیویو! تم میں سے جو کوئی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کرے گی اسے دوہرا عذاب دیا جائے گا، اور ایسا کرنا اللہ کے لیے بڑا ہی آسان ہے اور تم میں سے جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی، اور نیک عمل کرے گی تو اسے ہم دوہرا اجر دیں گے، اور ہم نے اس کے لیے عمدہ روزی تیار کر رکھی ہے۔ اے میرے نبی کی بیویو! تم کوئی عام عورتیں نہیں ہو، اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو نرم گفتگو نہ کرو، کہ جس کے دل میں (گناہ کی) بیماری ہو وہ لالچ کرنے لگے گا، ہو تو نرم گفتگو نہ کرو، کہ جس کے دل میں (گناہ کی) بیماری ہو وہ لالچ کرنے لگے، اور سیدھی سادی بات کرو، اور اپنے گھروں میں مکی رہو، اور اگلے زمانہ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار کے ساتھ نہ نکلا کرو، اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتی رہو، اللہ تو چاہتا ہے کہ تم سے یعنی نبی کے اہل بیت سے گندگی کو دور کر دے، اور تمہیں اچھی طرح پاک کر دے، اور تمہارے گھر وں میں اللہ کی جن آیتوں اور حکمت کی تلاوت کی جاتی ہے انہیں یاد رکھو، بے شک اللہ بڑا باریک بین، بہت ہی باخبر ہے۔“

ان آیات کریمہ میں اہل بیت النبی ﷺ کے فضائل و مناقب کا بیان ہے، اہل بیت سے مراد وہی لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے یعنی آپ کی بیویاں اور اولاد۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے فضائل بیان کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ انہوں نے اللہ، اس کے رسول اور آخرت کی راحت و نعمت کو اختیار کر لیا، دیگر امہات المؤمنین نے بھی ایسا ہی کیا، اور سب نے اللہ، اس کے رسول اور آخرت کی خوشیوں کو دنیا کی راحتوں پر ترجیح دی، اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کی اس اچھی نیت اور عمل صالح کا یہ بدلہ دیا کہ اس سورت کی آیت (۵۴) نازل فرمائی:

لَا يَجِلُّ لَكَ الشَّيْءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبْدَلَ بِهِنَ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَا
أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ - وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ رَقِيبًا عَظِيمًا

(الاحزاب: ۵۲)

اس کے بعد اور عورتیں آپ کے لیے حلال نہیں، اور نہ یہ درست ہے کہ ان کے بدلے دوسری عورتوں سے نکاح کیجیے اگرچہ ان کی صورت اچھی لگتی ہو سوائے ان عورتوں کے جو آپ کی ملوکہ ہوں، ان سے آپ فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور اللہ ہر چیز کا پورا نگہبان ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے اہمات المؤمنین میں سے نیک، صالح اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والوں کو خوشخبری دی ہے کہ اللہ انہیں دو ہزار اجر دے گا، ایک تو طاعت و تقویٰ کی زندگی اختیار کرنے پر، اور دوسرا نبی کریم ﷺ کو خوش رکھنے، اور ان کے ساتھ حسن اخلاق اور اچھے برتاؤ پر اور یہ بھی خوشخبری دی ہے کہ دوسرے اجر کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت میں ممدہ ترین روزی دے گا۔

اہمات المؤمنین کی مزید فضیلت بیان کرنے کے لیے اور انہیں اس بات کا احساس دلانے کے لیے کہ ان سے کوئی ایسا قول یا فعل سرزد نہ ہو جس سے خاتم النبیین کی عزت پر آنچ آئے، اور دنیا والوں کو آپ کے گھرانے کے خلاف چہ میگوئیاں کرنے کا موقع ملے، اللہ تعالیٰ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ اے میرے نبی کی بیویو! تم دنیا کی عام عورتوں سے مختلف ہو، تم بہت ہی معزز خواتین ہو، تمہارا مقام بڑا ہی اونچا ہے، تم خاتم النبیین کی بیگمات ہو، تمہیں اپنی قدر و منزلت کا پاس رکھنا چاہیے، تم اپنے مقام کی حفاظت اسی صورت میں کر سکو گی کہ صلاح و تقویٰ کو اپنی زندگی کا شعار بنا لو گی۔ اس لیے اجنبی لوگوں سے باتیں کرتے وقت ایسا اسلوب اور انداز نہ اختیار کرو کہ جن کے دلوں میں فسق و فجور کی بیماری ہو، وہ تمہارے بارے میں غلط شبہ کرنے لگیں، صرف ضرورت کے مطابق بات کرو، اور ایسا لہجہ اختیار کرو جو ہر شک و شبہ سے دور رہو۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ اس نے انہیں یعنی امہات المؤمنین کو ہر ایسے گناہ اور گندگی سے دور رکھا جو نبی کے گھرانے کے شایان شان نہیں تھی اور انہیں ہر اس قویٰ و فعل سے مکمل طور پر پاک کر دیا جس سے روح کی بالیدگی متاثر ہوتی۔

قارئین کرام! آیت تطہیر اس بات کی دلیل بنتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات ”اہل بیت“ میں شامل ہیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ بنتی بطنیہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن صبح کے وقت کالے رنگ چادر اوڑھے نکلے۔ سیدنا حسن آئے تو انہیں اس میں داخل کر لیا، پھر سیدنا حسین آئے تو انہیں اس میں داخل کر لیا، پھر سیدہ فاطمہ آئیں تو انہیں اس میں داخل کر لیا، پھر سیدنا علی آئے تو انہیں بھی اس میں داخل کر لیا، اور فرمایا کہ: ”اے اہل بیت! اللہ تم سے گندگی کو دور کر رہا چاہتا ہے اور تمہیں مکمل طور پر پاک کرنا چاہتا ہے۔“ ❶

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ چاروں افراد نبی کریم ﷺ سے گھرانے میں شامل ہیں۔ لیکن یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ ”اہل بیت“ کا اطلاق صرف انہی چاروں پر ہوگا۔ اس لیے ارجح بات یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات ”اہل بیت“ میں قرآن کی صریح نص کے ذریعہ داخل ہیں اور سیدہ فاطمہ، علی اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم صریح حدیث سے مطابق۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ یہ آیت اس بارے میں نص صریح ہے کہ آپ ﷺ کی ازواج ”اہل بیت“ میں داخل ہیں، اس لیے کہ اس آیت کے نزول کا سبب یہی بیان کرنا ہے، اور جو بات آیت کے نزول کا سبب ہوتی ہے وہ آیت کے حکم میں بدرجہ اولیٰ داخل ہوتی ہے۔ ❷

مزید برآں امہات المؤمنین کو حکم دیا گیا کہ ان کے گھروں میں قرآن حکیم کی جن آیات کی تلاوت اور نبی کریم ﷺ کی جن سنتوں کا ذکر ہوتا رہتا ہے جو خیر و برکت کا ذریعہ اور آداب و اخلاق عالیہ کا سرچشمہ ہیں، ان میں غور و فکر کرو اور ان سے نصیحت حاصل کرو۔ مفہوم

❶ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم: ۲۷۲۴

❷ تفسیر ابن کثیر، تحت الاية.

یہ ہے کہ اس نعمت کو تم سب یاد کرتی رہو کہ اللہ نے تمہیں نبی کے گھر میں جگہ دی ہے، جہاں قرآن و سنت کا ذکر ہوتا رہتا ہے۔

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ آپ ﷺ کی بیویاں تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ ان کے لیے ان سے شادی کرنا حرام ہے، اور ان کا احترام واجب ہے، لیکن ان کے ساتھ خلوت، رانہیں نظر اٹھا کر دیکھنا جائز نہیں ہے۔ ﴿وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ (الاحزاب: ۶) ”اور نبی کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی ربانی فرمایا کہ اے اہل قریش! اتنی عظیم نعمتوں کے حصول کی طرف راہنمائی پر میں تم سے کوئی معاوضہ نہیں طلب کرتا ہوں، کہ تم لوگوں کے ساتھ میری جو قربت و رشتہ داری ہے اس کا خیال کر کے میری ایذا رسانی سے باز آ جاؤ۔

﴿قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ﴾ (الشوری: ۲۳)

”آپ کہہ دیجیے کہ میں اللہ کی پیغام رسانی پر تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا ہوں، صرف قربت کی محبت چاہتا ہوں۔“

امام بخاری رحمہ اللہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے قول ”إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ“ کے بارے میں پوچھا گیا تو جناب سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس سے مراد آل محمد رضی اللہ عنہم کی قربت ہے، اس پر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے فرمایا: تم نے جواب دینے میں جلدی کی، بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کی قریش کی ہر شاخ کے ساتھ قربت تھی، اس لیے حکم دیا کہ آپ ان سے یہ فرمادیں کہ: ((إِلَّا أَنْ تَصِلُوا مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ مِنَ الْقُرَابَةِ)) ”تم میرے اور اپنے درمیان رشتے داری کی وجہ سے صلہ رحمی کا ثبوت دو۔“^۵

کسی نے کیا جواب کہا ہے:

اطاعت خلفائے راشدین تصویر ہے اسلام کی
محبت اہل بیت سے تکمیل ہے ایمان کی

ایک دوسرے شاعر کا کہنا ہے

عَلَيْهِمْ سَلَامُ اللَّهِ فِي كُلِّ سَاعَةٍ
عَدِيدُ الْحُصَى وَالرَّمْلِ فِي الْقُلُوبِ
هَيْنًا لَهُمْ قُرْبَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ
وَبُشْرَى لَهُمْ لُقْيَاهُ فِي الْجَنَاتِ
بِهِ شَرَفُوا حَتَّى اسْتَنَارَتْ حَيَاتُهُمْ
وَأَخْرَاهُمْ بِالنِّشْرِ وَالْبَرَكَاتِ

”ان اہل بیت پر ہر گھڑی رب کی سلامتی ہو، جنگلوں، بیابانوں میں ریت کے
ذرات اور کنکریوں کی تعداد کے برابر۔ انہیں پیارے پیغمبر محمد ﷺ کی قربت
داری مبارک ہو اور ساتھ ساتھ اس بات کی بھی بشارت ہو کہ انہیں جنتوں میں
رسول اللہ ﷺ کی ملاقات و زیارت کا شرف حاصل ہو گا نبی کریم ﷺ
کے فیض سے انہیں (دنیا کی زندگی میں) عزت و شرافت نصیب ہوئی حتیٰ کہ ان
کی زندگیاں روشن ہو گئیں اور آخرت میں انہیں بشارت اور برکتیں ملیں گی۔“



باب نمبر ۳:

فضائل اہل بیت سنت رسول ﷺ کی روشنی میں

قرآن مجید کی روشنی میں اہل بیت عظام کے فضائل و مناقب بیان کرنے کے بعد اب سنت رسول ﷺ کی روشنی میں ان کی شان کا تذکرہ کرنا مناسب ہے۔ چنانچہ سیدنا و ائمہ بن امتیاع بیٹھ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

((إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ كِنَانَةً مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ وَاصْطَفَىٰ قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةٍ، وَاصْطَفَىٰ مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ، وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ)) ❶

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو منتخب کیا، قریش کو کنانہ سے منتخب کیا، بنو ہاشم کو قریش سے منتخب کیا اور مجھے بنو ہاشم سے منتخب کیا۔“

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ مِنْ وَلَدِ إِبْرَاهِيمَ إِسْمَاعِيلَ، وَاصْطَفَىٰ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ بَنِي كِنَانَةٍ)) ❷

”بے شک اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے اسماعیل علیہ السلام کو اور اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے کنانہ کو منتخب کیا۔“

آیت تصریح: ﴿لَمَّا يُؤْتِ اللَّهُ لِيُدْخِلْكَ فِي الْجَنَّةِ مَعَ آبَائِكَ الْأَبْرَارِ﴾ (الاحزاب: ۴۳) کے نزول کا سبب تو ازواج مطہرات ہی ہیں لیکن توسع اور عموم کے طور پر دیگر اہل بیت بھی اس میں شامل ہیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک دن

❶ صحیح مسلم: ۱/۸۷۸، رقم: ۲۲۷۶/۱

❷ سنن ترمذی، کتاب السابق، رقم: ۳۶۰۵، مسلسلہ الصحیحہ، رقم: ۳۰۲

رسول اللہ ﷺ نکلے اور آپ نے سیاہ بالوں کی بنی ہوئی چادر اوڑھی ہوئی تھی پس سیدنا حسن رضی اللہ عنہ آگئے اور آپ نے انہیں اس چادر میں داخل کر لیا، پھر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ آئے اور آپ نے انہیں بھی اس چادر میں داخل کر لیا، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ آئے اور آپ نے انہیں بھی داخل کر لیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔^①

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب قرآن کریم کی آیت ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَابْنَاتَنَا وَنِسَاءَنَا وَنِصَابَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ﴾ تَمَّ نَبْتُهُمْ فَتَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ﴿٥٠﴾ (آل عمران: ۶۱) نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے جناب علی، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو بلوایا اور فرمایا:

((اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي))

”یہ میرے اہل بیت ہیں۔“^②

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَمَّا بَعْدُ أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوْشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبُ وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ: أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللَّهِ فِيهِ الْهُدَى وَ النُّورُ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللَّهِ وَ اسْتَمْسِكُوا بِهِ فَحَتَّ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ وَ رَغَبَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ: وَ أَهْلُ بَيْتِي أَذْكُرُّكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي أَذْكُرُّكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي أَذْكُرُّكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي))^③

”اے لوگو! میں ایک انسان ہوں، بہت ممکن ہے کہ میرے رب تعالیٰ کی طرف سے بلائے والا میرے پاس آجائے اور میں لپیک کہہ دوں۔ میں تم میں دو اہم

① صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم: ۲۴۲۴۔ تفسیر الطبري: ۹/۲۲

② صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم: ۲۴۰۹

③ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل علی رضی اللہ عنہ، رقم: ۲۴۰۸، ۲۴۲۵، ۲۴۰۹

چیزیں چھوڑ رہا رہا ہوں، ان میں سے ایک تو اللہ کی کتاب ہے، جس میں ہدایت اور روشنی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا۔ پھر آپ نے لوگوں کو کتاب اللہ کی طرف رغبت دلائی۔ پھر آپ نے فرمایا: دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں۔“

جناب حصین نے پوچھا: ”جناب زید! نبی ﷺ کے اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی بیویاں اہل بیت سے نہیں۔ وہ کہنے لگے آپ کی بیویاں آپ کے اہل بیت سے ہیں، لیکن اصل اہل بیت وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ حصین نے کہا: وہ کون ہیں؟ فرمانے لگے آلِ علی، آلِ اقیل، آلِ جعفر اور آلِ عباس۔ حصین نے پوچھا ان پر صدقہ حرام ہے؟ فرمانے لگے: ”ہاں۔“

امیر المؤمنین سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ بنو امیر ہاشم بن شریف کون تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ ہم میں اشراف زیادہ تھے اور ان میں شریف زیادہ تھے ان میں ایک بزرگ ہاشم تھے جس کی برابری عبد مناف بن قصی کی اولاد میں سے کوئی بھی نہ تھا جب وہ فوت ہو گئے تو تعداد نے اعتبار سے ہم میں اشراف زیادہ ہو گئے لیکن ہم میں سے کوئی شخص عبد المطلب بن ہاشم کے برابر نہ تھا جب وہ فوت ہو گئے تو ہم تعداد اور اشراف کے اعتبار سے زیادہ ہو گئے لیکن ان میں ایک ایسا شخص پیدا ہوا جو آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سکون اور سرور تھا اسی بنا پر انہوں نے کہا: ہم میں نبی پیدا ہوا ہے اور حقیقت یہ ہے اولین و آخرین میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی اب بتاؤ کہ یہ شرف کن کو نصیب ہوا۔ ❶

❶ امیر معاویہ بن ابی سفیان از امیر احمد الغضبان۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”آگاہ ہو جاؤ! میرا جامہ دان جس سے میں آرام پاتا ہوں میرے اہل بیت ہیں اور میری جماعت انصار ہیں ان کے بروں کو معاف کر دو اور ان کے نیکو کاروں کو قبول کر دو۔“^۱

امام بخاری رحمہ اللہ نے سیدنا ابوحید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ نے دریافت کیا اللہ کے رسول! ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہو: ((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اَزْوَاجِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اَزْوَاجِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ، اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ))^۲

”اے اللہ! محمد ﷺ پر ان کی ازواج مطہرات اور ذریت پر رحمت نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی، اور محمد اور ان کی ازواج اور ذریت پر برکت نازل فرما، جیسے تو نے ابراہیم کی آل پر برکت نازل فرمائی، بے شک تو ہی جہانوں میں تعریف کے لائق اور بڑی بزرگی والا ہے۔“

اسلام کا سب سے اہم رکن نماز ہے، اس میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہم پر اہل بیت کے لیے رحمت کی دعا کرنا فرض قرار دیا ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ہر سبب اور نسب قیامت کے دن منقطع ہو جائے گا، سوائے میرے سبب اور نسب کے۔“^۳

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے مسجد میں (سیدنا

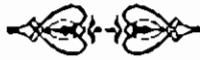
① سنن ترمذی، کتاب النکاح، رقم: ۲۹۰۴۔ مصنف اس ابی شیخ، رقم: ۲۲۳۵۷۔ المشكاة،

رقم: ۶۲۴۔

② صحیح بخاری، کتاب الدعوات، رقم: ۵۹۹۰

③ المعجم الاوسط للطبرانی، رقم: ۵۶۰۶۔ مسند المصعب، رقم: ۲۰۳۶

علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی بات سنی تو یہ تینوں حضرات سیدنا علی کو خوشخبری دینے کے لیے مسجد سے نکلے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو تلاش کرنے لگے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو لھر پر نہ پایا تو ایک باغ میں پہنچے جہاں سیدنا علی رضی اللہ عنہ موجود تھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے آنے کا سبب پوچھا تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ آپ سے اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کرنا چاہتے ہیں اور ان کو یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا ہے جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو بے حد خوش ہوئے اور سیدنا علی نے خود ابو بکر و عمر کی خوشی کا بیان ان الفاظ میں فرمایا کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں اس بات پر بے حد خوش ہوئے میرے ساتھ مسجد میں آئے۔ ۵



باب نمبر ۴:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں اہل بیت کا مقام و مرتبہ

قرآن و سنت کی روشنی میں اہل بیت عظام کے فضائل و مناقب بیان کرنے کے بعد اب ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین جلیلہ کے اقوال کی روشنی میں اہل بیت کے علوم مرتبت کا تذکرہ کریں گے۔

خليفة اذل سيدنا ابو بكر صدیق رضی اللہ عنہ

امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! رسول اللہ ﷺ کے رشتہ داروں سے صلہ رحمی میرے نزدیک میری اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی سے زیادہ محبوب ہے۔“^۱

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
 ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُبَغِضُنَا أَهْلَ الْبَيْتِ أَحَدٌ إِلَّا أَذَحَلَهُ اللَّهُ النَّارُ.))^۲

”اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اہل بیت سے جو کوئی جہمی دشمنی رکھے اللہ آگ میں داخل فرمائے گا۔“

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا، محمد رسول اللہ ﷺ کا ان کے گھر والوں کے سلسلے میں خیال رکھو۔“^۳

مسند ابویعلیٰ اور صحیح بخاری میں سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمر کی نماز پڑھی، پھر رسول اللہ ﷺ کی دفات کے چند دنوں کے بعد پیدل

① صحیح بخاری، باب مناقب رسول اللہ ﷺ، رقم: ۳۷۱۲، بحار الانوار: ۴۳/۲۰۱

② مستدرک حاکم، ۱/۵۰، سلمة الصححة، رقم: ۲۴۸۸

③ صحیح بخاری، باب مناقب الحسن و الحسين، رقم: ۳۷۱۲

چلتے ہوئے نکلے تو حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھلتے ہوئے دیکھا، آپ نے ان کو اپنے کندھوں پر اٹھایا اور ارشاد فرمایا:

((بَابِيْ مُّشَبَّهٌ بِالنَّبِيِّ ، وَ لَا شَيْبَهُ بِعَلِيٍّ)) •

”میرا باپ آپ پر قربان ہو۔ نبی سے مشابہ ہے، علی سے مشابہ نہیں ہے۔“
یہ بات بنی امیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مسکرا دیئے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے تھے۔ سیدنا عقبہ بن الحارث رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو اٹھا رکھا تھا اور فرما رہے تھے یہ نبی ﷺ کے مشابہ ہیں۔ •

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے اہل بیت میں آپ کی محبت تلاش کرو۔ •

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ المؤمنین بنے تو حیرہ کی فتح کے بعد جو سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں فتح ہوا تھا مال غنیمت میں سے ایک نہایت بیش قیمت چادر سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو ہدیہ میں بھیجی تو آپ نے اسے خوشی کے ساتھ قبول فرمایا۔ •

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا دو سالہ دور حکومت نے خاندان نبوت کے ساتھ آپ کے تعلقات نہایت مشفقانہ رہے چھ ماہ بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی اسماء بنت عمیس ہی کئی روز تک بیمار داری کے فرائض سرانجام دیتی رہیں سیدہ فاطمہ کی وفات کے بعد غسل اور تجہیز و تکفین بھی حضرت اسماء نے سرانجام دیئے۔

حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا جنازہ بھی صحیح روایت کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

① مسند احمد، ج ۱، رقم: ۳۸۔ صحیح بخاری، رقم: ۳۵۴۲۔ کشف الغمۃ فی معرفۃ الانامہ: ۱۶/۲۔

درج یعقوب، ص: ۱۱۷/۲۔

② صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم: ۳۷۵۰۔

③ صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم: ۳۷۵۱۔

④ فتوح البلدان، للملاحی، ص: ۲۵۹۔

ہی نے پڑھایا۔ ان مختصر واقعات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہما تو کیا پورے خاندان نبوت سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے تعلقات نہایت خوش گوار رہے۔^①

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ:

امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ جب قحط پڑتا تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے اللہ سے بارش کی دعا مانگتے اور فرماتے کہ اے اللہ! پہلے ہم تیرے پاس اپنے نبی ﷺ کا وسیلہ لایا کرتے تھے، تو تو مینہ برساتا تھا، اب ہم اپنے نبی ﷺ کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں تو تو ہم پر مینہ برسا۔ راوی کہتے ہیں چنانچہ بارش خوب ہی برتی۔^②

اس حدیث پاک کی روشنی میں پتا چلتا ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی قربت کی وجہ سے آپ کے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ان سے دعائے استسقاء کراتے تھے۔

”طبقات ابن سعد“ میں روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: ”اللہ کی قسم! جس دن آپ اسلام لائے آپ کا اسلام مجھے خطاب کے اسلام سے محبوب تھا، اگر وہ اسلام لاتے۔ کیونکہ آپ کا اسلام رسول اللہ ﷺ کو خطاب کے اسلام سے محبوب تھا۔“^③

ابن عساکر رحمہ اللہ نے ”تاریخ دمشق“ میں روایت کیا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب دیوان ترتیب دیا اور لوگوں کے لیے وظیفہ مقرر کیا تو سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما نے لیے ان کے والد علی رضی اللہ عنہ اور اہل بدر کے برابر وظیفہ مقرر کیا، کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے رشتہ دار تھے، ان میں سے ہر ایک کا پانچ ہزار وظیفہ مقرر کیا۔^④

① نواسر رسول جگر گوشہ مول سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ، ص ۸۔

② صحیح بخاری، کتاب الاستسقاء، رقم: ۱۰۱۰۔

③ الطبقات الکبری: ۲۲/۴، ۳۰۔ البدایہ و النہایہ: ۲/۲۹۸۔

④ تاریخ دمشق: ۱۴/۱۲۹۔ اقتضاء الصراط المستقیم لابن تیمیہ: ۱/۴۵۳۔

یہی واقعہ ابن سعد نے جبیر بن حویرث بن نقید سے تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیوان مرتب کرنے کے لیے مسلمانوں سے مشورہ طلب کیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ہر سال اپنے پاس جمع ہونے والا مال تقسیم کرو اور اس میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ مال بہت زیادہ ہے۔ تمام لوگوں کے لیے کافی ہو جائے گا، اگر لوگوں کو شمار نہیں کیا جائے گا تو معلوم نہیں پڑے گا کہ کس نے لیا ہے اور کس نے نہیں، مجھے اندیشہ ہے کہ یہ معاملہ پھیل جائے گا۔ ولید بن ہشام بن مغیرہ نے کہا: امیر المومنین! میں شام گیا تو وہاں میں نے بادشاہوں کو دیکھا کہ انہوں نے دیوان ترتیب دیا ہے اور لشکر بنائے ہیں، چنانچہ آپ بھی دیوان بنائیے اور لشکر ترتیب دیجیے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ کو پسند کیا اور عقیل بن ابوطالب، عزمہ بن نوفل اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہم کو بلا بھیجا، یہ سب قریش کے انساب کے ماہر تھے، اور ان سے فرمایا: لوگوں کو ان کے مراتب کے اعتبار سے ترتیب دار لکھو۔ انہوں نے لکھا اور شروعات بنو ہاشم سے کی، پھر ان کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کے رشتے داروں کے نام لکھے، پھر عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے رشتے داروں کے نام لکھے۔ کیونکہ یہ دونوں نبی کریم ﷺ کے خلیفہ تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ ترحیب دیکھی تو فرمایا: اللہ کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ اسی طرح رہے، لیکن نبی کریم ﷺ کے رشتے سے شروع کرو اور اقرب فالاقرب کے اصول کو مدنظر رکھو، یہاں تک کہ تم عمر کو وہیں رکھو جہاں اللہ نے اس کو رکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں محمد بن عمر نے بتایا، وہ کہتے ہیں کہ مجھے اسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے والد، انہوں نے اپنے والد کے واسطے سے بتایا کہ میں نے جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا جب ان کے سامنے کتاب پیش کی گئی، جس میں بنو قسیم، بنو ہاشم کے بعد بنو عدی تھے، میں نے ان کو کہتے ہوئے سنا: عمر کو اس کی جگہ رکھو، اور رسول اللہ ﷺ کے قرابتی رشتے دار سے شروع کرو۔ یہ دیکھ کر بنو عدی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: آپ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہیں یا ابو بکر کے خلیفہ ہیں، اور سیدنا ابو بکر رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہیں، انہوں نے مزید کہا: اگر آپ خود کو وہیں رکھتے جہاں ان لوگوں نے

رکھا ہے تو بہتر ہوتا۔ انہوں نے فرمایا: یہ کیا بات ہوئی؟ بنو عدی والو! تم میری بیٹی پر سوار ہو کر کھانا چاہتے ہو، تاکہ میں تمہاری خاطر اپنی نیکیوں کو ختم کر دوں، نہیں! اللہ کی قسم! یہاں تک کہ تمہیں موت آ جائے مجھ سے پہلے میرے دوست اُتھی گزر چکے ہیں جنہوں نے ایک طریقے کو اپنایا، اگر میں ان کی مخالفت کروں تو میری مخالفت کی جائے گی، اللہ کی قسم! ہمیں جو بھی فضیلت دنیا میں حاصل ہوئی اور آخرت میں اللہ کے ثواب کی جو بھی امید ہے وہ ہمارے اعمال کی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ محمد ﷺ کی وجہ سے ہے، وہ ہم میں سب سے باعزت ہیں اور ان کی قوم عرب کی سب سے باعزت قوم ہے۔“ ❶

مستدرک حاکم میں علی بن حسین سے مروی ہے کہ جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا ہاتھ مانگنے کا پیغام بھیجا اور فرمایا: میرا نکاح ان کے ساتھ کر دیجیے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس کا نکاح میرے بھتیجے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا نکاح اس کے ساتھ کر دو، اللہ کی قسم! لوگوں میں کوئی بھی ایسا نہیں جو میری طرح اس کو چاہتا ہو۔ پس علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مہاجرین کے پاس آئے اور فرمایا: کیا تم لوگ مجھے مبارکباد نہیں دو گے؟ لوگوں نے دریافت کیا: امیر المؤمنین! کیوں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہ یعنی سیدنا رسول اللہ محمد ﷺ کی دختر فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی کے ساتھ شادی کی، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے

((كُلُّ سَبَبٍ وَ نَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا سَبَبِي وَ نَسَبِي)) ❷

”ہر سبب اور نسب روز قیامت منقطع ہو جائے گا، صرف میرا سبب اور نسب باقی رہے گا۔“

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ سیدہ فاطمہ بنت محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس

❶ الطلقات الکبریٰ: ۲۹۵/۳۔ ۲۹۶۔

❷ مستدرک حاکم، رقم: ۴۶۸۴۔ سلسلہ الصحیحہ، رقم: ۲۰۳۶۔

تشریف لے گئے تو ان سے فرمایا:

((يَا دَاوُودُ وَاللّٰهُ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْكَ وَاللّٰهُ مَا كَانَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ أَبِيكَ ﷺ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْكَ.)) ❶

”اے داؤد! اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ

محبوب تجھے پایا، اور اللہ کی قسم! تیرے باپ کے وصال کر جانے کے بعد تو مجھے

بھی تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہے۔“

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں اسلامی فتوحات میں ایک مرتبہ کپڑا آیا اس میں

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے موافق کوئی پوشاک نہ ملی تو آپ نے خصوصی طور پر علاقہ یمن کی طرف

آؤں روانہ کیا، وہاں سے مناسب لباس آیا تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اسے زیب تن کیا۔ پھر

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اب میری طبیعت خوش ہوئی ہے۔ ❷

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فتوحات عدائن کے مال غنیمت میں ایک لڑکی شاہ جہان کو

جو بعد میں شہر بنو ہبالی سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو عطیہ میں دی اور اسی سے بعد میں سیدنا زین

العابدین پیدا ہوئے۔ ❸

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں: ایک دن مجھ سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے

کہا: میرے پیارے بیٹے! آپ ہمارے پاس کیوں نہیں آیا کرتے؟ چنانچہ میں ایک دن ان

سے ملاقات کے لیے گیا تو معلوم ہوا وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تنہائی میں کسی اہم

محافل پر شگلو کر رہے ہیں۔ ان کے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اجازت نہ ملنے کی وجہ سے

دروازے ہی پر کھڑے تھے۔ میں یہ دیکھ کر واپس آ گیا کہ جب بیٹے کو ملاقات کی اجازت

نہیں ملی تو میری باری کہاں آئے گی۔

❶ مسندک - ۱، ۴۷۳۶ - مصف اس ابی شبیہ، رقم: ۳۷۰۴۵ - احمد بن حنبل فی مسال

رحمہ، ۳۹، ۴۱۸ - امام عالم نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ کرم النعمان، ۱، ۶۱۹ - البدایہ والنہایہ: ۲۰۷/۸

❸ ماسح التواریخ، ۳/۱۶۰

چند دن گزرے تو سیدنا حسین کی امیر المومنین سے ملاقات ہوئی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: بیٹے! آپ آئے نہیں؟ میں نے عرض کیا: میں حاضر تو ہوا تھا، مگر آپ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کسی مجلس میں تھے۔ میں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دروازے پر دیکھا تو پلٹ آیا۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((أَنْتَ أَحَقُّ بِالْإِذْنِ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، فَإِنَّمَا أَنْتَ مَا تَرَى فِي رُؤُوسِنَا، اللَّهُ لَمْ أَنْتُمْ)) •

”آپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ اجازت دیے جانے کے مستحق ہیں۔ ہمارے سر پر جو عزت کا تاج ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کے بعد تم اہل بیت، صحیحانہم کی وجہ سے ہے۔“

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہمارے حصے کے سری پائے تک بھی ہمیں بھجوا دیا کرتے تھے۔ •

سیدنا امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے اس حالت میں وفات پائی کہ آپ (بیتہ علیہ السلام) علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد (بن ابی وقاص) اور عبدالرحمن (بن عوف رضی اللہ عنہم) سے راضی تھے۔ •

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

”حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں صحیح سند سے منقول ہے کہ آپ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بزرگ صحابہ کے برابر بیٹھایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: ”عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قرآن مجید کے بہترین مفسر ہیں۔“ اور جب آپ حضرت ابن عباس کو آٹا دیکھتے تو فرماتے: ”بزرگوں جیسا نو جوان آگیا جسے اللہ

① المرتبی للذہبی: ۱۸۸۔ والإمام فی تہیة الصحابة لابن حجر: ۱۳۲/۱۔

② طبقات ابن سعد: ۱۰۸/۸۔

③ صحیح البخاری، کتاب الفضائل، أصحاب النبی ﷺ، رقم: ۳۷۰۰۔

تعالیٰ نے تحقیق کرنے والی زبان اور فہم و فراست والا دل عطا فرمایا ہے۔“^۱
 امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ
 ارشاد فرماتے ہیں کہ

((كَانَ عُمَرُ يُدْخِلُنِي مَعَ أَشْيَاحٍ يَذَرُ، فَكَانَ بَعْضُهُمْ وَجَدَ فِي
 نَفْسِهِ، فَقَالَ: لِمَ تُدْخِلُ هَذَا مَعَنَا وَلَنَا أَبْنَاءُ مِثْلِهِ؟ فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّهُ
 مِنْ حَيْثُ عَلِمْتُمْ، فَدَعَا ذَاتَ يَوْمٍ فَأَدْخَلَهُ مَعَهُمْ، فَمَا رَأَيْتُ
 أَنَّهُ دَعَا سِوَ مَوْمِدٍ إِلَّا لِيُرِيَهُمْ، قَالَ: مَا تَقُولُونَ فِي قَوْلِ اللَّهِ
 تَعَالَى: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ ۞ فَقَالَ بَعْضُهُمْ أَمَرْنَا
 نَحْسُدُ اللَّهَ وَنَسْتَغْفِرُهُ إِذَا نَصَرْنَا وَفُتِحَ عَلَيْنَا، وَ سَكَتَ
 بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا، فَقَالَ لِي: أَكْذَابُكَ تَقُولُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ؟
 لَقُلْتُ: لَا، قَالَ فَمَا تَقُولُ؟ قُلْتُ: هُوَ أَجَلُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
 أَعْلَمَهُ لَهُ، قَالَ: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ ۞ وَ ذَلِكَ عَلَامَةٌ
 أَجَلِكَ. ۞ فَسَبَّحَ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ۞ فَقَالَ
 عُمَرُ: مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَقُولُ))^۲

”جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجھے بدرمیں شریک ہونے والے بزرگوں کے برابر نبھایا
 کرتے تھے۔ ایک دفعہ کسی بزرگ کو محسوس ہوا تو وہ کہنے لگے: ”حضرت! آپ
 اس نوجوان کو ہمارے ساتھ کیوں بٹھاتے ہیں جبکہ اس جیسے تو ہمارے بیٹے بھی
 ہیں؟“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”تمہیں اس کا شرف بخوبی معلوم ہے۔“ ایک
 دن آپ نے پھر مجھے ان کی مجلس میں بلایا، میرا اعزاز ہے کہ اس دن آپ نے
 میری فضیلت، کھانے کے لیے ہی بلایا تھا۔ حضرت عمر کہنے لگے: ”بنا علی اللہ

① البدایہ و النہایہ، ۲: ۸۸۔

② صحیح البخاری، ۱: ۱۸۳، باب قولہ: فسبح بحمد ربك واستغفره، رقم: ۴۹۷۰۔

تعالیٰ کے فرمان ﴿وَإِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ کا مقصد کیا تھا؟ کسی نے کہا: ”ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جب ہمیں فتح و مدد حاصل ہو تو ہم حمد و استغفار کریں۔“ کئی چپ رہے اور کچھ بھی نہ کہا۔ آپ مجھے فرمانے لگے ”ابن عباس! تم بھی یہی کچھ کہتے ہو؟“ میں نے گزارش کی: ”نہیں جناب!“ فرمایا: ”تم کیا کہتے ہو؟“ میں نے کہا: ”اس میں جناب رسول اللہ ﷺ کی وفات کی طرف اشارہ ہے کہ اب عمومی فتح حاصل ہو چکی ہے، لوگ بن بلائے اسلام قبول کر رہے ہیں، تمویا آپ کی تشریف آوری کا مقصد پورا ہو چکا ہے۔ اب تیاری فرمائیے اور اللہ کو یاد کیجیے۔“ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے میں بھی اس کا یہی مطلب سمجھتا ہوں۔“

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرح ہی اہل بیت کے مداح ہیں، اور آل رسول اللہ ﷺ کی فضیلت سے واقف ہیں۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے

”جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا گزر حضرت عمر رضی اللہ عنہ یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قریب سے ہوتا اور وہ سوار ہوتے تو رسول اللہ ﷺ کے چچا کے اکرام میں اترتے اور ان کے گزر نے تک سوار نہیں ہوتے۔“ ۱

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”جناب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کا اکرام کرتے تھے اور ان سے محبت فرماتے تھے، حسن بن علی رضی اللہ عنہ ”یوم الدار“ (جس دن عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں محصور تھے اور اسی دن دشمنوں نے ان کو شہید کر دیا تھا) کو ان کے ساتھ تھے اور تلوار لٹکائے عثمان رضی اللہ عنہ کا دفاع کر رہے تھے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ

کو ان پر اندیشہ ہوا تو ان کو قسم دے کر واپس کر دیا، تاکہ علی رضی اللہ عنہ کا دل مطمئن ہو جائے۔^①

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کل آنھ شادیاں کیں، ان میں سے دو شادیاں رسول اللہ ﷺ کی بات رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما سے کیں۔

(۱) سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ: ان کے بطن سے آپ کے فرزند عبداللہ بن عثمان پیدا ہوئے۔

(۲) سیدہ ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ: رقیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد آپ نے ان سے شادی کی۔

حدیث میں آیا ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی کے دروازے کے پاس ٹھہرے اور فرمایا: اے عثمان! یہ جبریل ہیں جنہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے ام کلثوم کی شادی رقیہ کے مہر کے مثل اور صحبت کے مثل پر کر دی ہے۔ یہ ربیع الاول ۳ ہجری میں ہوا اور رخصتی جمادی الاخریٰ میں عمل میں آئی۔^②

حضرت عیسیٰ بن مسیح فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا: اے ابوالحسن! ابھی ابھی جا اپنی زرہ فروخت کر کے اس کی رقم میرے پاس لے آ تاکہ میں تیرے لیے اپنی لخت جگر فاطمہ کے لیے ایسی چیزیں تیار کروں جو تم دونوں کو مناسب ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جا کر زرہ چار سو کالے ہجری درہموں میں حضرت عثمان کے ہاتھ فروخت کی۔ یہ درہم بہترین قسم کے تھے جو قبیلہ ہجر کی طرف منسوب ہیں۔ جب میں نے ان سے درہم لیے اور حضرت عثمان نے مجھ سے زرہ لی تو حضرت عثمان نے فرمایا اے ابوالحسن! کیا میں اس زرہ کا تجھ سے زیادہ حق دار نہیں ہوں اور کیا تو ان درہموں کا مجھ سے زیادہ حق دار نہیں ہے؟ تو میں نے کہا ہاں۔ تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ زرہ میری طرف سے

① التلایة والسیدہ، ۳۶/۸

② سیرہ النبی ص ۱۱۰، المدقہ، رقم: ۱۱۰

آپ کو ہدیہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں زرہ اور درہم لے کر حضرت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دونوں چیزیں خدمت اقدس میں پیش کیں اور حضرت عثمان کی بات بھی عرض کی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان کے حق میں دعا فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان درہموں سے ایک منی بھر کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا کر دی اور فرمایا کہ اے ابوبکر! ان سے میری بیٹی کے لیے ایسا سامان یعنی جہیز خرید لا جو اس لیے گھر میں مناسب ہو۔ ان کے ساتھ نبی اکرم ﷺ نے حضرت سلمان فارسی اور حضرت بلال کو بھیجا تاکہ سامان اٹھانے میں ابوبکر کی مدد کر سکیں۔ ❶

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

”اہل مدینہ میں سب سے بڑے قاضی علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ ہیں۔“ ❷

ایک مقام پر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے ارشاد فرماتے ہیں:

”بہترین ترجمان القرآن ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں، اگر وہ ہماری عمر کے ہوتے تو ہم

میں سے کوئی ان کا ہم پلہ نہیں ہوتا۔“ ❸

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ ان کی ملاقات سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے ہوئی

تو انہوں نے فرمایا:

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو تمہارے پیٹ کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے،

چنانچہ اس جگہ کو کھولے جہاں رسول اللہ ﷺ نے بوسہ دیا تھا، تاکہ میں بھی

وہیں بوسہ دوں۔ راوی کہتے ہیں کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے وہ حصہ کھولا تو انہوں

❶ کشف العلاء ج ۱ ص ۳۵۹ بحار الاول ج ۴۲ ص ۱۳۰۔

❷ الاستیعاب لابی عبد اللہ ج ۱ ص ۱۸۷۔

❸ فتح الباری ج ۷ ص ۱۰۰۔

نے بوسہ دیا۔“^۱

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو جب بھی دیکھا تو میری آنکھیں محبت و عقیدت سے آنسو بہانے لگتیں۔^۲

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ کے رسول! آپ کو فاطمہ زیادہ محبوب ہے یا میں؟

تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((فَاطِمَةُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْكَ وَ أَنْتَ أَعَزُّ عَلَيَّ مِنْهَا))^۳

”فاطمہ مجھے تیری نسبت زیادہ محبوب ہے، لیکن فاطمہ کی نسبت تو زیادہ محترم ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

((وَ كَانَ آخِرُ النَّاسِ لِلْمَسَاكِينِ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، كَانَ

يَنْقَلِبُ بِنَا فَيَطْعُمُنَا مَا كَانَ فِي بَيْتِهِ، حَتَّى إِنْ كَانَ لَيُخْرِجُ إِلَيْنَا

الْعُكَّةَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ، فَيَشْقُهَا فَنَلْعَقُ مَا فِيهَا))^۴

”مساکین کے لیے سب سے بہتر شخص حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ

ہمیں گھر لے جاتے اور جو کچھ میسر ہوتا ہمیں کھلاتے، حتیٰ کہ کبھی گھی کی تھیلی اٹھا

لاتے، اگر اس میں زیادہ گھی نہ ہوتا تو تھیلی پھاڑ دیتے اور ہم تھیلی سے گھی

چاٹ لیتے تھے۔“

① مستدرک - ۱، ۴۷۸ - مستدرک - ۱، ۴۲۲ - سنن ترمذی، رقم: ۳۷۶۴ - محدث الباب اور شیخ ابی داؤد نے اسے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

② مسند البراء: ۱/۴۳۱، رقم: ۸۱۵۵۔

③ طبری اور - ۱، ۲۴۳/۷، رقم الحديث: ۷۶۷۵ - مجمع الزوائد: ۱/۱۷۳۔

④ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، رقم: ۳۷۰۸۔

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ:

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کعبے کے سائے تلے بیٹھے ہوئے تھے کہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے فرمایا

((هَذَا أَحَبُّ أَهْلِ الْأَرْضِ إِلَى أَهْلِ السَّمَاءِ الْيَوْمَ)) ❶

”یہ شخص آسمان والوں کے نزدیک اور زمین والوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔“

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ:

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سفید کاغذ کے نیچے مہر لگا کر اسے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی طرف بھیج دیا اور فرمایا اس پر آپ جو لکھ دیں وہ آپ کو ملے گا۔ ❷

حضرت ضرار بن حمزہ ضبائی، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: میرے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف بیان کیجئے، انہوں نے عرض کیا اے امیر المومنین! اس معاملے میں آپ معذرت قبول نہیں کرتے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں معذرت قبول نہیں کر سکتا۔ انہوں نے کہا: اگر ضروری ہی سنئے ہیں تو سنئے

”اللہ کی قسم! وہ بلند خیالی اور مضبوط اعصاب والے تھے، دو ٹوک بات کہتے اور حق کے ساتھ فیصلہ کرتے تھے، ان کے پہلوؤں سے علم کے چشمے پھوٹتے تھے اور چاروں طرف حکمت و دانائی بولتی تھی۔ وہ دنیا اور اس کی رنگینیوں سے اچاٹ اور رات اور اس کے اندھیروں سے مانوس تھے۔ اللہ کی قسم! وہ بڑے ستمل اور گہری سوچ رکھنے والے انسان تھے۔ اس دوران اپنی جہتلی کو پلٹتے اور اپنے آپ سے مخاطب ہوتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ سستا لباس اور سادہ خوراک پسند کرتے تھے۔ اللہ کی قسم! وہ ہم میں عام آدمی کی طرح رہتے تھے۔ جب ہم ان کے پاس آتے تو وہ ہمیں اپنے قریب بٹھاتے اور جب ہم سوال کرتے تو وہ ہمیں جواب

❶ تاریخ دمشق: ۱۴/۸۱- سیرۃ اعلام النبلاء: ۳، ص: ۲۸۵

❷ تاریخ طبری: ۱۲۴/۱

ایسے تھے اور اتنے تقرب کے باوجود ہم ان کی بیعت کی وجہ سے ان سے گفتگو کی ہمت نہ پاتے۔ جب وہ مسکراتے تو دندان مبارک پر وئے ہوئے موتیوں کی لڑی انظر آتے تھے۔ وہ اہل دین کی عزت کرتے اور مساکین سے محبت کرتے تھے۔ کوئی طاقتور شخص اپنی طاقت کے بل بوتے پر ان سے ناحق فیصلہ نہ لوانے کی طمع نہ کر سکتا تھا اور نہ کمزور انسان ان کے عدل سے مایوس ہوتا تھا۔

میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے انہیں بعض مواقع پر ستاروں کے چمکنے کے بعد اندھیری راتوں میں دیکھا کہ وہ اپنے محراب میں اپنی داڑھی پکڑ کر سائپ کے ڈسے ہوئے کی طرح تڑپ رہے تھے اور غمگین کی طرح رو رہے تھے اور گویا کہ میں اب بھی انہیں سن رہا ہوں کہ وہ کہہ رہے ہیں: سارے بنائے یا ربنا اور اس کے سامنے گریہ زاری کر رہے ہیں۔ پھر دنیا سے جدا ہوئے ہیں کہ تو مجھے دھوکہ دیتی ہے اور میری طرح لپکتی ہے؟ مجھ سے دور رہ، کسی اور کو دھوکہ دے، میں تو شیخ تین ملائیں دے چکا ہوں، تیری عمر چھوٹی ہے اور محفل حنفیہ ہے اور مرتبہ معمولی ہے۔ آہ! سفر لمبا ہے، سفر خرچ کم ہے اور راستہ بڑا خطرناک ہے!! یہ سن کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل آئے اور ان کی داڑھی پر بہنے لگے۔ انہوں نے آنسوؤں کو آستین سے خشک کرنا شروع کر دیا اور ہم نشین ہلک ہلک کر رونے لگے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا ابو الحسن پر اللہ رحم فرمائے۔ یقیناً وہ ایسے ہی تھے۔ اے شرار! ان کی بات یہ تھی غم کیسا ہے؟ انہوں نے کہا:

”جیسے کسی بورت کے اکلوتے بیٹے کو اس کی گود میں ہی ذبح کر دیا گیا، نہ تو اس کے آمو تھتے ہیں، نہ غم ختم ہوتا ہے۔“^۱

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما:

ابو الحکم عبدالرحمن بن ابی نعم الکوفی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا اور ایک آدمی نے ان سے (حالت احرام میں) مجھ کے خون کے بارے

① بیہج السلاطین، ص ۳۶۴، حلیۃ الاولیاء: ۸۴/۱

میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: تو کہاں کا رہنے والا ہے؟ اُس آدمی نے کہا میں اہل عراق میں سے ہوں۔ انہوں نے فرمایا: اسے دیکھو یہ مجھ سے چھڑ کے خون کے بارے میں پوچھ رہا ہے اور انہوں نے پیارے نبی کریم ﷺ کے پیارے بیٹے (سیدنا حسنؓ) کو شہید کیا ہے اور میں نے پیارے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا۔

”یہ دونوں شہزادے (سیدنا حسن و حسینؓ) دنیا میں میرے دو چہلو ہیں۔“^۱

سعد بن عبیدہ کا بیان ہے کہ ابن عمرؓ کے پاس ایک آدمی آیا اور ان سے عثمانؓ کے بارے میں پوچھنے لگا، آپ نے ان کے فضائل و عمدہ کارناموں کا ذکر کیا اور فرمایا: شاید تمہیں یہ بات اچھی نہیں لگی؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا اللہ تیری ناک خاک آلود کرے، پھر اس نے آپ سے علیؓ کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے ان کے بھی فضائل اور عمدہ کارناموں کا ذکر کیا اور کہا یہ وہی علیؓ ہیں جن کا گھر نبی اکرم ﷺ کے گھروں میں سب سے بہتر گھر تھا، پھر فرمایا: شاید تجھے یہ بات اچھی نہیں لگی؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تجھے رسوا کرے، جانکل جا اور جتنا تیرا بس چلے کر گزر۔^۲

سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ:

سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ فِي الْجَنَّةِ وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ [رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْعِدَ]))^۳

① صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم: ۳۷۵۳۔

② المصباح المصنوع، فضائل الصحابة (العلوی، ص: ۱۴۰)۔

③ سنن اللہ، رقم: ۳۷۴۷۔ مشکوٰۃ المصابیح، رقم: ۶۱۰۹۔ محدث البانی نے اسے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

” (۱) ابوبکر (صدیق) جنت میں ہیں (۲) عمر جنت میں ہیں (۳) عثمان جنت میں ہیں (۴) علی جنت میں ہیں (۵) طلحہ جنت میں ہیں (۶) زبیر جنت میں ہیں (۷) عبدالرحمن بن عوف جنت میں ہیں (۸) سعد بن ابی وقاص جنت میں ہیں (۹) سعید بن زید جنت میں ہیں (۱۰) اور ابوعبیدہ بن الجراح جنت میں ہیں۔ اَرْضَى اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ“

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ:

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ قُطِّلَ نَعَاكُوا نَدَّعِ أَبْنَاءَنَا وَابْنَاءَكُمْ..... کا نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی و فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو بلا کر ارشاد فرمایا: ”اے اللہ تو گواہ رہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔“^۱

طبقات ابن سعد میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر کوئی حاضر دماغ، عقل مند، صاحب علم و فہم اور متحمل مزاج نہیں دیکھا۔ واللہ! میں نے بار بار دیکھا ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جیسے مدبر مشکل معاملات میں انہی کو بلایا کرتے تھے۔^۲

ربیع الجرحش سے روایت ہے کہ ایک آدمی کے پاس علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ہوا، وہاں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، آپ فرمانے لگے: کیا تم علی رضی اللہ عنہ کی باتیں کرتے ہو، ان کے چار ایسے فضائل ہیں کہ اگر ان میں کوئی ایک بھی مجھے مل جائے تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہے، ان میں ایک نبی اکرم ﷺ کا فرمانا: ((لَا أُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا . انسخ)) کل ایک ایک آدمی کو جھنڈا دوں گا۔ دوسرا آپ کا فرمان کہ ((أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى)) یعنی تم میری جگہ ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ کے قائم مقام تھے، تیسرا آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْ مَوْلَاهُ)) میں جس کا دوست ہوں

① صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم: ۶۲۱۷، ۲۴۰۴۔

② الطبقات، ۱، ص ۳۶۹/۲۔

تو علی اس کے دوست ہیں اور اس خبر کے راوی سخیان چوتھی فضیلت کو بھول گئے۔^①
 سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ:

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ کسی سواری پر سوار ہوئے تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی مہارت دیکھنا چاہی۔ سیدنا زید بن ثابت نے اس موقع پر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”اے نبی کریم ﷺ کے پتہ ناز بھائی بڑا ہر کرم آپ ایسا نہ کریں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جواباً ارشاد فرمایا: ہم کو عنائے کرام اور فضائے عظام کے ساتھ اسی طرح ادب و احترام سے پیش آنے کی تربیت دی گئی ہے۔ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف اپنا ہاتھ بڑھا دیا۔ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور فرمایا:

”ہم کو اہل بیت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسی طرح ادب و احترام رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔“^②

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف سے خصوصی علم و فہم اور دانت و حطائے گئے تھے۔ میں نے نہیں دیکھا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کسی کو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما پر ترجیح دی ہو۔^③

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات کی اطلاع دی گئی تو انہوں نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مار کر فرمایا: ”اوہو! سب لوگوں سے بڑا عالم اور سب لوگوں سے بڑا عقل مند فوت ہو گیا۔ اللہ کی قسم! ان کی وفات سے امت مسلمہ کو بڑا نقصان پہنچا ہے جو پورا نہ ہو سکے گا۔“^④

② لدائے و النہایہ : ۳۰۶/۸

① مصنف الد جامعہ : ۷۹/۸۱۶

④ الضعفات لاس سعد : ۳۷۰/۲

③ الضعفات لاس سعد : ۳۶۹/۲

اہل بیت کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اہل بیت اطہار سے محبت و مودت کے بیان کے بعد ضروری تھا کہ اہل بیت کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت و مودت کو بیان کر دیا جائے تاکہ طعن و تشنیع کرنے والوں کے دلوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قدر اور مرتبہ جاگزیں ہو جائے۔

﴿مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَوَلَّوهُمْ وَلَمَّا سَجَدَ الَّذِينَ يُبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا﴾ (الفتح: ۲۹)

”محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر بڑے سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں تو انہیں رُکوع اور سجدے کرتے ہوئے دیکھے گا وہ اللہ کا فضل ابراہیم کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں۔“

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

((لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ إِلَّا صَاحِبُ الْجَمَلِ
الْأَحْمَرِ)) ۵

”اس شجر کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے کوئی شخص بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا سوائے سرخ اونٹ والے شخص کے۔“

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی جامع مسجد میں خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں لوگوں کو مخاطب کر کے پوچھا: ((أَيُّهَا النَّاسُ أَخْبِرُونِي مَنْ أَشْجَعُ النَّاسُ؟)) لوگو!

⑤ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، رقم: ۱۶۳۱۔ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب فی فضل

مراجعہ ترجمت الشجرہ رقم: ۸۳۶۳

مجھے بتاؤ کہ سب سے بڑھ کر شجاع اور دلیر کون ہے؟“ انہوں نے جواب دیا۔ اے امیر المؤمنین! آپ ہی شجاع ترین انسان ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ جہاں تک میرا معاملہ ہے میرا جس کسی دشمن سے مقابلہ ہوا میں نے حساب برابر کر دیا لیکن تم مجھے اشجع الناس کے متعلق بتاؤ کہ وہ کون ہے؟ حاضرین نے کہا: پھر ہم نہیں جانتے لہذا آپ ہی بتائیں کہ وہ کون ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ابو بکر ہیں، غزوہ بدر کے دن ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک چھپر بنایا۔ ہم نے کہا: آپ ﷺ کے ساتھ کون ہو گا تاکہ کوئی مشرک آپ کی طرف نہ بڑھ سکے اللہ کی قسم! ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے سب سے زیادہ قریب تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے سر پر ننگی تلوار لے کر کھڑے رہے جب بھی کوئی آپ ﷺ کی طرف بڑھتا ابو بکر رضی اللہ عنہ اس طرف بڑھتے یہی لوگوں میں سب سے بہادر ہیں۔ میں نے دیکھا کہ قریش رسول اللہ ﷺ کو پکڑ لیتے کوئی مارتا کوئی منہ کے بل گراتا اور کہتے تم نے ہی تمام معیوں کو ایک معبود قرار دیا۔ اللہ کی قسم! ابو بکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی بھی ان کے قریب نہ جاتا۔ وہ کسی کو مارتے کسی کو دھکا دیتے اور کسی کو گراتے اور کہتے تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے چادر اٹھا کر رونا شروع کیا یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھی تر ہو گئی۔ پھر آپ نے کوئی سامعین سے کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ مجھے بتاؤ: ”مومن آل فرعون بہتر تھا۔۔۔ یا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ؟“ حاضرین کوئی جواب نہ دے سکے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”تم جواب کیوں نہیں دیتے اللہ کی قسم! سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ لکھڑی آل فرعون کے مومن کے مثل سے بہتر ہے کیونکہ وہ اپنا ایمان چھپائے پھرتا تھا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے ایمان کا اعلان کر رہے تھے۔“

لاکھ چھپایا رازِ محبت نہ چھپ سکا

آنکھوں نے رو کر یار سے اظہار کر دیا

سیدنا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے

”خبردار! کیا میں تمہیں اس امت کے نبی کے بعد اس امت کے بہترین شخص کے بارے میں خبر نہ دوں؟ وہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا: کیا میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد اس امت کے بہترین شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔“ ❶

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ:

”سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ”نبی کریم ﷺ کے بعد اس امت کے بہترین شخص سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔“ اللہ کی قسم! سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات فرمائی ہے اور یہ ان سے بطریق متواتر ثابت ہے کیونکہ انہوں نے یہ بات کوفہ کے منبر پر کبھی تھی اللہ تعالیٰ رافضیوں پر لعنت کرے وہ کتنے جاہل ہیں۔“ ❷

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ وَلَا بِيْ بَكْرٍ مَّعَ أَحَدٍ كَمَا جَبْرِئِلُ، وَمَعَ الْآخِرِ سِكَائِيلُ، وَإِسْرَافِيلُ مَلَكٌ عَظِيمٌ يَشْهَدُ الْقِتَالَ، وَيَكُونُ فِي الْعَصْفِ)) ❸

”نبی اکرم ﷺ نے مجھے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم میں سے ایک کے ساتھ جبریل اور دوسرے کے ساتھ میکائیل ہیں، جبکہ اسرافیل ایک بہت بڑے فرشتے ہیں جو کہ لڑائی میں حاضر ہوتے ہیں اور صف میں موجود ہوتے ہیں۔“

سیدنا علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

”میں نے اصحاب محمد ﷺ کو دیکھا ہے، میں تم میں کوئی ایسا انسان نہیں دیکھ رہا

❶ رواۃ مسند الامام احمد: ۱/۶۶، ۱/۸۱، ۱/۸۲

❷ سیر اعلام النبلاء: ۱/۲۸

❸ المعتمد علیہ للحاکم: ۳/۶۸، المسند لابن ابی عاصم: ۱۲۵۲، مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۶/۱۶۔
حاکم نے اسے ”صحيح“ کہا ہے اور حافظ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

جوان کے مشابہ ہو۔ وہ پرامندہ حالت میں صبح کرتے تھے، کیونکہ وہ قیام اور جہدوں میں رات بسر کرتے تھے۔ وہ اپنی پیشانیوں اور رخساروں پر ٹیک لگا کر راحت حاصل کرتے تھے اور اپنے یومِ حساب کو یاد کر کے یوں کھڑے ہوتے تھے، جیسے وہ انگاروں پر کھڑے ہوں اور طویل جہدوں کی وجہ سے سویا ان کی آنکھوں کے درمیان بکری کے گھنٹے جیسے نشان پڑ گئے تھے۔ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا تو ان کی آنکھوں سے آنسو اُند پڑتے یہاں تک کہ ان کے کریبان تر ہو جاتے۔ وہ عذاب کے خوف اور ثواب کی اُمید کی وجہ سے یوں لرزتے کا پتے جھک جاتے جیسے آندھی کے طوفان سے درخت جھک جاتے ہیں۔“ ❶

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو پتا چلا کہ کچھ لوگ سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے متعلق نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں تو آپ منبر پر چڑھے اور ارشاد فرمایا:

((وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ لَا يُحِبُّهُمَا إِلَّا مُؤْمِنٌ فَاضِلٌ، وَلَا يُبْغِضُهُمَا وَلَا يُخَالِفُهُمَا إِلَّا شَقِيٌّ مَارِقٌ، فَحُبُّهُمَا قُرْبُهُ وَبُغْضُهُمَا شُرُوقٌ: مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَذْكُرُونَ أَخَوِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَزَيْرِيهِ وَصَاحِبِيهِ وَسَيِّدِي قُرَيْشٍ وَأَبَوِي الْمُسْلِمِينَ؟ وَأَنَا بَرِيءٌ مِمَّنْ يَذْكُرُهُمَا بِسُوءٍ وَعَلَيْهِ مُعَاقِبٌ)) ❷

”اس ذات کی قسم جس نے دانے اور گھٹھلی کو پھاڑا اور روح کو پیدا کیا! ان دونوں سے دہی محبت کرے گا جو فاضل مومن ہوگا اور ان دونوں سے دہی بغض و عداوت رکھے گا جو بد بخت اور مارق ہوگا، کیونکہ ان دونوں کی محبت تقرب الہی کا سبب ہے اور ان سے بغض و نفرت رکھنا دین سے خارج ہونے کی علامت ہے۔ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے دو بھائیوں اور دو زریروں اور

❶ مہج الملاحۃ.

❷ کنز العمال، رقم: ۳۶۰۹۶.

دوسرا تھیوں اور قریش کے دوسرا دروں اور مسلمانوں کے دو باپوں کو نازیبا الفاظ سے یاد کرتے ہیں؟ میں ان لوگوں سے لا تعلق ہوں جو ان دونوں کو برے الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور اس پر انہیں سزا دوں گا۔“

امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جس قدر محبت تھی اس کا اندازہ درج ذیل روایت سے بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ مصنف میں اور امام محبت طبری ”دلائل النصرة“ میں اور امام ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ ”الرقعة و البکاء“ میں حضرت ابو مریم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جسم پر پرانا کمل دیکھا جن کے کنارے گھس چکے تھے۔ میں نے کہا اے امیر المؤمنین! مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بولو، کیا کام ہے؟ میں نے عرض کیا کہ آپ اس کمل کو اتار پھینکیں اور کوئی دوسرا کمل اوڑھ لیں۔ یہ سنتے ہی آپ رضی اللہ عنہ نے وہ کمل اپنے منہ پر ڈال لیا اور رونے لگے۔ میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ میری اس بات کا آپ پر اس قدر ناگوار اثر ہونا ہے تو میں یہ بات کبھی نہ کہتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کمل مجھے میرے خلیل نے پہنایا تھا۔ میں نے عرض کیا: آپ کا خلیل کون ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، انہوں نے اللہ سے خلوص کا معاملہ کیا تو اللہ نے ان سے خیر خواہی کی۔ ۵

امام ابو بکر بن ابی شیبہ ”مصنف“ میں اور امام ابو بکر محمد حسین آجری ”الشریعة“ میں اپنی سند کے ساتھ محمد بن حاطب سے روایت کرتے ہیں کہ چند لوگوں نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے متعلق تاثرات لینے کا ارادہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چند لمحوں میں حضرت امیر المؤمنین تشریف لانے والے ہیں اس لیے تم حضرت عثمان کے متعلق ان سے پوچھنا۔ چنانچہ چند لمحوں کے دوران امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو حاضرین نے ان سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے سورہ مائدہ کی آیت:

﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا
وَأَمْنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا أَتَقُوا؟ أَمْ تُؤْمِنُوا أَمْ لَا اتَّقُوا وَاحْسِنُوا- وَاللَّهُ يَخِيبُ
الْمُحْسِنِينَ﴾ (المائدة: ۹۳)

”جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے عمل صالح کیا، انہوں نے جو کچھ (پہنے)
کمایا اس کا کوئی گناہ نہیں، اگر وہ متقی اور ایمان والے تھے اور عمل صالح کیا تھا،
پھر (اس کے بعد بھی) متقی اور ایمان والے رہے، پھر تقویٰ اور عمل صالح کی راہ
پر گامزن رہے، اور اللہ اچھا کام کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔“

پڑھنا شروع کر دی۔ چنانچہ جب آپ نے اس آیت کریمہ کا لفظ: إِذَا مَا اتَّقُوا پڑھا
تو فرمایا:

((كَانَ عُمَانٌ مِنَ الَّذِينَ اتَّقَوْا)) ”عثمان متقین میں سے تھا۔“

اور جب وَأَمْنُوا پڑھا تو فرمایا:

((كَانَ عُمَانٌ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا)) ”عثمان مومنین میں سے تھا۔“

اور جب ثُمَّ اتَّقُوا پڑھا تو فرمایا:

((كَانَ عُمَانٌ مِنَ الَّذِينَ اتَّقُوا)) ”عثمان متقین میں سے تھا۔“

اور جب وَاحْسِنُوا پڑھا تو فرمایا:

((كَانَ عُمَانٌ مِنَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا)) ”عثمان محسنین میں سے تھا۔“

اور وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ پر آیت ختم کر دی۔^①

اس آیت کے ہر ہر لفظ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیتا کس بات پر دلالت کرتا
ہے؟! اس بات پر کہ آپ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایمانی اور لیبی محبت تھی۔

عبد خیر کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا،
آپ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى خَيْرِ مَا قُبِضَ عَلَيْهِ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ،
وَإِنَّمَا عَلَيْهِ ﷺ، قَالَ: لَمْ اسْتَخْلَفَ أَبُو بَكْرٍ، فَعَمِلَ بِعَمَلِ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ وَبُسْبِنِهِ، لَمْ قُبِضَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى خَيْرِ مَا قُبِضَ عَلَيْهِ أَحَدٌ،
وَكَانَ خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا ﷺ، لَمْ اسْتَخْلَفَ عُمَرُ، فَعَمِلَ
بِعَمَلِهِمَا وَسُنَّتِهِمَا، حَتَّى قُبِضَ عَلَى خَيْرِ مَا قُبِضَ عَلَيْهِ أَحَدٌ، وَ
كَانَ خَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا وَبَعْدَ أَبِي بَكْرٍ)) ۵

”اللہ کے رسول ﷺ اس سب سے بہترین طریقے پر فوت ہوئے، جس پر کوئی
نبی فوت ہوا تھا، آپ ﷺ نے رسول اللہ ﷺ کی نعت بیان کی، اور فرمایا پھر
سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے افعال اور
آپ ﷺ کی سنتوں پر عمل کیا، پھر سیدنا ابوبکر کو بہترین موت آئی اور
آپ ﷺ نبی اکرم ﷺ کے بعد اس امت کے سب سے بہترین فرو تھے،
پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب کیے گئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور سیدنا
ابوبکر رضی اللہ عنہ دونوں کے افعال اور طریقے کو اپنایا، پھر وہ بہترین موت فوت ہوئے
اور آپ ﷺ نبی اکرم ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد اس امت کے سب
سے بہترین فرد تھے۔“

ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا۔
”سیدنا عمر رضی اللہ عنہ (وفات کے بعد) اپنی چارپائی پر رکھ دیئے گئے۔ لوگوں نے ان
کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا، وہ آپ کے اٹھائے جانے سے پہلے آپ
کے لیے دعا و استغفار کر رہے تھے۔ مجھے کسی اس آدمی کے سوا کسی نے متوجہ نہیں
کیا، جو میرے کندھے کو پکڑنے والا تھا، اچانک وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے، انہوں
نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے رتم کی دعا کی اور فرمایا: آپ نے اپنے پیچھے کسی ایسے

فخص کو نہیں چھوڑا، جس جیسے عمل لے کر اللہ کے دربار میں پیش ہونا میں زیادہ اچھا سمجھتا ہوں، مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں (رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما) کے ساتھ جگہ دے گا، میں اکثر نبی کریم ﷺ سے سنا کرتا تھا کہ میں، ابوبکر اور عمر گئے، میں، ابوبکر اور عمر داخل ہوئے، میں، ابوبکر اور عمر نکلے۔“ ❶

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی شادی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ہو گئی تھی لیکن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے محمد ربیب عطا فرمایا جس کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں مصر کا والی بنایا۔ ❷

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ابوبکر کا نام صدیق نازل کیا ہے۔ ❸

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ۔

”بلاشبہ مجھ سے ان لوگوں نے بیعت کی ہے جنہوں نے سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم سے ان چیزوں پر بیعت کی ہے جن چیزوں کی انہوں نے ان سے بیعت کی کسی بھی موجود شخص کے لیے انتخاب کرنے کا کوئی اختیار نہیں تھا اور نہ ہی غائب شخص کے لیے ٹھکرانے کی کوئی گنجائش تھی بلاشبہ شوریٰ کا حق مہاجرین و انصار سب کو حاصل تھا اگر ان سب نے کسی شخص کے بارے میں اتفاق کیا اور اس کو امام مقرر کیا تو یہ اللہ کی رضا کے لیے تھا اگر کسی جرم کی وجہ سے یا بدعت کی وجہ سے ان کی جماعت سے کوئی نکل گیا تو اس کو صحیح راہ پر لانے کی کوشش کرتے اگر وہ نہیں مانتا تو راہ حق پر لانے کے لیے اس سے قتال کرتے۔“ ❹

❶ صحیح بخاری: ۵۲۰/۱، رقم: ۳۶۸۵۔ صحیح مسلم: ۲۷۱/۲، رقم: ۲۳۸۹

❷ اہل بیت علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعلقات، ص: ۱۹۵۔

❸ معجم کبیر طبرانی: ۵۵/۱۔ معجم الباری: ۱۱/۷۔

❹ نہج البلاغۃ، ص: ۳۶۶۔ بحار الانوار: ۷۶/۲۳۔

مرو بن سفيان سے روایت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ لو کہ رسول اللہ ﷺ نے اس خلافت کے سلسلے میں، جس کوئی حکم نہیں دیا ہے تا آنکہ اپنی رائے سے ہم نے باہم مشورہ سے جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔ چنانچہ آپ نے لوگوں کو درست کیا اور خود درست رہے تا آنکہ آخرت کی راہ لی۔ ❶ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں

”حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حد درجہ احترام کرتے تھے۔ ان کو بلکہ تمام بنو ہاشم کو وطانف و غیرہ میں دوسرے صحابہ سے بہت مقدم رکھتے تھے۔ رتبہ و احترام، محبت و عقیدت اور توصیف و تعظیم میں ان کو بلند مرتبہ دیتے تھے اور دوسرے صحابہ سے انہیں افضل سمجھتے تھے، کیونکہ ان کو فضیلت اللہ تعالیٰ نے عطا کی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی زبان سے کبھی کوئی بری بات نہیں سنی گئی، بلکہ بنو ہاشم میں سے کسی کے بارے میں بھی کوئی برا کلمہ کبھی ان کی زبان پر نہیں آیا تھا۔ اسی طرح یہ بات بھی قطعاً ثابت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شیخین رضی اللہ عنہما سے محبت و عقیدت رکھتے تھے، ان کی تعظیم کرتے تھے اور انہیں پوری امت میں سے افضل خیال کرتے تھے اور ان کے بارے میں کبھی کوئی برا کلمہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبان پر نہیں آیا۔ نہ کبھی انہوں نے یہ کہا کہ میں شیخین سے بڑھ کر خلافت کا مستحق ہوں۔ جو شخص بھی تاریخی حقائق اور معتبر روایات سے واقفیت رکھتا ہے وہ اس بات سے بخوبی واقف ہے۔“ ❷

علامہ طبری نے احتجاج میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا ہے کہ:

((ثُمَّ تَنَاولَ يَدَا أَبِي بَكْرٍ فَبَايَعَهُ، قَالَ أَسَامَةُ لَهُ هَلْ بَايَعْتَهُ؟ قَالَ نَعَمْ يَا أَسَامَةُ!)) ❸

❶ "الاعتقاد، ص: ۱۸۴۔ امام بیہقی نے "دلائل النبوة" میں اس کی سند کو حسن کہا ہے۔

❷ مساح السدۃ، ۶/۱۷۸۔

❸ استيعاح جلد ۱، ص: ۱۱۰/۱۔

”پھر انہوں نے جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے اور بیعت کر۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا: کیا آپ نے ان کی

بیعت کر لی؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں، اے اسامہ!“

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما:

ابوبکر ابن العربی فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کا یہ سچا وعدہ کہ: ((الْخِلَافَةُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ تَعُوْذُ مُلْکًا)) ”میری امت میں تیس سال خلافت جاری رہے گی پھر بادشاہت کی طرف پلٹ جائے گی۔“

لہذا صحیح ثابت ہوا ہے۔ چنانچہ سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کی خلافت اور

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی آٹھ مہینے کی خلافت تین سال سے زائد دن زیادہ ہوئی

ہے اور نہ کم ہم تمام چیزوں کا علم رکھنے والے رب کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں

جس کے علاوہ کوئی حقیقی رب نہیں۔“ ❶

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ اس بات کی دلیل کہ وہ (سیدنا حسن رضی اللہ عنہ) خلفائے

راشدین میں سے ہیں، وہ حدیث ہے جسے میں نے سفینۃ رحمہ اللہ کے طریق سے علامات النبوة

میں ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((الْخِلَافَةُ بَعْدِیْ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ ثَلَاثُوْنَ

مُلْکًا)) اور تیس سال سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی خلافت کو لے کر پورے ہوتے ہیں۔ ❷

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کی شرائط میں ایک شرط یہ

بھی لگائی تھی کہ وہ لوگوں کے مابین کتاب و سنت اور خلفائے راشدین کے طریقہ کے

مطابق فیصلہ کریں۔ ❸

❶ احکام القرآن لاس العربی، ۱/۲۲۰

❷ البدایہ والنہایہ: ۱/۱۳۴

❸ کشف العمۃ: ۱/۵۷۰۔ بحار الانوار: ۱/۶۱۴

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی زندگی میں کم از کم تین دفعہ ایسا ہوا کہ انہوں نے اپنے مال کو دھو حصوں میں تقسیم کیا اور ہر مرتبہ آدھا مال اللہ کی راہ میں تقسیم کر دیا ایک بار سیدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے ان کی خدمت میں ایک لاکھ درہم ارسال کیے تو جو لوگ ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تمام رقم فوری طور پر انہی میں تقسیم کر دی، ہر ایک کے حصے میں دس ہزار درہم آئے۔ ایک بار انہیں معلوم ہوا کہ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بہت سخت بیمار ہیں ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو وہ سخت غم زدہ نظر آئے۔ پوچھا: آپ کو کیا فکر ہے؟ آپ تو اللہ کے رسول کے محبوب ہیں؟ انہوں نے حزن و یاس میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا: میرے ذمے ساٹھ ہزار درہم قرض ہے اور ادائیگی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا فکر نہ کریں یہ قرض میں ادا کروں گا۔ یہ سن کر سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے چہرے پر اطمینان کی نبردوز گئی۔ ❶

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی جان بچانے کے لیے بھرپور سرگرمی دکھائی تھی۔ ❷

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ان کے متعلق یوں تبصرہ فرمایا ہے:

”حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی بہت تکریم و تعظیم کیا کرتے تھے، حد درجہ احترام فرماتے تھے، بلکہ ان پر فدا و قربان ہوتے تھے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بھی یہی حال تھا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے اور ان سے حد درجہ محبت فرماتے تھے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہر میں محصور تھے اس وقت حضرت حسن رضی اللہ عنہ تلوار لٹکائے ان کے پاس موجود تھے، وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دفاع کے سلسلے میں لڑنا چاہتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خدشہ ہوا کہ کہیں ان کو کوئی گزند نہ پہنچ جائے، اس لیے

❶ الحسن بن علی بن ابی طالب، فاکٹر علی محمد المصلائی، ص: ۲۹۷

❷ الاستیعاب لابن کثیر، ۱/۳۶۹.

نہیں اللہ کا واسطہ دے کر گھر بھیج دیا تاکہ وہ محفوظ رہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوئی پریشانی نہ ہو۔ ۵

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ابن سعد رحمہ اللہ کے حوالے سے "الاصابہ" میں بیان کیا ہے کہ

"حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے محمد بن سعد الارجمی کو صلح کی غرض سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عامر اور حضرت عبدالرحمن بن عمر رضی اللہ عنہما کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ ان دونوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شرائط مان لیں۔ اس طرح فریقین میں صلح ہو گئی۔ پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ ساتھ ساتھ کوفے میں داخل ہوئے۔

امامہ ابن اثیر رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ:

"سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی جامع مسجد میں مجمع عام کے سامنے اپنی دست برداری کا اعلان ان الفاظ میں کیا۔

لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہمارے اگلوں کے ذریعے سے تم کو ہدایت دی اور پچھلوں کے ذریعے تمہاری خونریزی بند کرائی۔ دانا یوں میں بہتر دانا کی تقویٰ اور عجز میں سب سے بڑا عجز ثجور (بد اعمالی) ہے اور یہ امر (خلافت) جو ہمارے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان تنازعہ فیہ ہے یا تو وہ اس کے مجھ سے زیادہ حق دار ہیں یا یہ میرا حق ہے جس سے میں اللہ عزوجل کی خوشنودی، امت محمدیہ کی اصلاح اور تم لوگوں کو خونریزی سے بچانے کی خاطر دستبردار ہوتا ہوں۔"

شیخ صدوق قمی روایت بیان کرتے ہیں:

((عَنْ عَامِرٍ قَالَ بَايَعَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مُعَاوِيَةَ)) ۶

① الدابة والسياسة: ۱/۱۹۲، ۱۹۳

② مقدمة على السرايع، ص: ۲۸

”عام فرماتے ہیں کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے امیر معاویہ کی بیعت کی۔“

ایک دفعہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کے کسی شخص سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے حالات دریافت کیے تو اس نے کہا:

”نجر کی نماز سے طلوع آفتاب تک مصلے پر رہتے ہیں پھر نیک لگا کر بیٹھ جاتے ہیں اور ملاقات کے لیے آنے والوں سے ملتے ہیں۔ دن چڑھے چاشت کی نماز ادا کر کے امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔“^①

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ اہم شرائط:

- ۱۔ سب کو بلا استثنا امان دی جائے گی۔
 - ۲۔ کوئی عراقی محض بغض و کینہ کی وجہ سے نہ پکڑا جائے گا۔
 - ۳۔ صوبہ ریواز کا کل خراج سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے لیے مخصوص کر دیا جائے گا اور انہیں سالانہ دو لاکھ درہم دیئے جائیں گے۔
 - ۴۔ وظائف و عطیات میں بنو ہاشم کو بنو امیہ پر ترجیح دی جائے گی۔
- ان شرائط پر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بڑی سختی سے عمل کیا اور قائدین کے تدبیر اور فہم و فراست کے باعث امت کے حق میں اس صلح کے بہت شان و آبرو متاع ظاہر ہوئے۔ مسلمانوں نے باہم متہم ہو کر دشمن کا ہر میدان میں مقابلہ کیا لوگوں میں خوش حالی آئی اور اسلامی حکومت نہایت مستحکم ہو گئی۔^②

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ:

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما مدت تک شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر کف افسوس ملتے رہے اور جب کسی مجلس میں بیٹھتے تو رورور کر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اوصاف بیان کرتے اور فرماتے کہ

① تاریخ دمشق لا۔ عماسکر.

② امیر اعلام الاسلام: ۲/۲۶۴۔ الدایۃ و النہایۃ: ۷/۶۱۷۔

رسول اللہ ﷺ کے اس دہانے آخر دم تک ہمارا خیال رکھا اور ہمارے حقوق کو زائل نہیں ہونے دیا۔

سیدنا علی بن حسین زین العابدین رضی اللہ عنہما:

یزدجرد کسریٰ کی بیٹی کا نکاح سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے ہوا جس سے علی زین العابدین پیدا ہوئے۔^۱

ساتویں صدی کے مشہور شیعہ محدث بہاد الدین ابوالحسن علی بن حسین اربلی اپنی کتاب کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمۃ میں لکھتے ہیں کہ عراقیوں کا ایک گروہ سبط رسول سیدنا علی بن حسین زین العابدین کے پاس آیا اور حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم سے متعلق نامناسب باتیں کرنے لگا۔ جب وہ اپنی باتوں سے فارغ ہوا تو آپ نے فرمایا: ”میں تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا تم ان اولین مہاجرین میں سے ہو؟“

﴿الَّذِينَ أَخْرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ أَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ قَضًا مِنَ اللَّهِ وَ رِضًا﴾
 ﴿وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَ رَسُولَهُ أُولَئِكَ هُمُ الصَّابِرُونَ﴾ (آلہ: ۸۰)

”وہ لوگ جو رضائے الہی کی تلاش کی پاداش میں اپنے مالوں اور گروہوں سے بے دخل کر دیئے گئے وہ اللہ اور اس کے رسول کے مددگار تھے، یہی لوگ بچے تھے۔“

انہوں نے کہا: نہیں! آپ نے فرمایا: ”کیا تم وہ لوگ ہو جنہوں نے“

﴿وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَ الْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَ لَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَ لَا كَانَ إِلَيْهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (الحشر: ۹)

”اور (وہ مال) ان لوگوں کے لیے ہے جو مہاجرین مکہ کی آمد سے پہلے ہی مدینہ میں مقیم تھے اور ایمان لا چکے تھے، وہ لوگ مہاجرین سے محبت کرتے اور ان مہاجرین کو مال غنیمت دیا گیا ہے اس کے لیے وہ اپنے دلوں میں تنگی اور حسد

۱۔ الہیۃ بختیاریہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعلقات، ص ۱۹۳۔

نہیں محسوس کرتے ہیں اور انہیں اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ وہ خودنگی میں ہوں۔“

انہوں نے کہا: نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم بذاتِ خود اس بات کے اقراری ہو گئے کہ تم ان دلوں فریقوں میں سے نہیں ہو اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں سے بھی نہیں ہو، جن کے متعلق اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ:

﴿يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا﴾ (الحشر: ۱۰)

”وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی معاف کر دے جو پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ پیدا نہ کر۔“ میرے پاس سے نکل جاؤ، اللہ تمہارا (برا) کرے۔“

امام علی بن حسین زین العابدین علیہ السلام نماز میں اپنے نانا محمد مصطفیٰ ﷺ کے اصحاب کے لیے دعا کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”اے اللہ! اصحابِ محمد پر خاص طور پر رحم فرما، جنہوں نے آپ ﷺ کا بہت اچھی طرح ساتھ دیا، آپ ﷺ کی مدد کرنے میں بہترین کردار ادا کیا، آپ ﷺ کا ساتھ دیا اور آپ کی مدد لینے کے لیے تیزی سے لپکے، آپ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کی اور جب آپ ﷺ نے اپنی رسالت کی دلیل ان کے سامنے واضح کر دی انہوں نے آپ کی بات کو قبول کر لیا، اسلام کا کلہ بلند کرنے کے لیے انہوں نے اپنے بیوی بچوں کو داغ مفارقت دے دیا، آپ ﷺ کی نبوت کو ثابت کرنے کے لیے انہوں نے آباء و ابناء سے جنگ کی۔ آپ ﷺ کے ذریعہ اور آپ ﷺ سے محبت کرنے والوں کے ذریعہ ان کو فتح و غلبہ حاصل ہوا، آپ ﷺ کی محبت و مودت کی وجہ سے وہ نہ ختم ہونے والی تجارت کے امیدوار بنے، ان کو ان

کے قبیلہ والوں نے اس وقت چھوڑ دیا جب انہوں نے آپ ﷺ کا دامن پکڑ لیا اور جب آپ ﷺ کے قریب ہوئے تو تمام قرابتیں اور رشتہ داریاں چھوٹ گئیں، لہذا اے اللہ! ان کو آپ کے لیے اور آپ کے راستے میں جو چیزیں ترک کرنی پڑیں، اس کو مت بھولنا، اے اللہ! ان کو اپنی رضا کے ذریعہ راضی کر دے، انہوں نے تیرے لیے مخلوق سے جنگ مول لی، تیرے رسول کے ساتھ یہ آپ کے لیے آپ کی طرف بلانے والے تھے، انہوں نے اپنی قوم کے ملاقوں کو آپ کے لیے چھوڑ دیا، خوش حالی سے نکل کر تنگدستی کو ترجیح دی، اے اللہ! اس کو ان کے حق میں قبول فرما، اے اللہ! ان سب کی احسان کے ساتھ اتباع کرنے والوں کو بہترین جزاء عطا فرما، جو کہتے رہتے ہیں:

”اے ہمارے رب ہماری مغفرت فرما اور ہمارے ان بھائیوں کی جو ایمان میں ہم سے سہقت کر گئے۔“ (الحشر: ۱۰)

جو انہی کے نقش قدم پر چلے، انہی کا انہوں نے رخ کیا اور انہی کے طریقہ پر چلتے رہے، شک اور تذبذب ان کی بصیرت کو نہ روک سکا، اور ان کے نقش قدم پر چلتے اور ان کے منارۃ نور کی طرف چلتے میں ان کے اندر کوئی خلیجان پیدا نہیں ہوا، ان کی نصرت و مدد کرتے رہے، انہی کے دین کو اختیار کیا، انہی کے راستے پر چلے، ان سب کے (مقام بلند) کے بارے میں ان سب کا اتفاق ہے اور انہوں نے جو کچھ ان تک پہنچایا اس کے بارے میں ان پر کوئی الزام نہیں لگاتے ہیں، اے اللہ! قیامت تک ان کی اتباع کرنے والوں پر رحم فرما، ان کی ازواج پر، ان کی اولاد پر، اور ان سب پر جو تیری اطاعت کرتے ہیں، ایسی رحمت جو ان کے لیے تیری معصیت و نافرمانی سے بچانے کا سبب بنے، جنت کے باغیچوں میں ان کے لیے کسادگی کا باعث بنے اور ان کو شیطان کی چالوں سے محفوظ رکھے۔“ ۵

امام محمد باقر علیہ السلام

امام محمد باقر علیہ السلام سے تلوار کو سونے چاندی سے مزین کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا:

”ہاں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کو چاندی کے ذریعہ مزین کیا۔“

(سوال کرنے والے نے پھر) پوچھا کیا آپ ان کو صدیق کہہ رہے ہیں؟ امام یاقر علیہ السلام اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا:

”ہاں صدیق، ہاں صدیق، جو ان کو صدیق نہیں کہے گا اللہ دنیا اور آخرت میں اس کے قول کی تصدیق و تائید نہیں کرے گا۔“^①

ابن۔ حد نے بسام حیرانی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

”میں نے ابو جعفر سے سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں اور ان کے حق میں مغفرت کی دعا کرتا ہوں، میں نے اپنے گھر والوں میں سے ہر ایک کو ان دونوں سے محبت کرتے ہوئے دیکھا ہے۔“^②

امام یاقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ:

((لَسْتُ بِمُنْكَرٍ فَضَّلَ ابْنِي بِكَرٍّ))^③

”میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا منکر نہیں ہوں۔“

عیسیٰ بن زینار نے ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام سے سیدہ

عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

”أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لَهَا“ میں ان کے لیے اللہ سے استغفار (مغفرت کی دعا)

کرتا ہوں۔^④

② طبقات ابن سعد: ۵/۳۲۱۔

① کشف الغم: ۱۴۷/۲۔

④ طبقات ابن سعد: ۸/۷۴۔

③ احتجاج: ۱۔ ۲/۲۴۶، طبع نجف۔

محمد بن علی الباقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بنو فاطمہ اس بات پر متفق ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں عمدہ ہی بات کہیں۔^①

امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا حراق میں تجھے لوگوں کا خیال ہے کہ میں نے انہیں اس کا حکم دیا ہے ان کو بتا دو کہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان سے اپنی براءت کا اعلان کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ان سے بری ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اگر میں منصب خلافت پر بیٹھا تو ان کے خون کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا تقریب چاہوں گا اگر میں ان دونوں (جناب سیدنا ابو بکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما) کے لیے استغفار نہیں کی اور دعائے رحمت نہیں کی تو مجھے محمد مصطفیٰ ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو اللہ تعالیٰ کے دشمن ان دونوں کی عظمت سے ناواقف ہیں۔^②

امام جعفر صادق علیہ السلام:

سالم بن ابی حفصہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں

((سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ، وَجَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَقَالَ لِي: يَا سَالِمُ! تَوَلَّاهُمَا وَابْرَأُ مِنْ عَدُوِّهِمَا، فَإِنَّهُمَا كَانَا إِمَامَيْنِ هُدًى، قَالَ سَالِمُ: زَقَالَ لِي جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ: يَا سَالِمُ! أَيْسَبُ الرَّجُلُ جَدَّهُ؟ أَبُو بَكْرٍ جَدِّي، لَا نَالَتْنِي شَفَاعَةُ مُحَمَّدٍ ﷺ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنْ لَمْ أَكُنْ اتَّوَلَّاهُمَا وَابْرَأُ مِنْ عَدُوِّهِمَا))^③

”میں نے ابو جعفر محمد بن علی (امام باقر علیہ السلام) اور جعفر بن محمد (امام صادق علیہ السلام) سے سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں سوال کیا تو ان دونوں نے مجھے کہا، اے

① سیر أعلام السلا: ۴/۶۷۔

② الاعتقاد للبيهقي، ص: ۲۶۹۔

③ ايضاً، ص: ۵۰۴۔

حضرت امام جعفر صادق (ع) نے ارشاد فرمایا:

((قَالَ ابْنُ فَعَالٍ ذَلِكَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ بَعْدَهُ)) •

”میرے والد کرامی (حضرت محمد باقر علیہ السلام) نے ارشاد فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح عمل کیا ہے۔“

امام جعفر صادق ؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر ؓ کی فضیلت کا منکر ہے اس سے میرا کوئی تعلق نہیں۔^۵

امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

((حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَعْفَرٍ أَنَّهُ قَالَ حُبُّ أَبِي بَكْرٍ وَعَمْرُؤُا إِيْمَانٌ وَبُغْضُهُمَا كُفْرٌ)) ٥

”سیدنا ابوبکرؓ عمرؓ کی محبت ایمان کا جزء اور ان سے بغض کفر کے مترادف ہے۔“

علی ابراہیم ثنی التونی ۳۰۷ ہجری ((اِذْهُمَا فِي الْغَارِ)) کے واقعہ میں حضرت امام جعفر صادق کی روایت نقل کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ آپ

❶ الجعفر بن محمد بن قزوين الأسدي، ص: ٤٥.

② اسأل العامة: ٢٠٩/٣ - محتاج صحابة، ص: ٢٩.

⑦ رجاء كنس، رحمه الله كشف الامرار، ص: ٢٤.

”صدیق“ ہیں۔^①

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ:

((لَا تَسْبُوا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ فَلَمَقَامُ أَحَدِهِمْ سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ أَحَدِكُمْ عُمْرَهُ))^②

”تم محمد ﷺ کے صحابہ کو گالی مت دو کیونکہ ان کا مقام یہ ہے کہ سبالی ایک ساعت عبادت کرے اور تم میں سے کوئی عمر بھر عبادت کرے تو پھر بھی وہی درجہ میں افضل ہے۔“

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مرض الموت میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

”آپ (امت میں) پہلی خاتون ہیں جن کا بے گناہ ہونا آسمان سے نازل ہوا۔“^③

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا

((مَا رَأَيْتُ رَجُلًا كَانَ أَخْلَقُ يَعْزِي لِلْمَلِكِ مِنْ مُعَاوِيَةَ))^④

”میں نے معاویہ سے زیادہ حکومت کے لیے مناسب (خلفائے راشدین کے بعد) کوئی نہیں دیکھا۔“

عریاض بن ساریہ السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اللَّهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ، وَفِي الْعَذَابِ))^⑤

① تفسیر القمی، ص: ۲۶۶، صغیر ابراہن

② شرح عقبا، صحاویہ، ص: ۵۳۲.

③ فضائل النصحابة للإمام احمد ۸۷۲/۲، رقم: ۱۶۳۶.

④ تاریخ دمشق: ۱۲۱/۶۲۔ مصنف عبدالواثق: ۴۵۳/۱۱، رقم: ۲۰۹۸۵.

⑤ مسند احمد: ۱۲۷/۴، رقم: ۱۷۱۵۲۔ صحیح ابن خزيمة، رقم: ۱۹۳۸۔ ابن خزیمہ نے اسے

”صحیح“ کہا ہے۔

”اے اللہ! معاویہ کو کتاب کا علم اور علم حساب عطا فرما اور اسے عذاب سے محفوظ رکھ۔“

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

((مَنْ مَّبَ أَصْحَابِي فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ)) •

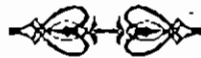
”جس شخص نے میرے صحابہ کو گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔“

ترجمان القرآن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

”اللہ ابو عمرو پر رحم فرمائے! اللہ کی قسم! وہ سب سے یا عزت مددگار تھے اور نیکیوں میں سب سے افضل تھے، راتوں کو بہت زیادہ عبادت کرنے والے، جہنم کی آگ کے تذکرے پر بہت زیادہ آنسو بہانے والے، ہر نیک کام کی طرف بہت زیادہ پلنے والے اور ہر نیکی کی طرف سبقت کرنے والے تھے، وہ محبوب، خوددار، وفا شعار، جنگی کے لشکر کے ساتھ تعاون کرنے والے اور رسول کریم ﷺ کے داماد تھے۔“ •

جب سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

”اللہ کی قسم! ان کے ساتھ بہت زیادہ علم دفن ہو گیا۔“ •



① سلسلہ احادیث صحیحہ، رقم: ۲۳۴۰.

② مروج الذهب: ۷۵/۳.

③ فضائل الصحابة، از احمد بن حنبل، رقم: ۱۸۷۳، قال المحقق اسنادہ صحیح.

باب نمبر ۶:

قرآن حکیم کی نظر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حقیقی مومن ہیں:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا گروہ دو مقدس گروہ ہے، جو اپنے تمام اوصاف حمیدہ میں امتیازی حیثیت رکھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ان انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد کائنات کا سب سے افضل ترین گروہ قرار دیا گیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جس بھی وصف کو دیکھیں وہ اپنی مثال آپ ہے۔ کوئی دوسرا ان کا مقابل نہیں ہے۔ چنانچہ ان کا ایمان ولین، تقویٰ و ورع، ایثار و ہمدردی، زہد و قناعت یہ سب بے مثال تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کی گواہی اور تصدیق اپنے کلام مقدس میں اتار دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا فِيكُمْ رَسُولٌ اللَّهُ لَوْ طِيعْتُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبِيبٌ إِلَيْكُمْ إِلَيَّ الْإِنْسَانُ وَزَيْنَةُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَوَدَ إِلَيْكُمْ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ أُولَٰئِكَ هُمُ الزَّٰلِمُونَ ۝ فَضَلَّ اللَّهُ مِّنَ النَّاسِ نِعْمَةً ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝﴾ (الحجرات : ۸، ۷)

”اور جان رکھو کہ تمہارے درمیان اللہ کے رسول ہیں اگر وہ اکثر کاموں میں تمہارا کہا مانیں تو تم ایذا میں پڑھ جاؤ۔ لیکن اللہ نے تمہیں ایمان کی محبت دی ہے، اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا ہے، اور تمہارے سامنے ناپسند کر دیا ہے، کفر اور گناہ کو، اور نافرمانی کو، اور یہی لوگ راہِ ہدایت پانے والے ہیں اللہ کے فضل اور رحمت سے۔ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا اور خوب حکمت والا ہے۔“

عبدالرحمن سعدی رحمہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”یعنی وہ لوگ، جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان مزین کر دیا، اور اسے ان

کا محبوب بنایا، اور اُن کو کفر، گناہ اور معصیت سے بیزار کر دیا، وہی لوگ راہِ ہدایت پر ہیں، یعنی جن کے علوم و اعمال درست ہو گئے اور وہ دینِ قویم اور صراطِ مستقیم پر کاربند ہو گئے۔“ (تفسیر السعدی)

نور فرمائیں! اللہ عظیم و برتر نے بتایا کہ ہم نے ان کے دلوں کو ایمان سے مزین کر کے ان پر اپنا فضلِ عظیم فرمایا ہے۔ یہ فضلِ عظیم اس وجہ سے تھا کہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا گروہِ حقیقی اور سچے مومن تھے، کیونکہ ایمان رب تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رکھا تھا۔

جس چیز کا ارادہ اللہ مہربان فرمالے وہ کام ہو کے رہا کرتا ہے، رب تعالیٰ نے ان کے لیے ایمان کو پسند فرمایا، اور اس سے ان کے دلوں کو مزین کیا ہے، تو یقیناً وہ بکے اور سچے مومن ہیں، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّابِرُونَ﴾ وَ الَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُجْزَوْنَ مَن هَاجَرُوا لِيَتَّخِذُوا فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَن يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٩٨﴾ (الحشر: ٩٨)

”محتاجِ مہاجروں کے لیے جو خاص طور پر نکالے گئے اپنے گھروں سے اور محروم کیے گئے اپنے مالوں سے، اور اللہ کا فضل اور رضا چاہتے ہیں، اور وہ مدد کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی، اور یہی لوگ سچے ہیں۔ اور جن لوگوں نے اس گھر میں (یعنی مدینہ) اور ایمان میں ان سے پہلے قرار پکڑا، اور وہ ان سے محبت کرتے ہیں جنہوں نے ان کی طرف ہجرت کی۔ اور جو انہیں دیا گیا ہے اسے اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اور وہ اختیار کرتے ہیں اپنی جانوں پر خواہ انہیں تنگی ہو، جنہوں نے اپنی ذات کو بکھل سے بچایا تو یہی لوگ فلاح پانے

والے ہیں۔“

مذکورہ بالا آیت کریمہ زور زور سے پکار رہی ہے کہ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم سچے مومن تھے، ان کے ایمان کا مقصد بس اللہ تعالیٰ کی رضا تھا، اب ان لوگوں کو اپنے نظریہ اور عقیدہ پر ماتم کرنا چاہیے اور اس نظریہ سے بچ جانا چاہیے کہ جو کہتے ہیں کہ صحابہ دنیا کے لیے مومن ہوئے تھے، اگر ان کی یہ بات مان لی جائے تو یقیناً قرآن کو جھٹلانا پڑے گا۔ جو کہ ممکن نہیں، لہذا ان کا جھوٹا ہونا حق ہے، جبکہ قرآن کا سچا ہونا حق۔ اور صحابہ کا پکا اور سچا مومن ہونا حق ہے۔ جیسا کہ قرآن نے واضح کیا ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَابُوا وَجْهَهُمْ لِلرَّبِّ وَكَانُوا تَوَّابِينَ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ﴾

(الانسان: ۷۴)

”اور جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے انہیں پناہ دی اور ان کی مدد کی، وہی لوگ حقیقی مومن ہیں، ان کے لیے اللہ کی مغفرت اور باعزت روزی ہے۔“

اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرتا ہے:

قارئین محترم! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کچے مومن ہیں، جس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ رب تعالیٰ نے ان کے ایمان کی گواہی دی اور یہ کہ انہوں نے دینا کی آبیاری کرنے کے لیے بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے خاص محبت کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا لَّسَيُجِئُكَ عَلَى الثَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ ۚ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَّطَهَّرُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ ۝﴾

(الزمر: ۱۰۸)

”آپ اس میں کبھی کھڑے نہ ہونا، بے شک وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے

تقویٰ پر کھن گئی ہے زیادہ لائق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں، اور اس میں ایسے ٹوک ہیں جو چاہتے ہیں کہ وہ پاک رہیں، اور اللہ محبوب رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بخش دیا گیا ہے:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان اور تقویٰ، ایثار، ہمدردی کا صلہ ان کو دیتے ہوئے اللہ نہر بان نے ان کی لغزشوں کو بھی معاف فرمادیا ہے، اور ان کے لیے اپنی رضا مندی اور نوسنودی کو واجب کر دیا جو کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ (التوبہ: ۱۰۰)

”اور سب سے پہلے ایمان اور اسلام میں سبقت کرنے والے مہاجرین اور انصار میں سے، اور جنہوں نے نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کی، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہو گئے اور اس میں ان کے لیے باغات تیار کیے ہیں، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔“

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝ عَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِفُوا ۝ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَتَّابُ الرَّحِيمُ﴾ (التوبہ: ۱۱۷، ۱۱۸)

”البتہ توبہ فرمائی اللہ نے نبی پر اور مہاجرین اور انصار پر وہ جنہوں نے غلطی کی

گھڑی میں اس کی پیروی کی، اس کے بعد قریب تھا کہ ان میں سے ایک فریق کے دل پھر جاتے پھر اس نے ان پر توجہ کی۔ بے شک وہ ان پر انتہائی شفیق نہایت مہربان ہے۔ اور ان تینوں پر جن کا معاملہ پیچھے رکھا گیا تھا، یہاں تک کہ ان پر جنگ ہوگئی زمین اپنی کشادگی کے باوجود اور ان پر ان کی جانیں شک ہو گئیں، اپنی جانوں سے تنگ آ گئے اور انہوں نے جان لیا کہ کوئی جاں نہاں نہیں، مگر اللہ کی طرف، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف توجہ فرمائی تاکہ وہ توبہ کریں، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا نہایت مہربان ہے۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے اجر عظیم ہے:

اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے، دنیا کی زندگی تو نرم و گرم حالات میں گزری جائے گی۔ لیکن آخرت کی زندگی گزرنے والی نہیں، بلکہ مستقل رہنے والی ہے۔ اب تو اس زندگی میں کامیاب ہو گیا، یقیناً وہ کامیاب ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا گروہ وہ مبارک گروہ ہے کہ جو دنیا اور آخرت دونوں اعتبار سے کامیاب ہیں، اور جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے انعامات اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ - يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ - فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ - وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِ اللَّهُ فَمَسِيئَتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ (الفتح : ۱۰)

”بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں، وہ درحقیقت اللہ سے بیعت کرتے ہیں، اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے، پس جو شخص بدعہدی کرے گا، تو اس بدعہدی کا برا انجام اسی کو ملے گا، اور جو شخص اس عہد پر قائم رہے گا جو اس نے اللہ سے کیا تھا تو اللہ اسے اس کا اجر عظیم عطا فرمائے گا۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کامیاب لوگ ہیں:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے اجر عظیم، ان کو دنیا اور آخرت کی کامیابی، اللہ کی رضا

مندی کی بدولت قرآن کی گئی ہے، یہ اتنا بڑا انعام انہوں نے پھولوں کی بیج پر بیٹھ کر حاصل نہیں کیا، بلکہ اس کے لیے بے پناہ قربانیاں دی ہیں۔ اپنی جان و مال و اولاد اور اپنے وطن سے بھی ہاتھ دھوئے ہیں، ان قربانیوں کے صلہ میں ان کو کامیاب قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ماری تعالیٰ ہے۔

إِنَّ لِكُلِّ رَسُولٍ أُوْلَئِیْنَ آمَنُوا مَعَهُ جَهْدًا وَّآيَا مَوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاُولَئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَاُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۸۸﴾ اَعَدَّ اللهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۸۹﴾

(التوبہ : ۸۸، ۸۹)

”ایکین رسول اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ایمان لائے، انہوں نے اپنے مالوں سے اور اپنی باتوں سے جہاد کیا، اور انہی لوگوں کے لیے بھلائی ہے۔ اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اللہ نے ان کے لیے باغات تیار کیے ہیں، ان کے پیچھے نہریں جاری ہیں، وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔“

مزید ارشاد باری ہے

وَ لَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ وَاَمَّا زَادَهُمْ اِلَّا اِيْمَانًا وَتَسْلِيْمًا ﴿۹۰﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهُ عَلَيْهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهُ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَاَمَّا يَدُّكَ لَوَاتِبٌ لِلْاَحْزَابِ ﴿۹۱﴾ (الاحزاب : ۲۲، ۲۳)

”اور جب مسلمانوں نے لشکر کو دیکھا تو وہ کہنے لگے، یہ جس کا ہمیں اللہ اور اس کے رسول نے وعدہ دیا تھا، اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا، اور اس صورت حال نے ان میں زیادہ کیا ہے ایمان اور جذبہ فرمانبرداری کو، مومنوں میں کچھ ایسے آدمی ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو عہد کیا اسے سچ کر دکھایا، اور کچھ ان میں سے انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔“

غور فرمائیں کہ اللہ سے کیے ہوئے معاہدے کو پورا کرتے ہوئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر رہے ہیں، اور کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس انتظار میں ہیں کہ اللہ سے کیے ہوئے معاہدے پر عمل درآمد کا وقت کب آئے، اور وہ اس پر اپنی جان و مال قربان کر کے پورا اتر کر دکھائیں، یہ سوچ اور فکر ان کے ایمان میں مزید اضافہ کرتی ہے، اور جب ایمان زیادہ اور پختہ ہو جائے تو کامیابی یقینی ہوتی ہے۔ ایسے ہی لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْنُوبًا عِنْدَهُمْ فِي السَّوَارِ وَ الْإِنْجِيلِ يَا مَرْهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَ الْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ - فَاَلَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَ عَزَّوْا وَ نَصَرُوهُ وَ اتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾

(الاعراف: ۱۵۷)

”وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں ہمارے رسول کی، نبی امی کی، جسے وہ لکھا ہوا پاتے اپنے پاس تورات میں اور انجیل میں، وہ انہیں حکم دیتے ہیں بھلائی کا اور انہیں روکتے ہیں برائی سے، ان کے لیے حلال کرتے ہیں پاکیزہ چیز اور ان پر حرام کرتے ہیں ناپاک چیز، اور اتارتے ہیں ان کے سروں سے بوجھ طوق جو ان پر تھے، پس جو لوگ اس پر ایمان لائے، اور انہوں نے اس کی حمایت کی، اور اس نور کی پیروی کی جو اس کے ساتھ اتارا گیا، وہی فلاح پانے والے ہیں۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دین کی وجہ سے ہی تکالیف دی گئیں:

بد بخت لوگ کہتے ہیں کہ صحابہ دنیا کے لیے مسلمان ہوئے تھے، تکلیفوں کو برداشت کرنے کا مطمع نظر صرف اور صرف دنیا کی چوہرہ اہٹ تھی، اس کے سوا کچھ نہ تھا، قرآن حکیم ایسے لوگوں کے گندے ذہن کی نفی کر رہا ہے، اور یہ خبر دے رہا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خالصتاً

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اللہ کی رضا کے لیے مسلمان ہوئے تھے اور ان کو اسی وجہ سے تکالیف دیں گئیں ورنہ تو ان کے لردار پر کوئی اعتراض کرنے والا نہ تھا، اعتراض تو بس ان کے دین پر تھا، اس کی وجہ سے ان کو تکالیف دی جاتیں تھیں۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿إِذْ قَالَ لَنْبِنُ يُفْتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظَلَمُوا ۖ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۝﴾

(الحج : ۳۹)

”جن مسلمانوں سے کافر جنگ کر رہے ہیں انہیں بھی مقابلے کی اجازت دی جاتی ہے، کیونکہ وہ مظلوم ہیں، بیشک ان کی مدد پر اللہ تعالیٰ خوب قادر ہے۔“
مولانا عبدالرحمن کیلانی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں

”مکہ میں جب مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھائے جا رہے تھے تو اس وقت بعض جرات مند صحابہ نے ان کافروں سے جنگ کرنے کی اجازت طلب کی تھی، مگر اس وقت اللہ نے انہیں ایسی اجازت نہیں دی، بلکہ صبر و استقامت سے ظلم کو برداشت کرنے کی ہی تلقین کی جاتی رہی، اور یہ وہ پہلی آیت ہے جس میں مسلمانوں کو مدافعتیہ جنگ کی اجازت دی گئی اور اس اجازت کی وجہ صاف الفاظ میں بتا دی گئی کہ یہ اجازت انہیں اس لیے دی جا رہی ہے کہ ان پر مسلسل ظلم ڈھائے جاتے رہے ہیں۔“ (تیسرے القرآن، ۱۶۵/۳)

﴿إِنذِيتَ أَخْرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۖ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ الدَّاسِ بِبَعْضِهِمْ لَفُتَّ مِمَّنْ صَوَامِعُ وَبَيْعٌ وَصَلَوَاتُ ۖ وَمَسْجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۖ وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝﴾ (الحج : ۴۰)

”یہ وہ ہیں جو باوجود اپنے گھروں سے نکالے گئے صرف اس قول پر کہ ہمارا پروردگار فقط اللہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو آپس میں ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو یہ عبادت خانے اور گرجے اور مسجدیں اور یہودیوں کے معبد خانے اور وہ

مہدی بھی ویران کردی جائیں جہاں اللہ کا نام بہ کثرت لیا جاتا ہے۔ جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا، بے شک اللہ تعالیٰ قوتوں والا بڑے غلبے والا ہے۔“

ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَلَآ جَزَاءُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ كَوَآثَرُ الَّذِيْنَ كَفَرُوا﴾ (النحل: ۴۱)

”جن لوگوں نے ظلم برداشت کرنے کے بعد اللہ کی راہ میں ترکِ ظلم کیا ہے، ہم انہیں بہتر سے بہتر نفعِ دنیا میں عطا فرمائیں گے، اور آخرت کا ثواب تو بہت ہی بڑا ہے۔ کاش کہ لوگ اس سے واقف ہوتے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ صَبَرُوا عَلٰیٰ رِبِّهِمْ يَتَّكِبُونَ﴾ (النحل: ۴۲)

”وہ جنہوں نے دامنِ صبر نہ چھوڑا، اور اپنے پالنے والے پر ہی بھروسہ کرتے رہے۔“

ان دونوں آیات نے اس بات کو واضح کیا ہے کہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو محض اللہ کے دین کی وجہ سے تکلیفیں دی گئیں ہیں، ان کا اپنا کوئی جرم نہ تھا، جب ان کو اللہ کے دین کی وجہ سے تکلیفیں دی گئیں ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی مدد کر کے ان کی مشکلات ختم کر دے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مدد کی اور ان کی مشکلات کو ختم کر دیا، اور ان کا ساتھ دے رہا تھا، دنیا کا کوئی مقصد پیش نظر کارفرما نہ تھا جو کوئی بھی ایسی بات کرتا ہے وہ غلط سوچ اور نظریہ کا حامل ہے کہ جس کو اس سے توبہ نہ ملے چاہیے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں محبت کرنے والے تھے:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وصف جمیل یہ بھی تھا کہ وہ آپس میں انتہائی محبت کرنے والے تھے۔ جس کی تفصیل ہم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آپس کی محبت کے ضمن میں بیان کر دی ہے۔ یہ آیات بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آپس میں محبت پر دلالت کرتی ہیں جو کہ خاص اللہ

کے فضل کی وجہ سے تھا۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ۚ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا ۚ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾ (آل عمران: ۱۰۳)

”اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو، اور اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی، پس تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے، تو اس نے تمہیں بچالیا، اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لیے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ تم راہ پاؤ۔“

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هُوَ الَّذِي آتَاكَ بِخَبْرِهِ وَيَا أَلْمُومِينَ ۖ وَاَلْفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۚ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلْفَتْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۚ وَلَكِنَّ اللَّهَ أَلْفَ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ (الانفال: ۶۲، ۶۳)

”اللہ وہی تو ہے کہ جس نے تجھ کو اپنی مدد اور مومنوں کے ساتھ مضبوط کیا، اور ان (صحابہ) کے درمیان محبت پیدا کر دی، اگر آپ ساری کائنات کو بھی ان پر خرچ کر دیتے تو ان کے دلوں میں محبت پیدا نہیں کر سکتے تھے، لیکن اللہ نے (اپنے خاص فضل و رحمت سے) ان کے درمیان محبت پیدا کر دی، بلاشبہ وہ غالب و حکمت والا ہے۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کافروں کے لیے سخت تھے:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے آپس میں محبت کرنے والے تھے ویسے ہی اللہ کے دین کے دشمنوں سے نفرت کرنے والے تھے، جبکہ وہ دین اسلام کو نقصان پہنچا رہے ہوں پھر ان کے

دلوں میں کافروں کے لیے کوئی نرمی نہ تھی، چاہے کافر کوئی بھی ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (المجادلہ: ۲۲)

”اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے، وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ قبیلے کے عزیز ہی کیوں نہ ہوں، یہی لوگ ہیں کہ جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو لکھ دیا ہے۔ اور جن کی تائید اپنی روح سے کی ہے اور جنہیں ان جنتوں میں داخل کرے گا، جن نے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے، اور اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے خوش ہیں، یہ اللہ کا لشکر ہے، آگاہ رہو، بے شک اللہ کے مژدہ والے ہی کامیاب ہوں گے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيَّمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ ۚ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ ۚ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَدَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۚ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾ (الفتح: ۲۹)

”محمد اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں، کافروں پر سخت ہیں محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آپس میں رحمدل ہیں تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں، اللہ کے فضل اور رضا مندی کی جستجو میں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی صفت تو رات میں ہے ان کی صفت انجیل میں ہے مثل اس کھیتی کے جس نے اپنا پنٹھا نکالا، پھر اُسے مضبوط کیا، اور وہ سونا ہو گیا، پھر اپنی جز پر سیدھا کھڑا ہو گیا، اور کسانوں کو خوش کرنے لگا، تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے، ان ایمان والوں اور شائستہ اعمال والوں سے اللہ نے بخشش کا اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔“

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا كَرِيمًا﴾

(الفتح: ۱۸)

”یقیناً اللہ مومنوں سے خوش ہو گیا جب کہ وہ درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کر رہے تھے ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کر لیا اور ان پر اطمینان نازل فرمایا، اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی۔“

مذکورہ آیت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے الحب فی اللہ والبغض فی اللہ والے عقیدہ کی وجہ سے ان کو اپنی رضا مندی کی ضمانت بھی دے دی ہے۔ یہ آیت صلح حدیبیہ کے موقع پر نازل ہوئی تھی کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مکہ والوں سے لڑنے کا پروگرام بنایا۔ حالانکہ مکہ والے ان کے رشتہ دار تھے۔ لیکن دین کی راہ میں کسی رشتہ دار یا غیر رشتہ دار کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ بلکہ جو دین کا دشمن ہے وہ ان کا دشمن ہے، اُن کا یہی کردار اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آیا کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اپنی رضا مندی کی ضمانت دی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کردار نجات کے لیے معیار ہے:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عظیم الشان و بے مثال گروہ کا نام ہے کہ جن کا ایک ایک کردار

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

میں موجود ہے، اگر ان کی قربانیاں نہ ہوتیں تو ہو سکتا تھا کہ آج ہم مسلمان ہی نہ ہوتے۔ اسلام کسی بھی مسلمان اور انسان کی کامیابی کے لیے ضروری ہے۔ تو گویا ہمیں یہ کامیابی محض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محنت، کوشش و کاوش اور قربانی سے ملی ہے جو کہ ان کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے۔ اس احسان کا تقاضہ ہے کہ ہم کم از کم ان کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَاكُمْ﴾ (محمد: ۱۹)

”اے نبی! آپ یقین کر لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں، اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے حق میں بھی۔ اللہ تم لوگوں کی آمد و رفت کی اور رہنے سہنے کی جگہ کو خوب جانتا ہے۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ ان صحابہ کے لیے دعائے مغفرت کیا کرو کیونکہ مغفرت ہی کامیابی ہے اور دنیا اور آخرت کی مشکلات سے نجات کا سبب ہے۔ دوسرے مقام پر مومنین کی بھی صفت بیان کی کہ وہ اپنے بھائیوں کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ ارشاد باری ہے:

﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ (الحشر: ۱۰)

”کہ جو ان کے بعد آئے ہیں وہ تو دعائیں کرتے ہیں، اے ہمارے رب! ہمارے ان بھائیوں کو بھی ہمارے ساتھ بخش دے کہ جو ہم سے ایمان میں سبقت لے جا چکے ہیں، اور ہمارے دلوں میں ان کے لیے کوئی کینہ پیدا نہ کر کہ وہ ایمان لائے، بلاشبہ تو بڑا ہی نرم اور رحم کرنے والا ہے۔“

باب نمبر ۷:

رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت

حدیث رسول ﷺ کی رو سے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت و مقام ملاحظہ فرمائیں، رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی رو سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہترین لوگ ہیں۔ اور ان کا زمانہ بھی بہترین زمانہ ہے۔ چنانچہ سیدنا عمران بن حصین سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ
إِنْ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ، وَيَخُونُونَ
وَلَا يُؤْتَمَنُونَ، وَيَنْدُورُونَ وَلَا يَقُونَ، وَيُظْهَرُ فِيهِمُ السَّمَنُ.
وَفِي رِوَايَةٍ وَيَحْلِفُونَ وَلَا يُسْتَحْلَفُونَ.)) •

”میرے دور کے لوگ (صحابہ رضی اللہ عنہم) سب سے بہتر ہیں، اس کے بعد وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے۔ پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے۔ پھر وہ لوگ ہوں گے کہ جو گواہی دیں گے، ان کی گواہی قابل قبول نہ ہوگی۔ وہ خیانت کریں گے، امین نہیں ہوں گے۔ وہ نذر مانیں گے، اسے پورا نہ کریں گے۔ اور ان میں موٹاپا آ جائے گا۔ اور دوسری روایت میں ہے، وہ قسمیں اٹھائیں گے، حالانکہ ان سے قسم کا مطالبہ نہ کیا جائے۔“

رسول اللہ ﷺ نے سب سے بہترین لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرار دیا ہے، کیونکہ

① صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، رقم: ۳۶۵۰، صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، رقم: ۶۴۷۵۔

انہوں نے شب و روز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گزارے ہیں۔ نبی رحمت ﷺ سے تعلیم براہِ راست لی ہے جو کہ کامیابی اور اللہ کے فضل کا باعث ہے۔ اسی لیے رسول اللہ نے ان کو امت کے لیے کامیابی کا ذریعہ اور سبب قرار دیا ہے۔ چنانچہ سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ:

((رَفَعَ يَعْنِي النَّبِيُّ ﷺ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ وَكَانَ كَثِيرًا مِمَّا يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ ، فَقَالَ: النُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ ، فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى السَّمَاءُ مَا تُوعِدُ ، وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِي ، فَإِذَا ذَهَبَتْ أَتَى أَصْحَابِي مَا يُوعِدُونَ ، وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي ، فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتِي مَا يُوعِدُونَ .)) •

”نبی کریم ﷺ نے آسمان کی طرف اپنا سر مبارک اٹھایا، اور آپ ﷺ اکثر اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا کرتے تھے، فرمایا: ستارے آسمان کے لیے امن کی ضمانت ہیں۔ جب آسمان کے ستارے ٹوٹ جائیں گے تو آسمان کے لیے (پھٹ جانے کے) وعدے کا وقت آ جائے گا، اور میں اپنے اصحاب کے لیے باعثِ امن ہوں۔ جب میں چلا جاؤں تو میرے اصحاب ان آزمائشوں سے دوچار ہوں گے جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے، اور میرے صحابہ میری امت کے امن کا سبب ہیں۔ اور جب میرے صحابہ اٹھ جائیں گے تو میری امت بتائے گئے فتنوں سے دوچار ہوگی۔“

آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس امت کے لیے امن و آشتی کا سبب قرار دیا ہے، جب تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود رہیں گے، اس امت میں امن رہے گا لیکن جب چلے جائیں گے تو امت فتنوں کا شکار ہو جائے گی۔ جو کہ ان کی کنہوری کی دلیل ہوگی، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی ان کی قوت و کامیابی کی ضمانت ہے، چنانچہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ

سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزَوْنَ فِتْنًا مِّنَ النَّاسِ فَيَقُولُونَ: هَلْ فِيكُمْ مِّنْ صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزَوْنَ فِتْنًا مِّنَ النَّاسِ فَيَقَالُ هَلْ فِيكُمْ مِّنْ صَاحِبِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ آتَى عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ، فَيَغْزَوْنَ فِتْنًا مِّنَ النَّاسِ فَيَقَالُ: هَلْ فِيكُمْ مِّنْ صَاحِبٍ مِّنْ صَاحِبِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ.)) ۵

”مسلمانوں پر ایسا وقت آئے گا کہ ان کا ایک گروہ اللہ کے راستے میں لڑائی لڑے گا۔ یہ جہاد کرنے والے پوچھیں گے کیا تم میں کوئی ایسا ہے، جس کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی ہو؟ وہ جواب دیں گے، ہاں، چنانچہ اس صحابی کی برکت سے ان کو فتح نصیب ہوگی۔ پھر مسلمانوں پر ایسا وقت آ پڑے گا کہ ان کا ایک گروہ اللہ کے راستے میں لڑائی لڑے گا۔ پوچھا جائے گا، کیا تم میں کوئی ایسا ہے، جس کو اصحاب رسول ﷺ کی صحبت حاصل ہو (یعنی تابعی ہے)؟ وہ جواب دیں گے ہاں۔ تو ان کو فتح نصیب ہو جائے گی۔ پھر مسلمانوں پر ایک ایسا دور آئے گا کہ ان کی ایک جماعت جہاد فی سبیل اللہ کرے گی پوچھا جائے گا کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے، جس کو اصحاب رسول ﷺ کے (یعنی تابعی) کی صحبت میسر آئی ہو (یعنی تبع تابعی ہے)؟ بتایا جائے گا، ہاں، تو وہ بھی فتح یاب ہوں گے۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس قدر مبارک ہیں کہ ان کے وجود کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سونوں کو فتح

⑤ صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، رقم: ۳۶۴۹۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل

الصحابة، رقم: ۶۴۶۸

نصیب فرماتا ہے، کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے حقوق اور حقوق العباد کو اس طرح ادا کیا ہے کہ جس طرح ان کو ادا کرنے کا حق ہے۔ اسی وجہ سے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو افضل ترین گروہ قرار دیا گیا ہے۔ ان میں سے بھی انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایک خاص مقام حاصل ہے کہ آپ ﷺ نے ان کی تین پشتوں کے لیے مغفرت کی دعا مانگی ہے، اور ان سے محبت کو ایمان کی علامت قرار دیا ہے۔ چنانچہ سیدنا براء بن جحشؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ:

((لَا أَنْصَارَ لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ ، وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ ، فَحَسَنَ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللَّهُ ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللَّهُ .)) ❶

”صرف ایمان والے ہی انصار سے محبت رکھتے ہیں، اور کسی منافق کے سوا کوئی اور ان سے بغض نہیں رکھتا۔ جو شخص ان سے محبت رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے اور جو ان سے بغض رکھے گا، اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھے۔“

انصار نے بہت مومن کرتے ہیں، اور منافق انصار سے بغض کرتے ہیں، ان کی محبت کی وجہ سے اللہ کی محبت حاصل ہوتی ہے، اور جو ان سے نفرت کرے اللہ تعالیٰ ان سے نفرت کرتا ہے اس قدر بد بخت ہیں وہ لوگ کہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نفرت کرتے ہیں، ان کے خلاف انہی زبان استعمال کرتے ہیں۔ یقیناً ان کے لیے دنیا و آخرت کی رسولی ہے، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ جماعت بخشی ہوئی ہے۔ چنانچہ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی:

((اَللّٰهُمَّ اغْنِرْ لِلْاَنْصَارِ ، وَلَا بَنَاءَ الْاَنْصَارِ ، وَلَا بَنَاءَ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ .)) ❷

”اے اللہ! انصار کی اور ان کے بیٹوں اور پوتوں کی مغفرت فرما۔“

❶ صحیح بخاری، ۵۵۔ مساب الانصار، رقم: ۳۷۸۲۔

❷ صحیح مسلم، کتاب: مناقب الصحابہ، رقم: ۶۵۱۶۔

انصار کی تین پشتوں کے لیے دعائے مغفرت کی گئی ہے، اس سے ان کا مقام و مرتبہ واضح ہے۔ انصار و مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے افضل بدری صحابی ہیں، بدر والوں کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو سب سے افضل ترین قرار دیا۔ چنانچہ سیدنا رفاعہ بن رافع سے مروی ہے کہ

((جاءَ جِبْرِئِيلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا تَعْدُونَ أَهْلَ بَدْرٍ فَيُكْفَمُ؟
قَالَ: مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِينَ أَوْ كَلِمَةً تَحْوِيهَا قَالَ وَكَذَلِكَ مَنْ
شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ.)) ❶

”جبرائیل نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اور دریافت کیا، آپ ﷺ کا اہل بدر کے بارے میں کیا گمان ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، وہ تمام مسلمانوں سے افضل ہیں، یا اسی طرح کی بات فرمائی۔ چنانچہ جبرائیل نے کہا اس طرح بدر میں شامل ہونے والے فرشتے بھی افضل ہیں۔“

اس گروہ کے بعد افضل ترین گروہ صلح حدیبیہ والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے۔ چنانچہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَارْبَعًا مِائَةً ، قَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْتُمْ
الْيَوْمَ خَيْرٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ.)) ❷

”حدیبیہ کے دن ہم ایک ہزار چار سو تھے، ہمارے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا، آج کے دن تم سارے زمین والوں سے بہتر ہو۔“



❶ صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم: ۳۹۹۲.

❷ صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم: ۴۱۵۴، صحیح مسلم، کتاب الإمامۃ، رقم: ۴۸۱۱.

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت توراۃ و انجیل میں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةُ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعَدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ - وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ٥﴾

(التوبہ : ۱۱۱)

”بے شک اللہ تعالیٰ نے خرید لیں مومنوں سے ان کی جانیں اور مال اس کے بدلے ان کے لیے جنت ہے، وہ اللہ کی راہ میں لڑائی لڑتے ہیں، وہ قتل کرتے بھی ہیں اور قتل کیے بھی جاتے ہیں۔ اس پر سچا وعدہ ہے تورات، انجیل اور قرآن میں۔ اللہ سے بڑھ کر کون اپنا وعدہ پورا کرنے والا ہے۔ تو تم اپنے اس سودے پر خوشیاں مناؤ جو سودا تم نے اس سے کیا ہے۔ اور یہ عظیم کامیابی ہے۔“

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مُتَتِّدٌ زُجُورٌ اللَّهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَوَاهُجًا زَكَاةً سَعِيدًا يَتَّبِعُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْطَهُ فَازْدَرَأَ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سَوَاقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ٦﴾ (الفتح : ۲۹)

”محمد اللہ کے رسول ہیں، اور جو ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت، اور آپس میں بڑے ہی رحم دل ہیں، تو ان کو رکوع اور سجدے کی حالت میں دیکھئے گا، وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی تلاش کرتے ہیں، ان کی علامت ان کے چہروں پر سجدوں کے نشانات سے واضح ہے، یہ ان کی صفت تورات میں مذکور ہے اور ان کی یہ صفت انجیل میں بھی ہے، جیسے ایک کھیتی کہ اس نے اپنی سوئی نکالی، پھر اس کو مضبوط کیا پھر وہ موٹی ہوئی۔ پھر وہ اپنی نالی پر کھڑی ہوئی۔ ان کسانوں کو وہ اچھی لگتی ہے تاکہ ان کافروں کو غصہ دلائے (کہ جو ان سے جلتے ہیں) اللہ نے وعدہ کیا، ان سے جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے، مغفرت اور اجر عظیم کا۔“

مذکورہ دونوں آیات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اوصاف حمیدہ کو بیان کیا گیا ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں لڑائی کرنے والے ہیں۔ دشمن جب مقابلہ پہ آجائے تو سختی کرنے والے ہیں۔ اپنی جان و مال کی قربانی کرنے والے ہیں، کثرت کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنے والے ہیں تو ان کو رکوع اور سجدہ کی ہی حالت میں دیکھو، اس وجہ سے ان کے چہرے چمک رہے ہوتے ہیں، وغیرہ وغیرہ اور رب تعالیٰ نے انہی اوصاف پر توراۃ اور انجیل کو بھی گواہ بنایا ہے کہ یہی صفات عالیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توراۃ و انجیل میں بیان ہیں۔

چنانچہ دیکھنا چاہیے کہ توراۃ اور انجیل ان نفوس مقدسہ کے لیے کیا کہتی ہے۔ وہ تحریف شدہ توراۃ کہ جو آج یہود کے پاس ہے، وہ مسلمانوں کی صفات ان الفاظ میں بیان کرتی ہے۔

”خداوند سینا سے آیا اور ضمیر سے آون پر طلوع ہوا، فاران کے ہی پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا، اور دس ہزار قبہ وسیوں کیساتھ آیا، اور اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتش شریعت ان کے لیے تھی۔“ (کتاب استثناء، باب ۳۳، فقرہ ۱۰۲)

یہ عبارت فتح مکہ اور دخول مکہ کی طرف اشارہ ہے۔ جس روز رسول اللہ ﷺ فتح کر کے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے، آپ کے ساتھ (۱۰,۰۰۰) صحابی تھے۔ جن کو تورات میں

(۱۰،۰۰۰) دس ہزار قدوسی، یعنی ”پاک لوگ“ کہا گیا ہے۔ اسی تمثیل کی طرف اشارہ ہے۔
 انجیل میں یہ تمثیل ان لفظوں میں ملتی ہے۔ ”اس (سیجا) نے ایک اور تمثیل
 ان (لوگوں) کے سامنے پیش کر کے کہا کہ آسمان کی بادشاہی اس رائی کے دانے کی مانند ہے
 جسے کسی آدمی نے لے کر اپنے کھیت میں بویا، وہ سب بیجوں سے چھوٹا تو ہے، مگر جب بڑھ
 جاتا ہے تو سب ترکاریوں سے بڑا ہو جاتا ہے۔ اور ایسا درخت ہو جاتا ہے کہ ہوا کے پرندے
 آکر اس کی ڈالیوں پر بسیرہ کرتے ہیں۔“ ❶

انجیل مرقس میں اس تمثیل کے الفاظ یہ ہیں:

”وہ (سیجا) تمثیلوں میں بہت باتیں سکھانے لگا، اور اپنی تعلیم میں ان سے کہا
 سنو! ایک بونے والا بیج بونے نکلا اور بوتے وقت ایسا ہوا کہ کچھ راہ کے کنارے
 پہرے کر اور پرندوں نے آکر اسے چک لیا، اور کچھ پتھر ملی زمین پر گر جہاں اسے
 بہت مٹی تھی اور گہری مٹی نہ ملنے کے سبب جلد آگ آیا، اور جب سورج نکلا تو
 جل گیا، اور جڑ نہ ہونے کے سبب سوکھ گیا، اور کچھ جھاڑیوں میں گرا اور جھاڑیوں
 نے بڑھ کر اسے ڈبایا، اور وہ پھل نہ لایا اور کچھ اچھی زمین پر گرا، اور وہ آگ اور
 بڑھ کر پھلا اور کوئی تیس (۳۰) گنا کوئی ساٹھ (۶۰) گنا اور کوئی سو (۱۰۰) گنا
 پھل لایا، پھر اس نے کہا جس کے کان ہوں وہ سن لے۔“ ❷

اور انجیل لوقا میں —

”پس، (ان) کہنے لگا: ❶ کی بادشاہت کس کی مانند ہے، میں اس کو کس سے
 تشبیہ دوں؟ رائی کے دانے کی مانند ہے، جس کو ایک آدمی نے لے کر اپنے باغ
 میں ڈال دیا وہ آگ کر بڑا درخت ہو گیا، اور ہوا کے پرندوں نے اس کی ڈالیوں
 پر بسیرہ کیا اس نے پھر کہا میں اللہ کی بادشاہت سے تشبیہ دوں وہ خمیر کی مانند
 ہے، جس کو ایک عورت نے لے کر ۳ پیمانے آٹے میں ملا دیا، اور ہوتے ہوتے

❶ انجیل مرقس، باب ۴، فقرہ ۹، ۳

❷ انجیل لوقا، باب ۱۳، فقرہ ۳۱، ۳۲

سب خمیرہ ہو گیا۔“ ❶

تشریح: انجیل اور مسیحی محاورے میں خدا کی بادشاہت سے وہ زمانہ مراد ہے جس میں حب رضائے الہی کے مطابق لوگ کام کریں، اور نجاتِ آخری کے مستحق ہوں، چنانچہ سیدنا مسیح علیہ السلام کا قول اس اصطلاح کے موافق انجیل میں یوں ملتا ہے

”اگر تمہاری راستبازی فقیہوں اور فریصوں کی راست بازی سے زیادہ نہ ہوگی تو

تم آسمان کی بادشاہت میں ہرگز داخل نہ ہوں گے۔“ ❷

جو تکہ سیدنا مسیح کو یہ بتانا منظور ہے کہ زمانہ محمدی ﷺ اللہ کا پسندیدہ اور اس زمانے کے لوگ اللہ کے برگزیدہ ہوں گے، اس لیے انہوں نے اسی زمانے کو اللہ کی بادشاہت کے نام سے موسوم کر کے سمجھایا۔ قرآن مجید میں انہی مقامات کی طرف اشارہ ہے۔ (واللہ اعلم منہ) سیدنا وہب بن منبہ بیان فرماتے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ نے زبور میں سیدنا داؤد علیہ السلام کو یہ وحی فرمائی کہ تمہارے بعد عنقریب ایک نبی آئے گا، جس کا نام ”احمد“ اور ”محمد“ ہوگا۔ اور وہ سچے اور سردار ہوں گے، میں ان سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا، اور نہ وہ مجھے کبھی ناراض کریں گے اور میں نے ان کی اگلی پچھلی تمام لغزشیں کرنے سے پہلے ہی معاف کر دی ہیں۔ اور آپ کی امت میری رحمت سے نوازی ہوئی ہے۔“ ❸

میں نے ان کو وہ نوافل عطا کیے ہیں، جو انبیاء علیہم السلام کو عطا کیے اور ان پر وہ چیز فرض کی جو انبیاء علیہم السلام اور رسولوں پر فرض کی۔ حتیٰ کہ وہ قیامت کے دن میرے پاس اس حال میں آئیں گے کہ ان کا نور انبیاء علیہم السلام کے نور جیسا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں تب فرمادیا کہ اے داؤد! میں نے محمد ﷺ کو اور آپ کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سیدنا کعب بن النضر سے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے

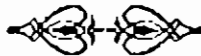
❶ احلیل نوفا، باب ۲۱۳، مقررہ ۲۱۱۸، مطبعہ عہدہ لدہ ۱۹۱۶ء۔

❷ انجیل متی، باب ۲۵، مقررہ ۲۰۔

❸ السلاطین و المہابہ: ۲/۳۲۶۔

اور آپ کی امت کی صفات بتائیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی کتاب تورات میں ان کی یہ عنایت پاتا ہوں کہ احمد اور ان کی امت اللہ تعالیٰ کی خوب تعریف کرنے والی ہے۔ اچھے برے ہر حال میں ”الحمد للہ“ کہیں گے، اور چڑھائی پر چڑھتے ہوئے ”اللہ اکبر“ کہیں گے، اور نیچے اترتے ہوئے ”سبحان اللہ“ کہیں گے۔ ان کی اذان آسانی فضا میں گونجے گی وہ نماز میں ایسی دہی آواز سے اپنے رب سے ہم کلام ہوں گے جیسے چٹان پر شہد کی مکھی کی بھینٹ ہوتی ہے، اور فرشتوں کی صفوں کی طرح ان کی نماز باجماعت میں صفیں ہوں گی، اور نماز کی صفوں کی طرح ان کی میدان جنگ میں صفیں ہوں گی اور جب وہ اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے چلیں گے تو مضبوط نیزے لے کر فرشتے ان کے آگے اور پیچھے ہوں گے اور جب وہ اللہ کے راستے میں صف بنا کر کھڑے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر ایسے سایہ کیے ہوئے ہوں گے، رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے اشارہ کر کے بتلایا جیسا کہ گدھ اپنے گھونسلے پر سایہ کرتے ہیں، اور میدان جنگ سے یہ لوگ کبھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ سیدنا کعب بن جراحؓ سے بھی اسی طرح ایک روایت منقول ہے، جس کا مضمون یہ ہے کہ ان کی امت اللہ کی خوب تعریف کرنے والی ہوگی۔

ہر حال میں ”الحمد للہ“ کہیں گے اور چڑھائی چڑھتے ہوئے ”اللہ اکبر“ کہیں گے (اپنی نمازوں کے اوقات کے لیے) سورج کا خیال رکھیں گے، اور پانچوں نمازیں اپنے وقت پر پڑھیں گے اگرچہ نوڑے کرکٹ والی جگہ پر ہوں کمر کے درمیان میں لنگی باندھیں گے، اور وضو میں اپنے اعضاء دھوئیں گے۔^①



① حبیہ: ۳۸، ۶۱، ۷۲ اس کے مطر لا ایضا۔

باب نمبر ۹

اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سسرالی رشتہ

خالق کائنات اللہ وحدہ لا شریک لہ، نے انسان کو ایک حقیر نطفہ سے پیدا کیا ہے، پھر وہ ہل بڑھ کر بڑا ہوتا ہے اور ان میں سے کوئی مذکر اور کوئی مؤنث ہوتا ہے اور ان سب کی نسبت اپنے باپ دادا کی طرف ہوتی ہے اور جب شادی کرتا ہے، تو بیوی کی طرف سے اس کے بہت سارے رشتہ دار ہو جاتے ہیں یعنی سسرالی رشتہ دار۔ کہنے کا یہ سارا پھیلاؤ ایک قطرہ منی سے وجود میں آتا ہے۔ یہ سب اللہ کی قدرت کی کرشمہ سازیاں ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ

قَدِيرًا﴾ (الفرقان: ۵۴)

”اور اسی نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا، پھر اسے نسب اور سسرال والا بنایا، اور

آپ کا رب ہر بات پر قادر ہے۔“

یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ خبیث عورتیں ہمیشہ خبیث مردوں کے لیے ہیں جیسے عبداللہ بن ابی خبیث تھا۔ اُس کو خبیث بیوی ملے گی اور طیب جیسے رسول اللہ ﷺ ہیں آپ ﷺ کو سیدہ عائشہ صدیقہؓ ملیں گی جیسی طیبہ (اچھی) بیوی ملی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ

لِلطَّيِّبَاتِ﴾ (النور: ۲۶)

”خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے ہیں، پاک باز عورتیں پاک باز مردوں کے لیے اور پاک باز مرد پاک باز عورتوں کے لیے ہیں۔“

وَهَلْ يَشْتَجُ الْحَظِيُّ إِلَّا وَشَيْجَةً
وَيَغْرِسُ إِلَّا فِي مَنَابِ النَّخْلِ

”شریف الحظی ہی نجیب اولاد پیدا کر سکتا ہے اور کھجور سے اچھا پھل حاصل کرنے کے لیے اس کی موزوں جگہ پر ہی بیجا جاتا ہے۔“

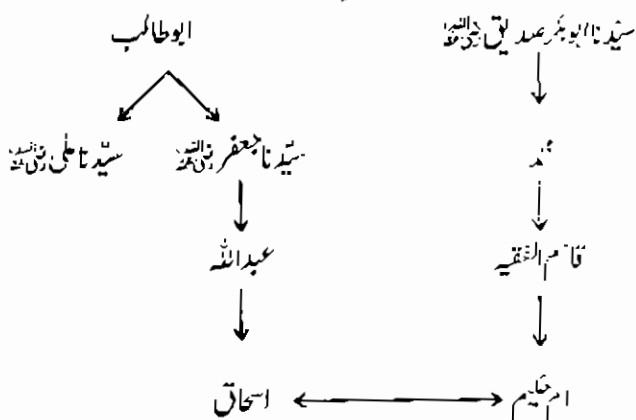
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے درمیان سسرالی رشتے:

رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس کوئی دوا لاؤ تاکہ میں آپ کے والد کے لیے کچھ لکھ دوں کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ کوئی طالع آزما چاہت نہ کر بیٹھے جبکہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور مومنین ابوبکر کے سوا کسی کو نہیں چاہتے۔ ۵

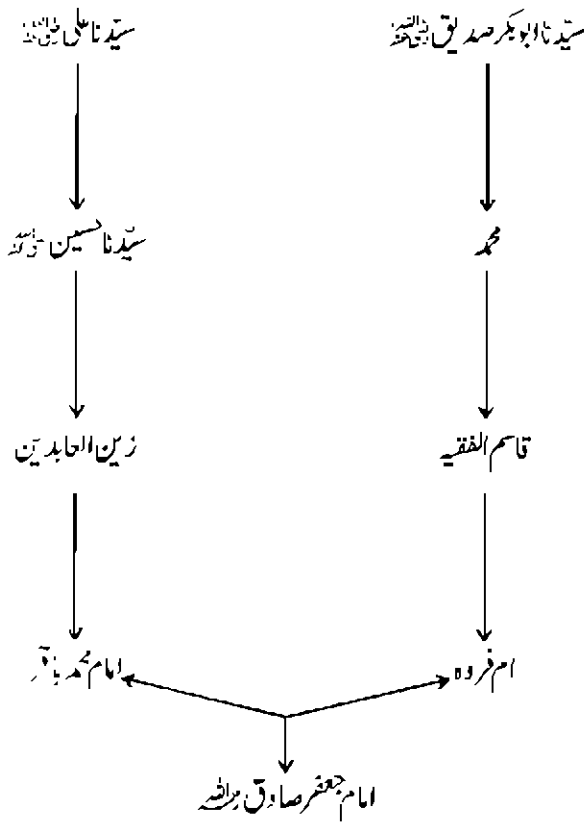
پہلی شادی



دوسری شادی



تیسری شادی



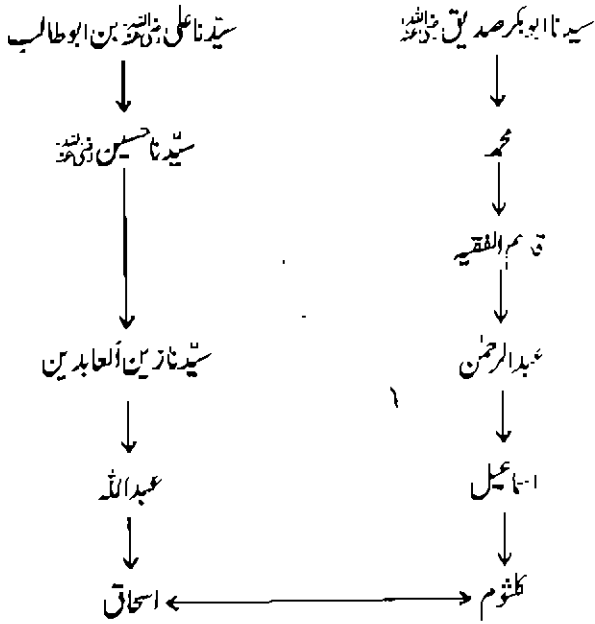
امام جعفر صادق علیہ السلام کا قول ہے:

”ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے دو مرتبہ جنا ہے۔“^①

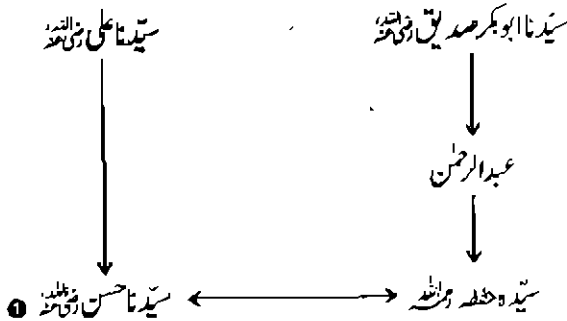
امام جعفر صادق کی ماں فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

① عمدة الطالبین، ص: ۱۹۵۔ الکافی: ۱/۴۷۱۔

چوتھی شادی



پانچویں شادی



① عمدة الطالب لابن عسہ، ص: ۲۲۵۔ اصبلی لابن الطقطقی، ص: ۱۴۹۔ نسب قریش مصعب

چھٹی شادی

سیدنا علی بن ابی طالب

سیدنا حسن المہبط

حسن المہبطی

عبداللہ المحض

موسیٰ الجون

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

عبدالرحمن

عبداللہ

طلحہ

محمد

ام سلیم

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے درمیان سسرالی رشتے:

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ المسلمین ہیں۔ آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت بخشی، مسلمانوں کو اپنی دعوت کو عام کرنے کا حوصلہ ملا، زیادہ تر فتوحات آپ کے عہد میں ہوئیں۔ آپ کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ نے شادی بنائی۔

پہلی شادی

جناب عبداللہ بن سید المطلب

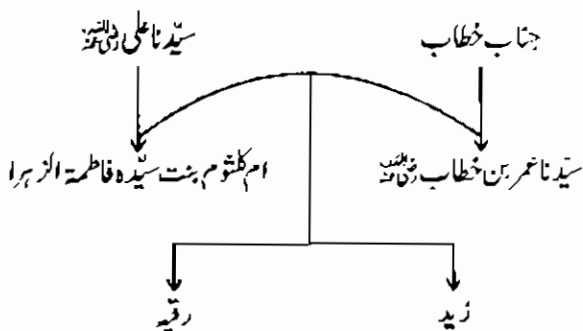
سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

محمد رسول اللہ ﷺ

ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا

① کتاب الارشاد للشیخ معید، ص: ۲۷۰۔ تراجم اعلام انشاء لرحمد الحائری، ج: ۲۷۸

دوسری شادی



- ۱۔ شعبہ بن ابی مالک (القرظی) برائے سے روایت ہے کہ،
 ”سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی خواتین میں کچھ چادریں تقسیم کیں۔ ایک نئی چادر بیچ گئی تو بعض لوگوں نے (جو آپ کے پاس ہی تھے) کہا، اے امیر المؤمنین! یہ چادر رسول اللہ ﷺ کی نوایں کو دے دیجئے جو آپ کے گھر میں ہیں ان کی مراد سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا سے تھی لیکن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ سیدہ ام سلیط بیٹی تھا اس کی زیادہ مستحق ہیں۔ الخ۔“ ❶
- ۲۔ عطاء الخراسانی برائے سے:
 ”سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا کو چالیس ہزار کا مہر دیا تھا۔“ ❷
- ۳۔ عاصم بن عمر بن قتادہ المدنی برائے سے ارشاد فرمایا:
 ”سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ان کی بیٹی ام کلثوم کا رشتہ مانگا وہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھیں تو انہوں نے اس (سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا) کا نکاح ان سے کر دیا۔“ ❸

❶ صحیح بخاری، کتاب الجہاد و السیر، رقم: ۲۸۸۱

❷ طہطاہ اس سعا: ۱/۸، ۱۶۳، ۲۷۵، المبرۃ لابن اسحاق، رقم: ۲۷۵،

❸ طہطاہ اس سعا: ۱/۸، ۱۶۳، ۲۷۵،

۴۔ جناب نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

((وَوَضَعَتْ جَنَازَهُ أُمُّ كَلْثُومٍ بِنْتُ عَلِيٍّ أَمْرَأَةً عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ
وَابْنِ لَهَا يُقَالُ لَهُ زَيْدٌ))

”اور سیدنا عمر بن خطاب کی بیوی اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کا جنازہ رکھا گیا اور اس کے بیٹے کا جنازہ رکھا گیا جسے زید (بن عمر بن الخطاب) کہتے تھے۔“ ۵

۵۔ مشہور ثقہ تابعی امام الشعمی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ صَلَّى عَلَى أَخِيهِ وَأُمِّهِ أُمِّ كَلْثُومٍ بِنْتُ عَلِيٍّ)) ۵
”سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بھائی (زید بن عمر) اور اس کی والدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کا جنازہ پڑھا۔“

امام شعمی رحمہ اللہ سے دوسری روایت میں آیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ام کلثوم بنت علی اور ان کے بیٹے زید کا جنازہ پڑھا۔ ۶

۶۔ محمد بن اسحاق بن یسار رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں:

”سیدنا علی اور سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی بیٹی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما کا نکاح سیدنا عمر بن خطاب سے ہوا تو ان کا بیٹا زید بن عمر بن خطاب اور ایک بیٹی پیدا ہوئے پھر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور وہ آپ کے نکاح میں تھیں۔“ ۵

۷۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری شرح صحیح بخاری ۶/۹۱ کتاب الجہاد میں رقم طراز

① سنن النسائي: ۷۱/۴-۷۲، حديث: ۱۹۸۰- ابن العارود، رقم: ۵۴۵، المجموع: ۲۲۴/۵
التلخيص الحبير: ۱۴۶/۲، رقم: ۸۰۷- ابن الجارود اور ابن جریر نے اسے ”صحیح“ اور نووی نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

② مسند علی بن المجدد: ۵۹۳- دوسرا نسخہ ۵۷۴۔

③ مصنف ابن ابی شیمہ، رقم الحديث: ۱۶۵۷۴۔

④ السيرة لابن اسحاق، ص: ۲۷۵۔

ہیں کہ:

”سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں ان کی والدہ ماجدہ سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ تھیں، اس لیے لوگوں نے ان کو بنت رسول اللہ ﷺ کہا۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہی پیدا ہوئی تھیں اور یہ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں۔“

۸۔ امام طبری رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ:

”سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا (جن کی والدہ ماجدہ سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ تھیں) سے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا اس سے زید اور رقیہ پیدا ہوئے۔“

۹۔ امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

”سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا جو کہ رسول اللہ ﷺ کی نواسی تھیں ان سے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ان سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی رقیہ پیدا ہوئیں۔“

امام ابن شہاب الزہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا سے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے شادی کی تو ان کا بیٹا زید بن عمر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔“

۱۰۔ زید بن عمر بن خطاب نے فخریہ انداز میں ارشاد فرمایا:

((اَنَا ابْنُ الْخَلِيفَتَيْنِ))

”میں دو خلفاء کا بیٹا ہوں یعنی عمر و علی۔“

① تاریخ الامم و الملوک: ۲/۵۶۴۔

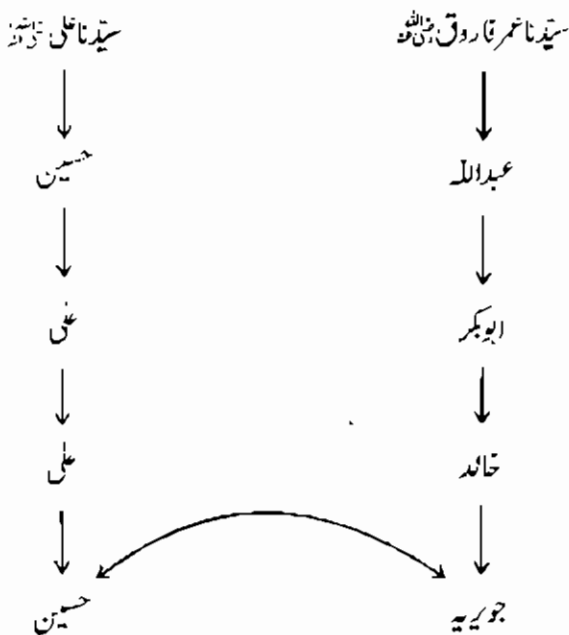
② حمہرة اسناد العر - ۳۸ اور ۱۵۲۔

③ تاریخ دمشق لاس عساکر: ۲۱/۳۴۲۔

پس زید کی ماں ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب ہیں اور ان کے والد گرامی بناب مہربن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

شیعہ کی بہت ساری کتب میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت علی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔^①

تیسری شادی



① المعروف من الکافی: ۳۴۶/۵، ۱۱۵-۱۱۶۔ مناقب آل ابی طالب: ۱۰۰، ۱۰۱۔
 ۱۶۶۲/۳۔ الامتصار فیما اختلف من الاحزاب: ۴۷۲/۳، ۱۲۵۸۔ مجالس العبدین لدور اللہ
 الشوستری، ص: ۶۶۔ حلیۃ الشیخۃ للاردبیلی، ص: ۲۷۷۔ کشف العسد فی معرفۃ الاسماء
 للاردبیلی، ص: ۱۰۔ تہذیب الاحکام: ۸/۱۱۶۱، ۹/۲۶۲۔ الشافی للمید، السری فی علم النہدی،
 ص: ۱۱۶۔ بحار الاکابر للبحرانی: ۳۸۲/۷۸۔ الذریعۃ لأغارب اللہ الطہرانی: ۱۸۴۵

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے درمیان سرالی رشتے:

۱۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

((إِنَّمَا سَلَّيْتُ عُمَانُ عَنْ بَدْرٍ، فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. وَكَانَتْ مَرِيضَةً، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَحْلٍ مَدَنٍ مُّهِدَ بَدْرًا، وَ سَهْمَةً.)) ❶

”سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں موجود نہ تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی نعت بگڑ گئی تھی اور وہ بیمار تھیں۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ آپ کے لیے بدر میں حاضر ہونے والوں کی طرح اجر اور حصہ ہے۔“

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((إِنِّي سَخَلْتُ يَوْمَ بَدْرٍ، فَإِنِّي كُنْتُ أَمْرَضُ رَقِيَّةَ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، حَتَّى مَاتَتْ، وَقَدْ ضَرَبَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِسَهْمِي، وَ سَنَ ضَرْبَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِسَهْمِهِ. فَقَدْ شَهِدْتُ.)) ❷

”میں بدر کے دن پیچھے رہا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ میں رسول اکرم ﷺ کی بیٹی رقیہ کی تیمارداری کر رہا تھا، حتیٰ کہ وہ وفات پا گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے مالی نعمت میں حصہ بھی مقرر کیا تھا۔ جس شخص کا حصہ اللہ کے رسول ﷺ مقرر فرمادیں، وہ حاضر ہی شمار ہوگا۔“

۳۔ عبداللہ بن عمر بن محمد بن ابان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((قَالَ لِي خَالِي حُسَيْنُ (بْنُ عَلِيٍّ) الْجُعْفِيُّ (م: ۲۰۴ھ) يَا بُنَيَّ! لِمَ يُسَمَّى عُمَانُ ذُو الثَّوَرَيْنِ؟ قُلْتُ: لَا أَدْرِي، قَالَ: لَمْ يَجْمَعْ بَيْنَ ابْنَتِي نَبِيٍّ مُّذْ خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ إِلَى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ غَيْرَ

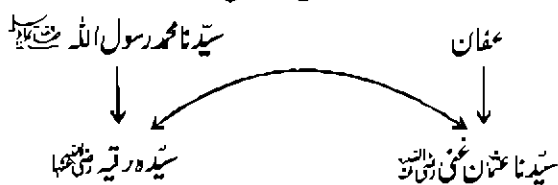
❶ صحیح البخاری، کتاب فرض الحس، رقم: ۳۱۲۰۔

❷ مسند امام احمد: ۶۸/۱، رقم: ۴۹۰۔ الحدیث گزرنے کے بعد ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

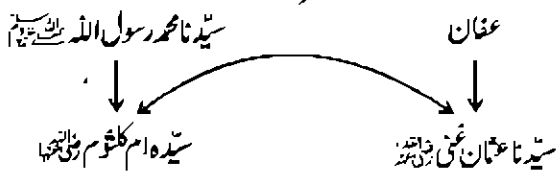
عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، فَلِذَلِكَ سُمِّيَ ذُو النُّورَيْنِ)) ❶

”میرے ماموں حسین بن علی جعفری (م: ۲۰۴ھ) نے مجھ سے فرمایا بیٹے! کیا تمہیں معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین کیوں کہا جاتا ہے؟ میں نے عرض کی: مجھے معلوم نہیں۔ فرمایا: سیدنا آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر قیامت تک کسی بھی نبی کی دو بیٹیاں سوائے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے کسی شخص کے نکاح میں نہیں آئیں۔ اسی لیے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔“

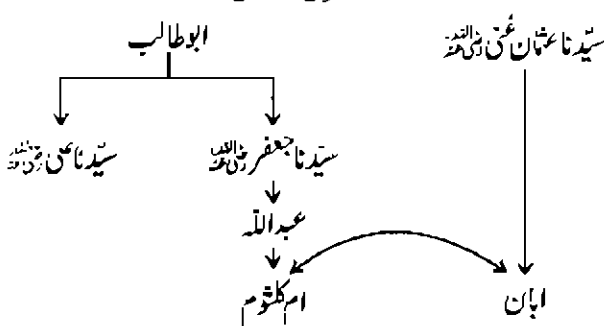
پہلی شادی



دوسری شادی

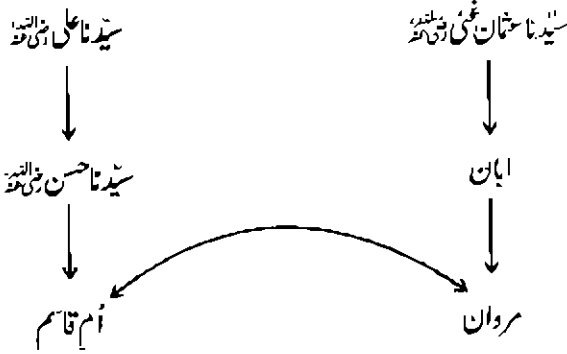


تیسری شادی

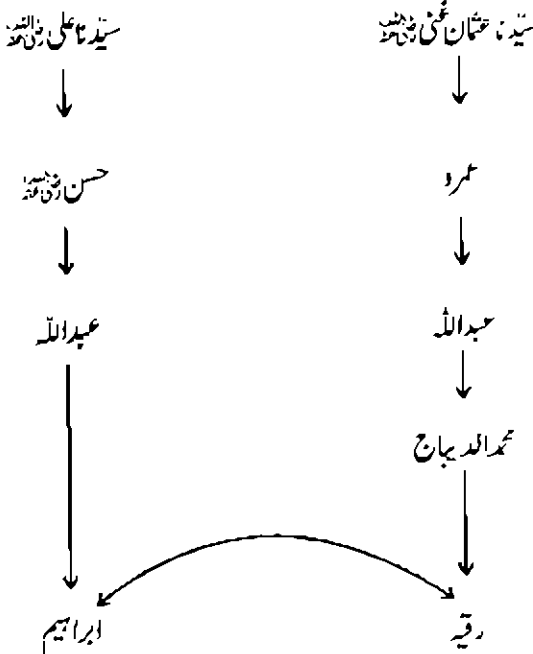


❶ انشريعة ثلاثی: ۱۴۰۵ - معرفة الصحابة لأبي نعيم الاسمهاى: ۲۳۹ - اسر البکری للبهقی: ۷/۷۳، و المعط له.

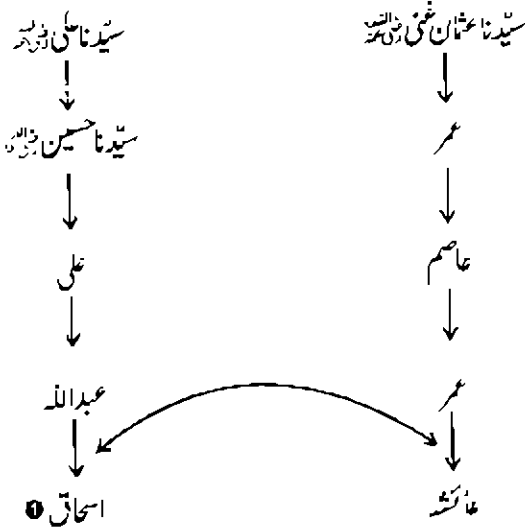
چوتھی شادی



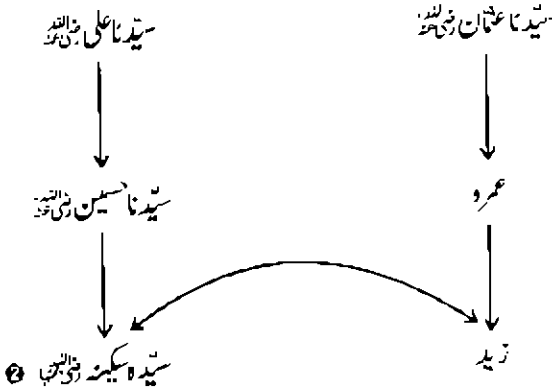
پانچویں شادی



چھٹی شادی

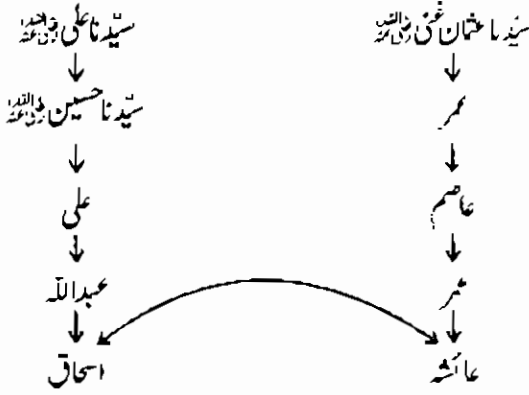


ساتویں شادی



- ① تاریخ دمشق الاصلی لاین الطقطقی۔ الطقات الکبری لاین سعد۔ نسب قوہر لبر بر دکار۔ عمدۃ الطالب لاس عسہ۔ اسباب الاشراف لبلاذری۔ تاریخ الجعفی۔ کشف العمہ لارلی۔
- ② صفات اس سعد: ۳۴۷/۷۔ اہل بیت اور صحابہ کرام کے تعلقات، ص: ۱۹۰

آٹھویں شادی



نویں شادی



دسویں شادی



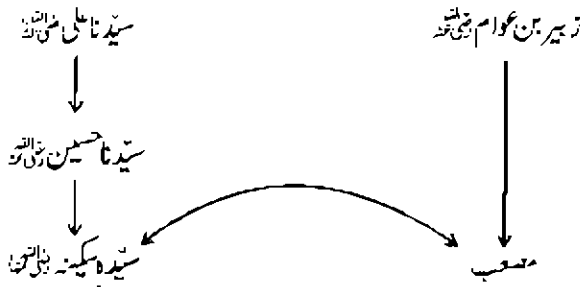
سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے درمیان سسرالی رشتے۔

رسول اللہ ﷺ کے حواری، آپ کے چچا زاد کیونکہ قصی بن کلاب پر آپ کا شجرہ نسب رسول اللہ ﷺ سے مل جاتا ہے، آپ کے پھوپھی زاد، سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے بھتیجے اور سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ماموں زاد۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور مجلس شوریٰ کے چھٹے فرد تھے۔ ❶

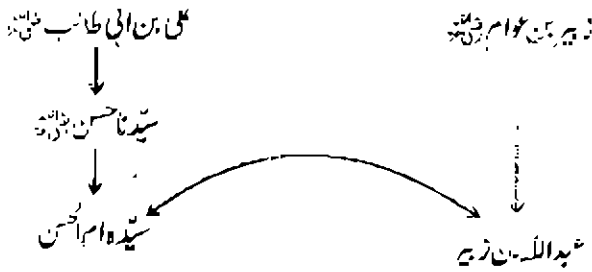
❶ سر أعلام الإسلام: ۴۳۱۰ - الإصابة لابن حجر ترحمة الزبير رضي الله عنه - الفوائد والعوائد لمحمد بن

مكن: ۳۲۶/۲ - مستدرک حاتم علم الرجال للسمرقانی: ۱۹/۳

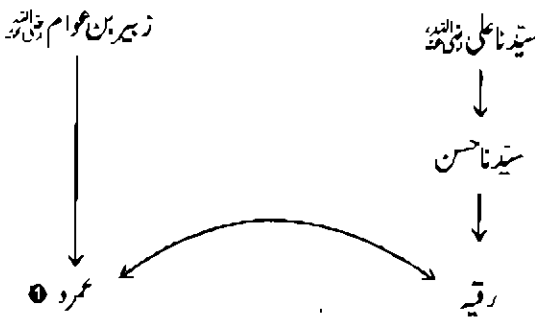
پہلی شادی



دوسری شادی



تیسری شادی

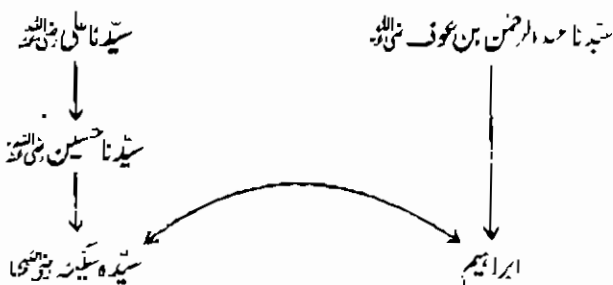


❶ دیکھیے، منتهی الآمال، ص: ۲۴۲ و تراجم السماء، ص: ۳۴۶۔ الطغفان انگریزی: ۲۲۷/۵۔

حمہرة اسباب العرب لاسلام حرم: ۲۲، ۵۳، ۵۵۔ نسب قریش للزبیدی: ۲۶، ۱۹۔

سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے درمیانی سسرالی رشتہ داری:

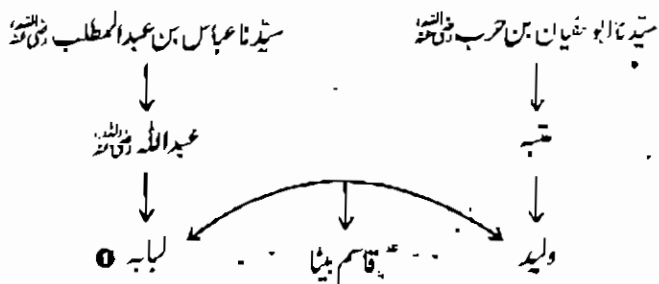
آپ ان آٹھ خوش نصیب بستیوں میں سے ایک تھے جو سب سے پہلے ایمان لائے۔ وہ ان دس نیک بخش اشخاص میں سے ایک تھے جنہیں جنت کی بشارت سے نوازا گیا۔ وہ ان چھ اصحاب شوریٰ میں سے ایک تھے جنہیں جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ کا انتخاب کرنے کے لیے مقرر کیا گیا تھا اور وہ ان مخصوص علماء صحابہ میں سے ایک تھے جن کو رسول اکرم ﷺ کی مہبودی میں فتویٰ دینے کا مجاز قرار دیا گیا تھا۔ زمانہ جاہلیت میں ان کا نام عبد عمرو تھا۔ مگر قبول اسلام کے بعد رسول اللہ ﷺ نے بدل کر عبدالرحمن رکھ دیا۔



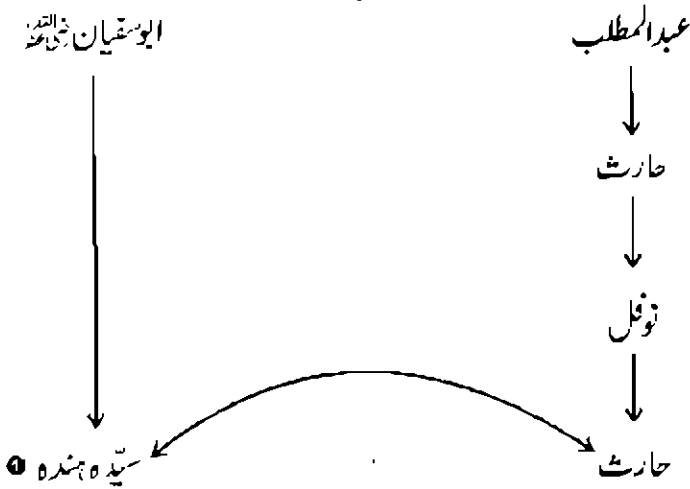
سیدنا ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے سسرالی رشتے:

ابوسفیان معزز حسب والے، بہت گہری سوجھ بوجھ کے آدمی، اپنے نسب کے ماہِ کامل اور اپنے خاندان کی ناک، غیرت مند انسان تھے۔

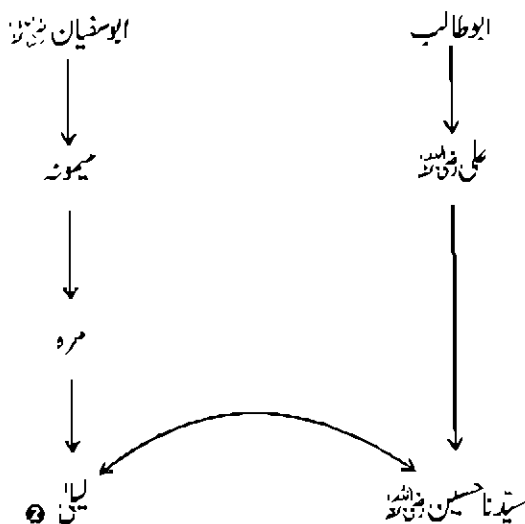
پہلی شادی



دوسری شادی



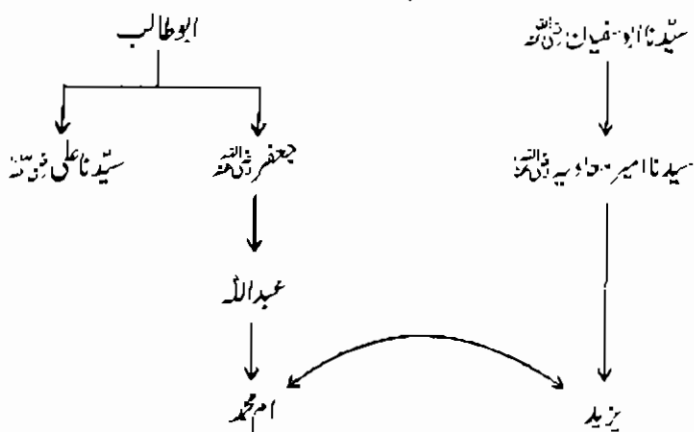
تیسری شادی



① الاحیاء: ۸۵/۳ - طبقات ابن سعد: ۵/۱۴۱

② حملہ رسالۃ الاسلام الاولیٰ.

چوتھی شادی



سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے درمیانی سسرالی رشتہ:

مجاہد بادشاہ معاویہ بن سفیان ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اے معاویہ! اگر تمہیں (حکومت کے) کسی کام کا دالی (حاکم) بنا دیا جائے تو

اللہ سے ڈرنا اور عدل سے کام لینا۔“

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خاندان بنو امیہ کے گورنار اسلام کے وہ بطل جلیل ہیں کہ اسلام کی تاریخ ان کے شہری کارناموں سے بھری پڑی ہے۔ آپ ابو سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کے فرزند تھے، جو اسلام لانے سے قبل قریش کے سپہ سالار اور قائد رہے۔ اسی شرف نسب اور خاندانی عہدہ کی وجہ سے آپ میں شروع ہی سے اخلاقی اقدار شرف نسب اور اعلیٰ خاندانیت کی جملہ مقتضیات اور لوازمات پیدا ہو گئے۔ شجاعت، حلم و بردباری، سخاوت اور اصابت رائے میں اپنی مثال آپ تھے۔ ایک خصوصیت یہ تھی کہ آپ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ چہ جائیکہ اس دور میں لوگ نالِ خال ہی پڑھے لکھے تھے۔ آپ کی تربیت میں آپ کے بڑے بھائی یزید بن ابی سفیان کا بہت زیادہ حصہ تھا۔ کیونکہ عہد رسالت، دور صدیقی اور زمانہ فاروقی میں وہ جہاں بھی گئے اپنے بھائی کو ساتھ رکھا اور بڑی بڑی آزمائشوں میں ڈال کر انہیں بہادری نڈر

اور حوصلہ مند بنادیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں دُعا فرمائی:

”اے اللہ اسے راہِ راست کی ہدایت دے اور تباہی سے بچا اور دنیا و آخرت میں اسے بخش دے۔“^①

مذہبی علوم میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا خاص مقام تھا۔ قرآن و سنت میں اس کی گہرائی اور گیرائی کی وجہ سے صاحبِ فتویٰ اصحاب میں شمار ہوتے تھے۔^②

اور بڑے بڑے صحابہ آپ کے تعلقہ فی الدین کے معترف تھے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وتر پڑھنے کی بابت کہا گیا تو انہوں نے فرمایا: ((أَصَابَ إِنَّهُ فَتِيَّةٌ)) ”انہوں نے درست کہا، یقیناً و فقیہ تھے۔“^③

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کے صدق کی وجہ سے ”المصباح“ کے نام سے پکارتے تھے۔^④

((كَانَ مُعَاوِيَةُ حَدِّثَ كِتَابَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ)) ”معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے کاتبوں میں سے تھے۔“^⑤

حضور سرورِ کائنات کے ہم رکاب جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ لیتے رہے اور اپنی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھائے، غزوہٴ حنین اور غزوہٴ طائف میں شرکت فرمائی۔^⑥

① معجم کبیر لئطرابی۔ تلمیذی فرماتے ہیں: طبرانی نے اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایات کیا ہے اس کے راوی ثقہ ہیں۔

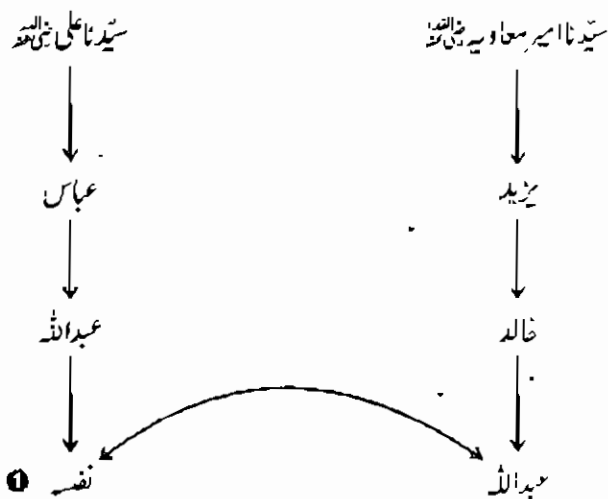
② اعلام الموقعین لاہر القیم: ۲۱۲/۱

③ صحیح بحاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم: ۵۳۱/۱

④ العواصم من الفواصم، قاصی ابو بکر ابن النعمانی، ص: ۲۱۰

⑤ ابن ابی الحدید: ۳۴۸/۱

⑥ طقات لاہر سعد: ۱۲۸/۷۔ تہذیب الاسماء و اللغات: ۱۰۲/۱۴

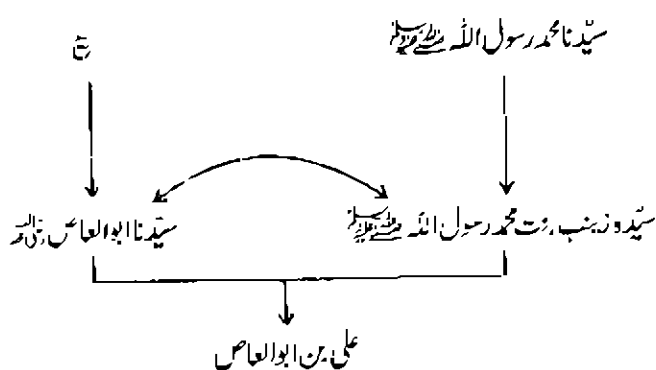


سیدنا ابوالعاص رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے درمیان سسرالی رشتہ:

ابو العاص بن ریح قبیلہ قریش کی شاخ بنی عبد شمس کے چشمہ و چراغ تھے۔ وہ بھرپور جوانی کے حامل اور ایک شاندار دل کی شخصیت کے مالک تھے۔ دنیاوی مال و دولت اور خاندانی عزت و شرف کے لحاظ سے بھی معاشرے میں ان کا مقام بہت بلند اور خاندانی عزت و شرف کے لحاظ سے بھی معاشرے میں ان کا مقام بہت بلند تھا۔ اپنی عزت و شرف کے لحاظ سے بھی معاشرے میں ان کا مقام بہت بلند تھا۔ وہ اپنی عظمت و خودداری اور مروّت و وفاداری جیسی ذاتی خوبیوں اور اپنے آبا و اجداد کے قابل فخر موروثی و خاندانی کارناموں کے باعث عربی خصوصیات کے حامل ایک مثالی شخصیت بن گئے۔

① دیکھئے: الطبقات النکری ابن سعد۔ عمدہ الطالب ابن عسہ۔ الاصلی ابن الصنفطی۔ جمہرۃ
اساب النعرب ابن حرم۔ اساب الاشراف بلادی۔ کشف الغمۃ اربلی۔

آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ خدیجہ بنت خویلد ان کی خالہ تھیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی زینب کا نکاح آپ سے ہوا۔



نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیٹیوں کے ذکر میں اپنے داماد ابوالعاص کی تعریف فرمائی۔ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ کیا تھا:

((أَمَّا بَعْدُ! أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ، فَحَدَّثَنِي وَصَدَقَنِي)) ❶

”حمود ثمالی کے بعد! میں نے ابوالعاص بن ربیع سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا۔ انہوں نے مجھ سے جو بات بھی کی، اس میں سچ اترے۔“

سکینہ بنت سیدنا حسین رضی اللہ عنہما اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان سریالی رشتہ:

سیدہ سکینہ رضی اللہ عنہا کی شادی مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بچوں سے ساتھ ہوئی اور آپ نے ۱۱ھ میں وفات پائی۔

❶ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم: ۲۴۴۹۔

← زید بن عمر بن عثمان بن عفان

← عبداللہ بن حسن بن علی (۶۱ ہجری میں کربلا میں شہادت)

← مصعب بن زبیر بن عامر (۱۷ھ میں وفات)

← ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف (شادی کی مدت ۳ ماہ)

← عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن حزام

← الدیلمی بن عبداللہ بن مروان بن حکم
(شادی کے چند دن بعد وفات پا گئے)

سیدنا
عبداللہ

سیدنا عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سسرالی رشتہ داری:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی، حاضر جواب، انساب قریش کو جاننے والے،
عند بیہ سے کچھ حرص قبل سلمان ہوئے۔

سیدنا ابوسقیان رضی اللہ عنہ

ابو طالب

قریب

سیدنا عقیل

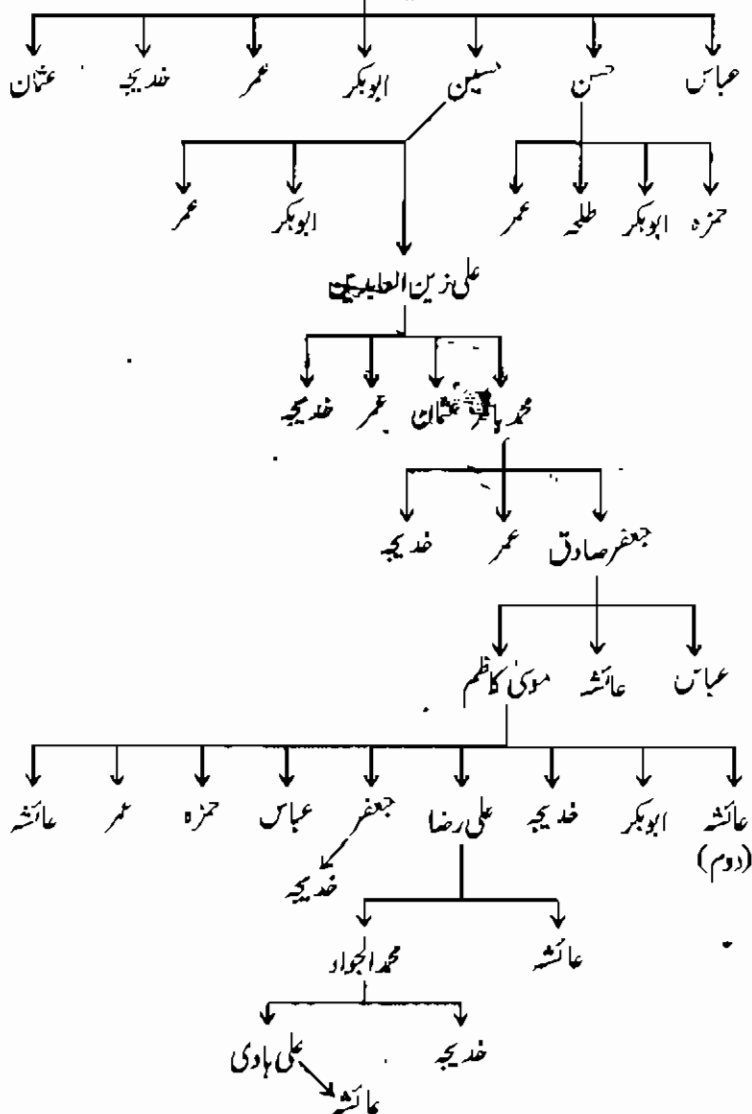
الاصناف فی تسمیۃ الصحابہ، ج: ۸۔

اہل بیت کے پیارے پیارے اور پسندیدہ نام:

گزشتہ طور میں یہ بات گزری ہے کہ صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے آپس میں
اچھے مراسم اور قریبی رشتہ داریاں بھی تھیں اور اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی محبت اور رشتہ
داریوں کی بنیاد پر ایک دوسرے کے ناموں پہ نام بھی رکھتے تھے۔ ذیل کا جدول اس کی دلیل

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کے چند اسمائے گرامی:

مسیدنا علی رضی اللہ



مذکورہ بالا جدول کے اسماء کو ان کتب میں دیکھا جاسکتا ہے

۱۔ کشف الغمۃ للاریلی

۲۔ الارشاد للمفید

۳۔ تاریخ یعقوبی

۴۔ الاصلی لابن الطقطقی

۵۔ انساب الاشراف للبلاذری

۶۔ جمہرۃ اسباب العرب لابن حزم

۷۔ الطبقات الکبری لابن سعد

۸۔ تاریخ دمشق لابن عساکر

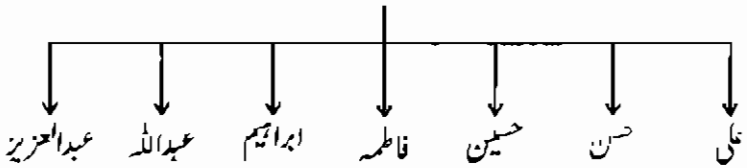
۹۔ عمدۃ الطالب لابن عسہ

۱۰۔ مستدرکات علم الرجال لعلی النماری

۱۱۔ اعلام الوری للطبرسی

اہل سنت و الجماعت کے علماء کرام بھی اہل بیت سے محبت اور عقیدت میں انبیاء کرام
اہل بیت صحابہ کرام اور صحابیات کے نام پر اپنے بچوں کے نام رکھتے ہیں۔

شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ



ان میں سے عبد اللہ ابراہیم رسول اللہ ﷺ کے بیٹوں کے نام ہیں۔ علی، حسن، حسین،
فاطمہ اہل بیت ہیں اور عبد العزیز جو سنت رسول ﷺ اور اہل بیت سے دل و جان سے زیادہ
محبت کرنے والے خلیفہ مسلمین تھے۔



باب نمبر ۱۰:

اہل سنت کی اہل بیت سے محبت

اہل بیت سے محبت جزو ایمان ہے، بلکہ عین ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کی زبان اقدس پر ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْوَدْعَةَ فِي الْقُرْبَىٰ﴾ (الشوری: ۲۳)

”آپ کہہ دیجئے کہ میں اللہ کی پیغام رسانی پر تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا ہوں، صرف قربت کی محبت چاہتا ہوں۔“

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَاللّٰهُ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ امْرِئٍ اِيْمَانٌ حَتّٰى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ وِلِقَرَابَتِيْ)) •

”اللہ کی قسم کسی انسان میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ تم (اہل بیت) سے اللہ کی خاطر اور میری قربت داری کی وجہ سے محبت نہ کرے۔“

اہل السنۃ اس اعتبار سے دنیا و آخرت میں خوش نصیب لوگ ہیں کہ وہ اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم سے دلی محبت و عقیدت رکھتے ہیں اور ان کا کما حقہ احترام کرتے ہیں وہ نہ تو رافضیوں کی طرح انہیں حد سے بڑھاتے ہیں اور نہ ہی ناصبیوں کی طرح ان کا مقام و مرتبہ گھٹاتے ہیں یعنی افراط و تفریط سے بچ کر انہوں نے راہ اعتدال اختیار کر رکھی ہے۔ ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اہل بیت سے محبت رکھنا فرض ہے اور کسی طرح کے قول و فعل سے انہیں ایذا دینا حرام ہے چنانچہ وہ ہر اذان کے بعد اور ہر خطبہ کی ابتدا اور انتہا اور ہر نماز کے

① مسند احمد: ۲/۲۱۰، اقتضاء الصراط المستقیم: ۱/۱۲۸۔ ابن تیمیہ اور ابن کثیر نے اسے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

تشہد میں رسول کریم ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر دلی عقیدت سے دُرود پڑھتے ہیں بلکہ جب تک وہ دُرود نہ پڑھ لیں تب تک اپنی عبادت کو مکمل نہیں سمجھتے اور ان کی کتب حدیث (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابوداؤد، مسند احمد، موطا امام مالک، مسند شافعی) و سیر میں جتنا دُرود درج ہے اتنا کسی اور کتب فکر کی کتابوں میں نظر نہ آئے گا اور دُرود سلام کی جتنی گونج اہل السنہ کے مدارس اور مساجد سے آتی ہے اتنی کہیں اور سے نہ آئے گی۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَيُحِبُّونَ أَهْلَ بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَيَتَوَلَّوْنَهُمْ.)) ۵

”اہل سنت اہل بیت سے محبت کرتے اور انہیں اپنے اولیاء گردانتے ہیں۔“

شیخ صالح بن فوزان کی شرح میں رقمطراز ہیں:

”یعنی اہل سنت اہل بیت النبی ﷺ سے محبت کرتے ہیں اور اس محبت کی بنیاد وہ چیزیں ہیں۔ ایمان اور ان کی نبی کریم ﷺ کے ساتھ قرابت داری۔ اہل سنت ان سے کبھی بھی کراہت نہیں کرتے، مگر وہ شیعہ کی طرح یہ بھی نہیں کہتے کہ جو شخص ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے وہ علی رضی اللہ عنہ سے نفرت کرتا ہے اس بنا پر ہمارے لیے ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ سے نفرت کی بنیاد پر علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرنا ممکن نہیں ہے اور نہ ہی ان دونوں کو علی رضی اللہ عنہ کا دشمن تسلیم کرنا ممکن ہے اور یہ ہو بھی کس طرح سکتا ہے جبکہ وہ خود منبر پر تشریف فرما ہو کر ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کی تعریف میں رطب اللسان رہا کرتے تھے۔ ہم اہل سنت اہل بیت کی محبت پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتے ہیں۔ ہم ان سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کی وجہ سے محبت کرتے ہیں۔“

یاد رہے قرآنی نص کی بنیاد پر ازواج مطہرات بھی آپ ﷺ کے اہل بیت میں داخل ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِن كُنْتُمْ تُؤَدُّنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَرِزْقَهَا

فَتَعَالَىٰ أَمْرُهُمْ ۖ وَاسْرُحْنَ سَرَاحًا جَمِيلًا ۝ وَإِنْ كُنْتُمْ تُرِيدُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۖ وَالْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنِينَ مِنْكُمْ أَجْرًا عَظِيمًا ۝
يُنْسَاءُ النَّبِيُّ مَنْ يَأْتِي مِنْكُمْ بِفَاحِشَةٍ مُّبِينَةٍ يُطْعَفُ بِهَا الْعَذَابُ
ضَعْفَيْنِ ۚ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ مِنْكُمْ يُغْنِ عَنْهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۚ
وَعَمَلُ صَالِحٍ نُؤْتِيهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۚ وَاعْتَدْنَا لَهُا رِزْقًا كَرِيمًا ۝ يَنْسَاءُ
النَّبِيُّ لَسْتُمْ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ ۚ إِنْ اتَّقَيْتُمْ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ
الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ ۚ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا ۚ وَقُرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا
تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ ۚ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ
وَرَسُولَهُ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ
تَطْهِيرًا ۝ (الاحزاب: ۲۸-۳۳)

”اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کا
إرادہ رکھتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ سامان دے دوں اور تمہیں رخصت کر دوں،
اچھے طریقے سے رخصت کرنا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر
کا إرادہ رکھتی ہو تو بے شک اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے بہت
بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔ اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو کھلی بے حیائی (عمل
میں) لائے گی اس کے لیے عذاب دوگنا بڑھایا جائے گا اور یہ بات اللہ پر
آسان ہے اور تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے گی
اور نیک عمل کرے گی اسے ہم اس کا اجر دو بار دیں گے اور ہم نے اس کے لیے
باعزت رزق تیار کر رکھا ہے۔ اے نبی کی بیویو! تم عورتوں میں سے کس ایک
جیسی نہیں ہو، اگر تقویٰ اختیار کرو تو بات کرنے میں نرمی نہ کرو کہ جس کے دل
میں بیماری ہے طبع کر بیٹھے اور وہ بات کہو جو اچھی ہو اور اپنے گھروں میں کی رہو
اور پہلی جاہلیت کے زینت ظاہر کرنے کی طرح زینت ظاہر نہ کرو اور نماز قائم

کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کر دے اے گھر والو! اور تمہیں پاک کر دے، خوب پاک کرنا۔“

یقیناً اس جگہ اہل بیت میں ازواج الرسول ﷺ بھی داخل ہیں۔ اسی طرح اس میں آپ ﷺ کے قرابت دار بھی داخل ہیں، مثلاً فاطمہ، علی، حسن، حسین، عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم اور ان جیسے دوسرے لوگ۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کی قرابت داری اور ان کے ایمان باللہ کی وجہ سے ان سے محبت کرتے ہیں مگر ان میں سے جو لوگ کافر رہے تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کی قرابت داری کے باوجود ان سے محبت نہیں کریں گے۔ مثلاً ابولہب آپ ﷺ کا حقیقی چچا ہے، مگر ہمارے لیے کسی بھی حالت میں اس کے ساتھ محبت کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ اس کے کفر اور نبی کریم ﷺ کو ایذا میں لانے کی وجہ سے اس سے نفرت کرنا واجب ہے۔

اہل سنت کا رافضیوں سے اظہارِ براءت:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

((وَيَتَّبِعُ عَوْنٌ مِنْ طَرِيقَةِ الرِّوَاظِ الْفَضْلِ الَّذِينَ يُغَضُّوْنَ الصَّحَابَةَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَيَسُبُّونَهُمْ.)) ۱

”اہل سنت ان رافضی شیعوں کے طریقہ سے براءت کا اظہار کرتے ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نفرت کرتے ہیں اور انہیں سب و شتم کرتے ہیں۔“

شیخ صالح الفوزان رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں رقمطراز ہیں:

الروا فض: سیدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کے بارے میں غالی قسم کا فرقہ، یہ لوگ بدترین قسم کے بدعتی، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے شدید نفرت کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ان کی گمراہی سے آگاہ ہونا چاہتا ہو تو وہ ان کی کتابوں کا مطالعہ کرے نیز ان کتابوں کا بھی جو ان کے رد میں تحریر کی گئیں۔۔

۱ العقیدۃ الواضحة لاس بیہ، ص: ۴۷۷۔

انہیں اس نام سے موسوم کرنے کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے حضرت زید بن علی بن حسین بن علی بن ابوطالب کو اس وقت رذ کر دیا جب لوگوں نے ان سے سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے ان کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

”وہ میرے جدا مجدد کے وزیر تھے۔“

ان کے برعکس نواصب ہیں، یہ لوگ اہل بیت سے عداوت رکھتے، انہیں طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے اور ان پر سب و شتم کرتے ہیں۔

رائسی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھتے اور انہیں کراہت کی نظروں سے دیکھتے ہیں، بجز ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جن کا تعلق اہل بیت کے ساتھ ہے اور جنہیں انہوں نے اپنے ناپاک ارادوں کی تکمیل کا ذریعہ بنا رکھا ہے، اور جن کے بارے میں وہ غلو سے کام لیتے ہیں۔ یہ بدباطن لوگ ان نفوس قدسیہ کو سب و شتم کرتے اور ان پر لعن و طعن کرتے ہیں، ان کے نزدیک وہ ظالم تھے اور چند کے علاوہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ان کی ہرزہ سرائیوں کا اندازہ لگانے کے لیے ان کی کتابیں دیکھی جاسکتی ہیں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی گلوچ کرنا صرف ان پر برج کرنا نہیں ہے۔ بلکہ اس کی زد میں خود نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس بھی آتی ہے۔ رب تعالیٰ کی شریعت بھی آتی ہے اور خود ذات باری تعالیٰ بھی۔

اصحاب رسول ﷺ پر قدح و جرح کا معاملہ تو واضح ہی ہے۔ جہاں تک اس سے رسول اللہ ﷺ پر قدح و اعتراض کا تعلق ہے تو وہ اس طرح کے معاذ اللہ آپ ﷺ کے اصحاب و ائمہ اور خلفاء اس امت کے بدترین قسم کے لوگ تھے، اس سے رسول ﷺ کی ذات مبارکہ ایک دوسری حیثیت سے بھی رذ و قدح کی زد میں آتی ہے اور وہ اس طرح کہ اس سے ان امور میں آپ ﷺ کی تکذیب لازم آتی ہے جن میں آپ ﷺ نے ان کے فضائل و مناقب کی خبر دی ہے۔

اس سے اللہ تعالیٰ کی شریعت پر اس لیے اعتراض ہوتا ہے کہ نقل شریعت میں ہمارے رسول اللہ ﷺ کے درمیان واسطہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، جب ان کی عدالت ساقط ہو جائے گی تو شریعت از خود غیر معتبر ہو کر رہ جائے گی۔

اس سے ذات باری تعالیٰ اس طرح متاثر ہوتی ہے کہ اس نے اپنے محبوب نبی ﷺ کو مخلوق کے بدترین لوگوں میں مبعوث کیا، انہیں اس کی رفاقت و محبت کے لیے منتخب کیا، اور انہیں اپنی شریعت کے حامل اور امت رسول تک اس کے ناقلمین بنایا۔

اس سے آپ خود بھی اندازہ کر سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سب و شتم کرنے پر کتنی بڑی بڑی آفتیں ٹوٹتی ہیں اور اس کا سلسلہ کہاں کہاں تک پہنچتا ہے۔ لہذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بغض صحابہ رضی اللہ عنہم پر مبنی رویے سے براءت کا اظہار کرتے ہیں اور یہ پختہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان سے محبت و عقیدت رکھنا ہم سب پر فرض ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ ہمارے دل ان انہوں نے یہ کہہ کر ساتھ محبت سے لبریز ہیں جس کی وجہ ان کا تقویٰ و ایمان علم۔ دین کی نشر و استقامت اور نبی کریم ﷺ کی نصرت و معاونت ہے۔

اہل سنت کا ناصبیوں سے اظہار براءت:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَعَلَيْكُمْ السَّوَابُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ أَهْلَ الْبَيْتِ بِقَوْلٍ أَوْ

عَمَلٍ))

”اور وہ ناصبیوں کے طریقہ سے بھی براءت کا اظہار کرتے ہیں جو کہ اپنے قول

یا عمل سے اہل بیت کو اذیت دیتے ہیں۔“

شیخ صالح آل محمدین اس کی شرح میں رقمطراز ہیں:

یعنی اہل اللہ، انجماء ناصبیوں کے طریقہ سے بھی براءت کا اظہار کرتے ہیں۔ رافضی

اہل بیت کی محبت میں اس قدر غلو سے کام لیتے ہیں کہ انہیں دائرۃ بشریت سے نکال کر عصمت

و ولایت کے دائرے میں داخل کر دیتے ہیں، جبکہ ناصبی ان کے بالکل برعکس رویہ اختیار کرتے ہیں، انہوں نے جب رافضیوں کو اہل بیت کی محبت میں غلو اختیار کرتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے کہ اگر تم ان کی محبت میں یہ کچھ کرتے ہو تو ہم ان سے نفرت کریں گے۔ مگر بدعت کا بدعت کے ساتھ مقابلہ کرنا اسے مزید تقویت دینے کا باعث بنتا ہے۔ میانہ روی بہترین معاملہ ہوا کرتا ہے۔

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ بنت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہا سے کہا: ”اے علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی! اللہ کی قسم! روئے زمین پر کوئی خاندان تم سے بڑھ کر مجھے پیارا نہیں۔ بلکہ تم مجھے میرے اپنے خاندان سے بھی بڑھ کر محبوب ہو۔“^۱

امام حسن بصری رضی اللہ عنہ:

حسن بصری رضی اللہ عنہ سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: واللہ! علی رضی اللہ عنہ اللہ کے دشمن پر اس کی تیروں میں سے نہایت درست نشانہ باز تیر تھے اور اس امت کے ربانی عالم، صاحب فضیلت، اسلام میں سبقت لے جانے والے اور رسول اللہ ﷺ کے قریبی رشتہ دار تھے، اللہ کے حکم سے غفلت کرنے والے نہ تھے، نہ ہی اللہ کے دین کے بارے میں کسی ملامت کی پروا کرتے اور نہ ہی اللہ کے مال میں خائن تھے، قرآن کی اپنی عزیمتوں سے مزین کیا اور اس کے حسین مناظر کے ذریعہ سے کاسیانی حاصل کی، یہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

امام شعبی رضی اللہ عنہ:

مشہور ائمہ تابعی امام عامر بن شریک رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۰۳ھ یا ۱۰۴ھ) نے فرمایا

((حُبَّ أَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّكَ وَلَا تَكُنْ رَافِضِيًّا وَاعْمَلْ بِالنُّقَرَانِ وَلَا تَكُنْ حُرُورِيًّا وَاعْلَمْ أَنَّ مَا آتَاكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنْ اللَّهِ وَمَا آتَاكَ

مَنْ سَيِّئَةً فَمَنْ نَفْسِكَ وَلَا تَكُنْ قَدَرِيًّا. وَأَطِيعِ الْإِمَامَ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَسِيًّا))

”اپنے نبی کے اہل بیت سے محبت کر اور رافضی نہ ہونا۔ قرآن پر عمل کر اور خارجی نہ ہونا۔ جان لے! کہ تجھے جو اچھائی ملی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو مصیبت پہنچی ہے وہ تیری اپنی وجہ سے ہے اور قدردی (یعنی تقدیر کا مکر) نہ ہونا۔ اور خلیفہ (یعنی مسلمان حکمران) کی اطاعت کر اگرچہ وہ جشی غلام ہو۔“^①

امام شعبی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

”میں تمہیں خواہشات کے غلام اور گمراہ رافضیوں سے اور ان کے شر سے بچنے کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ یہ مسلمانوں سے نفرت و بغض رکھتے ہیں۔“^②

امام مالک (تابعی) رحمہ اللہ:

امام صاحب نے سورہ فتح کے آخری رکوع کی آیت ﴿لِيَغْلِبَ بِهِمُ الْكَافِرُ﴾ کو رافضیوں کے لٹر کی قرآنی دلیل قرار دیا اور یہ اصول بیان فرمایا کہ جو صحابہ سے جلے وہ کافر ہے اور اس سلسلہ میں علماء کی کثیر تعداد نے امام صاحب کی تائید کی ہے۔^③

امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ:

امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے تھے:

﴿مَا جَاءَ أَحَدٌ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِّنَ الْمَضَائِلِ مَا جَاءَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ﴾^④

”جتنے فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے (احادیث میں) آئے ہیں اتنے

① تاریخ حلیہ بر معین روایۃ عباس الدوری و ہدام ریاضہ: ۱۱۶۳

② صواعق المسنة: ۶/۱

③ الاعتصام: ۱۲۶۱/۲ بحوالہ بیات، ص ۱۲۲، ۱۲۵، ۱۵۴۔ مزید دیکھیں تفسیر ابن کثیر و تفسیر روح المعانی پارہ نمبر ۲۶ سورہ فتح آخری رکوع

④ مستدرک الحاکم ۱/۶۱، ۱۰۸، ۱۱۰، رقم: ۵۷۷۲۔ امام حاکم نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

فضائل کسی دوسرے صحابی کے نہیں آئے۔“

عبداللہ بن احمد بن حنبلؒ جنت کا بیان ہے کہ ایک دن میں اپنے ابا کے سامنے بیٹھا تھا کہ کرسیوں کی ایک جماعت آپ کے پاس آئی۔ انہوں نے ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کی خلافت پر گفتگو شروع کر دی اور کافی کچھ کہا، پھر علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا تذکرہ چھیڑا اور اس کے بارے میں خوب طویل طویل باتیں کیں، میرے ابا نے اپنا سر ان کی طرف اٹھایا اور کہا: اے لوگو! تم لوگ علی اور ان کی خلافت کے بارے میں بہت کچھ باتیں کر چکے۔ تم لوگوں کا کیا گمان ہے؟ کیا خلافت نے علی کی شخصیت کو چمکایا ہے؟ نہیں، بلکہ علی رضی اللہ عنہ نے خلافت کو چمکایا ہے۔ ❶

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ :

علی رضی اللہ عنہ سے پسند تو اتر ثابت ہے کہ انہوں نے فرمایا، اس امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل شخص ابوبکر، پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں، یہ روایت بہت سی سندوں سے ثابت ہے، یہاں تک کہا گیا ہے کہ اس کی تقریباً اسی (۸۰) سندیں ہیں اور ایسے ہی آپ سے یہ قول بھی مروی ہے کہ آپ فرماتے تھے، اگر میرے پاس کوئی ایسا آدمی لایا گیا جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر مجھے فضیلت دیتا ہوگا تو میں اس پر تہمت کی حد نافذ کروں گا۔ ❷

امام قرطبی رحمۃ اللہ :

امام قرطبی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

”جو شخص ابوبکر اور علی رضی اللہ عنہما کے درمیان صدیقی باز پرس اور مرتضوی اعتذار اور پھر اس سے نتیجے میں بیعت خلافت پر اذقی پر غور کرے گا اسے مانتا، ماننا، ماننا، ماننا، ماننا میں سے ہر ایک دوسرے کی فضیلت و احترام کے قائل تھے اور باہمی محبت اور تقدس پر دونوں متفق تھے، انسانی طبیعت اگرچہ کبھی کبھی خواہشات سے مغلوب

❶ تاریخ مدیۃ السلام: ۱/۶۲۔

❷ مساجد النبی: ۳/۱۶۲۔

ہو جایا کرتی ہے، لیکن دین پسندی اس کا انکار کرتی ہے۔ واللہ الموفق۔“^۱
 امام ابو بکر محمد بن الحسین الآجری رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۰ھ):
 امام ابو بکر محمد بن الحسین الآجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”جان لو! اللہ ہم پر اور تم پر رحم کرے، بے شک اللہ کریم نے امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اعلیٰ فضیلت عطا فرمائی۔ خیر میں آپ کی پیش قدمیاں عظیم ہیں اور آپ کے مناقب بہت زیادہ ہیں۔ آپ عظیم فضیلت والے ہیں۔ آپ جلیل القدر، عالی مرتبہ اور بڑی شان والے ہیں۔

آپ رسول اللہ ﷺ کے بھائی اور چچا زاد، حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے ابا، مسلمانوں کے مرد میدان، رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرنے والے، ہم پہلے لوگوں سے لڑنے والے، امام عادل زاہد، دنیا سے بے نیاز (اور) آخرت کے طلب گار، قبیح حق، باطل سے دور اور ہر بہترین اخلاق والے ہیں۔ اللہ و رسول ﷺ آپ سے محبت کرتے ہیں اور آپ اللہ و رسول سے محبت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ ایسے انسان ہیں کہ آپ سے متقی مومن ہی محبت کرتا ہے اور آپ سے صرف منافق بد نصیب ہی بغض رکھتا ہے۔ عقل، علم، بردباری اور ادب کا خزانہ ہیں۔“^۲

علامہ ذہبی رحمہ اللہ:

علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اپنے زمانہ میں تمام عورتوں کی سردار، نبی کریم ﷺ کی لخت جگر اور ذریعہ نسل، اپنے عظیم باپ کے مشابہ، سردار خلاق جناب رسول اللہ ﷺ ابو القاسم محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف کی صاحبزادی، قریشیہ،

① صحیح البخاری: ۱/۱۵۵

② الشریعۃ للأجری، ج ۱، ص ۷۱۱، ۷۱۵

باشیر، حسن و حسین کی والدہ۔ نبی کریم ﷺ ان سے شدید محبت رکھتے۔ ان کی خصوصی تکریم و تعظیم فرماتے اور ان کے ساتھ راز کی باتیں فرمایا کرتے تھے۔ ان کے فضائل بہ شمار ہیں۔ وہ انتہائی عابدہ، دین دار، نیک نفس، صاحب عزت، عصمت مآب، قناعت پسند اور شکر گزار خاتون تھیں۔“ ۱

ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ :

حضرت ابو نعیم رحمۃ اللہ نے ان کی بابت یوں مدح سرائی فرمائی ہے:

”انتہائی عابدہ و زاہدہ، صاف دل خاتون، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پاکباز، سیدہ، جناب رسول اللہ ﷺ کی لخت جگر جو آپ ﷺ سے بہت مشابہت رکھتی تھیں، اولاد میں سب سے زیادہ آپ ﷺ کے دل کے قریب اور آپ کی وفات کے بعد سب سے پہلے آپ ﷺ کو جاملنے والی، دنیا اور اس کی زینت سے دور و نفور اور دنیا کی بیچ و آفات اور خرابیوں سے بخوبی مطلع۔“ ۲

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ :

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ اہل السنۃ والجماعۃ کا موقف بیان کرتے ہوئے رقمراز ہیں:

”وہ تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے عقیدت رکھتے ہیں اور جوان پالہ انسانوں کو یا ان میں چند ایک کو کافر قرار دے، اُسے کافر کہتے ہیں اور وہ سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اور مشہور اسباط رسول ﷺ سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں، مثلاً حضرت عبداللہ بن حسن رضی اللہ عنہ، حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ (زین العابدین)، حضرت محمد بن محمد رضی اللہ عنہ بن علی بن حسین (الباقر)، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بن محمد (الصادق)، حضرت موسیٰ بن جعفر رضی اللہ عنہ (الکاظم)، حضرت علی رضی اللہ عنہ بن موسیٰ (الرضا) اور اسی طرح امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ساری اولاد جیسے حضرت

① سیر بیۃ السلاطین ۱۶۸/۱۶۹

② حلیۃ الاولیاء: ۳۹/۲

عباس بن علی، حضرت عمر بن الخطاب بن علی، حضرت محمد بن علی (ابن الحنفیہ) اور انہیں جیسے عقیدہ و عمل رکھنے والے دیگر اہل بیت کرام۔“^۱

علامہ اسفراکینی،

امام اسفراکینی زینت اہل السنۃ والجماعۃ کا منہج بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

”اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اس امت کے اسلاف کرام کے متعلق ناروا بات کہنے اور حیب ہوئی کرنے سے محفوظ رکھا ہے۔ چنانچہ وہ مہاجرین و انصار اور دیگر سرداران اسلام کے حق میں کلمہ خیر کے سوا کچھ نہیں کہتے اور نہ ہی وہ اہل بدرد اُحد اور اہل بیت رضوان کے پارے میں کوئی غلط رائے رکھتے ہیں اور نہ ہی وہ ان تمام صحابہ کو برا کہتے ہیں جن کے متعلق حضرت رسول کریم ﷺ نے جنتی ہونے کی شہادت دی ہے اور نہ ہی وہ حضرت رسول کریم ﷺ کی ازواج مطہرات اور اصحاب اور اولاد و اتحاد (نواسوں) کے متعلق نامناسب بات کہنے اور سننے کو تیار ہیں، جیسے حضرت حسن بن علیؑ، حضرت حسین بن علیؑ اور ان کی اولاد میں سے مشہور اعلام، جیسے حضرت عبداللہ بن علیؑ، حضرت علی بن علیؑ، بن حسین بن علیؑ، حضرت محمد بن علیؑ، بن علی بن علیؑ، حضرت جعفر بن علیؑ، بن محمد بن علیؑ، بن علی بن علیؑ، حضرت موسیٰ بن جعفر بن علیؑ اور علی بن علیؑ بن موسیٰ (الرضا) اور، یکر اہل بیت کرام جو بغیر کسی طرح کے تغیر و تبدل، دین حق پر گامزن رہے اور نہ ہی وہ خلفائے راشدین میں سے کسی کے متعلق تنقید برداشت کرتے ہیں اور اس طرح وہ ان مشہور تابعین اور تبع تابعین علیہم السلام پر تنقید کرنا جائز نہیں سمجھتے جنہیں اللہ تعالیٰ نے بدعات اور منکرات میں ملوث ہونے سے بچایا ہے۔ یہ ہے اہل بیت رسول ﷺ کے متعلق، اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ اور جو شخص اس سلسلے میں مزید آگاہی حاصل کرنا چاہتا ہے، اسے اہل السنۃ کی مرتب

کردہ کتب حدیث و سیرت اوسوانح کا مطالعہ کرنا چاہیے، ان شاء اللہ اس پر یہ حقیقت آشکارا ہو جائے گی کہ اہل السنہ سے بڑھ کر اہل بیت رسول ﷺ کا قدردان اور کوئی نہ ہوگا۔ ❶

قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ

۱۔ جو شخص ایسی بات کہے کہ جس سے امت گمراہ قرار پائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تحفیر ہو ہم اسے قطعیت کے ساتھ کافر قرار دیں گے۔

۲۔ اسی طرح ہم اس شخص کو بھی قطعیت کے ساتھ کافر قرار دیں گے جو قرآن کا یا اس کے کسی ایک حرف کا انکار کرے یا اس میں کوئی تبدیلی کرے یا زیادتی کرے۔ ❷

شیخ صالح الفوزان رحمہ اللہ:

شیخ صالح الفوزان رحمہ اللہ کتاب التوحید، ص ۸۰ پر رقمطراز ہیں:

”اہل سنت والجماعہ رافضی شیعوں کے غلط عقائد سے پاک ہیں، جو بعض اہل بیت کے سلسلے میں غلو سے کام لیتے ہوئے ان کی عصمت کا دعویٰ کرتے ہیں، اسی طرح نواصب کے گمراہ کن طریقہ سے بھی پاک ہیں جو اصحاب استقامت اہل بیت سے بغض اور دشمنی رکھتے ہیں، انہیں لعن طعن کرتے ہیں، اہل سنت والجماعہ ان اہل بدعت اور خرافات کا ارتکاب کرنے والوں کی گمراہی سے بھی پاک ہیں جو اہل بیت کو وسیلہ بناتے ہیں اور اللہ کے سوا ان کو ارباب حل و عقد مانتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اہل سنت والجماعہ اس یارے میں اور دیگر معاملات میں بھی سچ و سدا اور سراط مستقیم پر قائم ہیں۔ جن کے رویہ میں کوئی افراط و تفریط نہیں اور نہ اہل بیت کے حق میں حق تلفی و غلو ہے، خود معتدل دین پر قائم اہل بیت اپنے لیے غلو پسند نہیں کرتے ہیں اور غلو کرنے والوں سے

❶ صحابہ کرام اور اہل بیت میں محبت و اخوت، ص ۷۴

❷ کتاب الشفاء، ۲۰/۲۸۶، ۲۸۱، ۲۹۰

پناہ مانگتے ہیں۔ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے متعلق غلو کرنے والوں کو آگ میں جلا دیا تھا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کے قتل کو جائز قرار دیا ہے، لیکن وہ آگ کی بجائے تلوار سے قتل کے قائل ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غلو کرنے والوں کے سردار عبداللہ بن سبا کو قتل کرنے کے لیے تلاش کروایا تھا لیکن وہ بھاگ گیا اور کہیں چھپ گیا تھا۔“

سید ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ:

سید ابوبکر غزنوی رشتہ ”قربت کی راہیں، ص ۶۴۰“ پر رقمطراز ہیں:

”حضور اقدس ﷺ کی محبت کا تقاضا ہے کہ جو جو انہیں محبوب تھا، ہم بھی انہیں چاہیں اور ان سے پیار کریں۔ جن جن سے انہیں تعلق خاطر تھا ہم بھی ایک قلبی رابطہ ان سے محسوس کریں اور ان کا ادب و احترام ان کی تعظیم و توقیر جی کی گہرائیوں میں محسوس کریں۔ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو خود حضور ﷺ سے ہماری محبت میں نقص ہے اور ہزار ہم محبت رسولی ہونے کا دعویٰ کریں اگر یہ کیفیت نہیں ہے تو یہ جب رسول محض ایک فریب نفس ہے۔ محبوب کی ہر شے عزیز ہوتی ہے۔ وہ لباس جو محبوب پہنتا ہے اور جس میں اس کی خوشبو بسی ہوئی ہوتی ہے، جی کو بھلا معلوم ہوتا ہے۔ ایک عاشق نے کہا:

اے گل تو خور سندم تو بوئے کسے داری

”اے پھول اس لیے بھلا معلوم ہوتا ہے کہ اس میں سے یار کی خوشبو آتی ہے

اس گھر کے در و دیوار پر پیار آتا ہے جن میں محبوب نے زندگی بسر کی ہو۔“

قیس عامری کہتا ہے:

امر علی الدیار دیار لیلی

اقبل ذا الجدار و ذا الجدارا

و صاحب الدیار شغفن قلبی

و لاکن حب من سکن الدیار

”میں لیلیٰ کے گھروں کے پاس سے گزرتا ہوں، کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں، کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں، کچھ ایسی بات نہیں کہاں گھروں کے پتھروں اور اینٹوں پر میں رتجھا ہوا ہوں، نہیں یہ تو اس کی محبت کا تقاضا ہے جو ان گھروں میں رہتا ہے۔“

وہ راہیں جن سے یاد گزرتا ہے، ان راہوں پر پیارا آتا ہے۔

وہاں وہاں ابھی رقصاں ہے بوئے عنبر و گل

جہاں جہاں سے چمن میں بہار گزری ہے

قیس عامری کہتا ہے:

من آل لیلیٰ و ابن لیلیٰ

”لیلیٰ اب کہاں ہے۔ لیلیٰ کے بچوں کے چہروں میں سے لیلیٰ کی جھلک

دیکھتا ہوں۔“

یہ محبت کی عام داروات ہیں۔ محبت تو جہاں بھی ہوگی، اس کے برکت و بارشیں ہیں۔ ان کیفیتوں کا حال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھو۔ آپ ﷺ کے وضو سے جو پانی بیج جاتا، صحابہ اس پر جھپٹ پڑتے۔ صحابہ اسے تبرکات اور تینا جسم پر ملتے تھے۔ آپ کا لعاب مبارک صحابہ کے ہاتھوں پر گرتا تھا، آپ حجامت کروا لے تو حضور ﷺ کے صحابہ کا آپ کے گرد ہجوم ہوتا تھا اور آپ کے بالوں کو سر سے اترتے ہی اچک لیتے تھے۔^①

((أَحِبُّونِي بِحُبِّ اللَّهِ، وَ أَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي لِحُبِّي))^②

① صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب استعمال فضح الوضوء۔ سنن السنائی، کتاب الطہارۃ، باب

الانتفاع بمصل الوضوء۔ صحیح مسلم، کتاب المفصل باب من قرب النبی ﷺ.

② سنن ترمذی، کتاب السلف، رقم: ۲۷۸۹، امام ترمذی نے اسے ”حسن غریب“ قرار دیا ہے۔

”اللہ کی محبت کی بنا پر مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی بنا پر میرے گھرانے کے افراد سے محبت کرو۔“

پھر گھر انہ بھی وہ کہ خود اللہ آخری صحیفہ آسمانی میں ان سے خطاب کرتا ہے اور ان کی طہارت اور پاکیزگی کا اعلان کرتا ہے۔

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ (الاحزاب: ۳۳)

”اے پیغمبر ﷺ کے گھر والو! اللہ کو تو بس یہی منظور ہے کہ تم سے ہر طرح کی گندگی دور کرے اور تمہیں ایسا پاک صاف کر دے جیسا کہ پاک صاف کرنے کا حق ہوتا ہے۔“

جب رسول اللہ ﷺ نے رحلت فرمائی تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عمر پانچ برس اور بعض روایتوں کے مطابق سات برس تھی۔ ”البدایۃ والنہایۃ“ میں ہے:

((كَانَ الصِّدِّيقُ يُكْرِمُهُ وَيُعَظِّمُهُ وَكَذَلِكَ عُمَرُو عُمَاسَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ))

”حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا احترام کرتے تھے اور ان کی تعظیم و بجا لاتے تھے اور یہی حال حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کا تھا۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو محبت اور عقیدت حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے تھی، اس کا سرِ پشہ وہی محبت اور والہانہ شینگسی تھی جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی سے تھی۔

اک بات اس میں پائی تھی شوخی یار کی
ہم نے بھی اپنی جان لڑا دی قضا کے ساتھ
پس جس گہرائی کی محبوبیت کا یہ عالم ہو، اس کی محبت اور یاد میں جو صمخیں اور شامیں

برہو جائیں، حاصل عمر رازیاں ہیں۔ ان کی مدح و توصیف میں جس قدر بھی زبانیں زمرہ پیرا ہوں کم ہیں۔ ان کی یاد و روح کی پاکیزگی اور دل کی طہارت کا ساماں ہے۔

ساتھیو! اپنے حرمِ دل میں جھانک کر دیکھو۔ اگر اس میں اہل بیت کی محبت اور بالخصوص حسین بن فاطمہؑ کی محبت نہیں پاتے ہو تو تم یقین کرو کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمہاری محبت بھی محض فریبِ نفس ہے۔ صحابہ کرامؓ کو دیکھو کہ آپ ﷺ کا پسینہ، آپ ﷺ کے دھوکا بچا ہوا پانی، آپ ﷺ کے موسے مبارک، حتیٰ کہ آپ ﷺ کا لعاب دہن بھی انہیں عزیز تھا، پھر آدھ ہزار آہِ حراماں اگر تم اپنے سینوں کو حسین بن فاطمہؑ کے ساتھ محبت و تقسیم سے خالی پاتے ہو، یہ بہت بڑی محرومی اور شقاوت ہے۔ تم یقین کرو کہ حضور ﷺ کی محبت اگر تمہارے رگ دپے میں اتر جائے تو تم ان کے غلاموں کے غلاموں کے غلاموں کا بھی ادب کرو۔

آہ! یہ کیسی للہیت کی موت اور ایمان کی جانکنی ہے کہ بعض علماء عین منبر رسول پر کھڑے ہو کر اس محبوب بارگاہِ رسالت، اس جگر گوشہٴ بتول کا ذکر حقارت آمیز لہجے میں کرتے ہیں، وہ گھرانہ جس سے تم نے فیض حاصل کیا، وہ جن کی جوتیوں کے صدقے میں تمہیں ایمان و اسلام کی معرفت حاصل ہوئی، تم کو کیا ہوا کہ تم ان ہی کی عیب چیمیاں کرتے ہو۔ پھر اس عیب چینی اور خوردہ غری کے لیے تمہیں رسول اللہ ﷺ کے منبر کے سوا کوئی اور جگہ نہیں ملتی۔ پھر تم اپنے لب و لہجہ کو تو دیکھو، یوں محسوس ہوتا ہے جیسے شمر بن ذی الجوشن، یزید اور ابن زیاد نے اہل بیت کے خلاف مقدمے میں تمہیں اپنا وکیل بنالیا ہے۔

حضرت حسینؑ کی محبت بھی تھی اور اہل بیت میں سے بھی تھے، وہ صرف صحابی ہی نہ تھے، جلیل القدر علماء صحابہ میں سے تھے۔ وہ صرف اہل بیت ہی سے نہ تھے محبوب بارگاہ رسالت تھے۔ پس حضرت حسینؑ کی شان میں گستاخی، ان کی تنقیص، ان کے بارے میں سوء ادب سراسر موجبِ حراماں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ خَوَّاهِمُ تَوْفِیْقِ اَدَبِ
بے ادب محروم مانداز فضل رب ۵

نواب صدیق حسن خاں قنوجی راجہ:

اہل سنت، الجماعت اور شیعوں سے براءت کا اظہار کرتے ہیں جن کا عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض و عداوت رکھنا اور ان کو گالیاں دینا ہے اور اسی طرح اہل سنت و الجماعت نواصب اور خوارج سے براءت کا اظہار کرتے ہیں جن کا عقیدہ اہل بیت کو قولا و عملا تکلیف پہنچانا ہے۔ ۵



① قربت کی راہیں، ار حنیہ: بابکر غزنوی راجہ، ص ۷۴-۷۳

② قطب السمرقانی: باب عقیدۃ اہل ائمہ، ۱/۶۷۶

باب نمبر ۱۱:

اہل بیت علیہم السلام کے حقوق و خصوصیات

اہل بیت عظام علیہم السلام کی تعریف و تحدید، قرآن و سنت کی روشنی میں ان کے فضائل و مناقب کے بیان کے بعد بہت ضروری ہے کہ ان کے حقوق و خصوصیات کا بیان بھی ہو جائے تاکہ اہل اسلام کے دل میں ان کی عقیدت و محبت جاگزیں ہو جائے۔

(پہلی خصوصیت) اہل بیت سے محبت کرنا:

اہل بیت کا پہلا حق یہ ہے کہ ان سے محبت کی جائے۔ اللہ عز و جل بھی اہل بیت رسول ﷺ اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام علیہم السلام سے محبت رکھتے ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو کسی کے دل کو سیدنا محمد کریم ﷺ کے دل جیسا نہ پایا تو اسے اپنی رسالت اور نبوت کے لیے پسند فرمایا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے دل کے بعد باقی لوگوں کے دلوں کو دیکھا تو کسی کے دل کو صحابہ کرام علیہم السلام کے دلوں جیسا نہ پایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی کے وزیر بنادیا۔“ ❶

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ)) ❷

”کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس

❶ مسند احمد: ۱/۳۷۹.

❷ صحیح بخاری، کتاب الامان، باب حب الرسول ﷺ من الامان، رقم: ۱۵

کے اہل مال، اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔“
امام شافعیؒ نے اسی لیے محبتِ اہل بیت میں درج ذیل اشعار محبت و عقیدت میں
ڈوب کر رکھے ہیں۔

بَا أَهْلَ بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ حُبُّكُمْ
فَرَضَ مِنَ اللَّهِ فِي الْقُرْآنِ أَنْزَلَهُ
كَفَاكُمْ مِنْ عَظِيمِ الْقَدْرِ أَنْكُمْ
مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَا صَلَوةَ لَهُ

”اے نبی ﷺ کے اہل بیت اللہ تعالیٰ نے تمہاری محبت کو فرض قرار دیا ہے اس
قرآن حکیم میں جس کو اس نے نازل کیا ہے تمہاری عظمت و شان کے لیے یہی
کافی ہے کہ جس نے تم پر درود نہیں پڑھا اس کی نماز ہی قبول نہیں۔“

ایک اور مقام پر امام شافعیؒ نے محبتِ اہل بیت سے منہ موڑنے والوں پر ان الفاظ
میں تنقید کی ہے:

لَمَّا رَأَيْتُ النَّاسَ قَدْ ذَهَبَتْ بِهِمْ
مَذَاهِبُهُمْ فِي الْبَحْرِ الْمَغِيِّ وَالْجَهْلِ
وَأَمْسَكَتُ حَبْلَ اللَّهِ وَهُوَ وَلَا تُهْمُ
كَمَا قَدْ أَمَرْنَا بِاتِّمَالِ الْبَحْلِ

”جب میں نے لوگوں کو دیکھا کہ بے شک وہ ان لوگوں کی روش پر چل رہے
ہیں جو جہالت اور ہلاکت کے سمندر میں غرق ہیں تو میں نے اللہ عزوجل کی رسی
کو تھام لیا اور وہ ان (اہل بیت) کی محبت ہے جیسا کہ ہمیں اس رسی کو مضبوطی
سے تھامنے کا حکم دیا گیا ہے۔“^۱

اہل بیت عظامؑ ہی اللہ سے محبت و مودت و ریعہ فوز و فلاح ہے تو ان سے بغض و عناد

۱ بحوالہ ہمیں نہیں دیا ہے؟ محبت کیوں ہے؟ ص: ۵۷۔

ذریعہ ہلاکت ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُبْغِضُنَا أَهْلَ الْبَيْتِ أَحَدٌ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ النَّارَ)) ❶

”مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اہل بیت سے جو بندہ بھی بغض رکھے، اللہ تعالیٰ اسے آگ میں داخل کرے گا۔“

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَالَّذِي فَلَقَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ إِنَّهُ لَعَهْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى أَنْ لَا يُحِبُّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُنِي إِلَّا مُنَافِقٌ)) ❷

”قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے دانے کو چیرا اور جس نے جان داروں کو پیدا کیا، پیارے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ مجھ (علی) سے صرف مومن ہی محبت رکھے گا اور صرف منافق ہی مجھ سے بغض رکھے گا۔“

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اللہ تعالیٰ سے محبت کرو ان نعمتوں کی وجہ سے جو اس نے تمہیں عطا فرمائیں اور مجھ سے اللہ تعالیٰ کی محبت کے سبب محبت کرو اور میرے اہل بیت سے میری محبت کی خاطر محبت کرو۔“ ❸

ایک مقام پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَاللَّهِ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ أَمْرِي إِيمَانٌ حَتَّى يُحِبَّكُمْ اللَّهُ وَلِقَرَابَتِي)) ❹

❶ سلسلۃ احادیث النصحیۃ، رقم الحدیث: ۲۴۸۸۔

❷ صحیح مسلم، کتب الایمان، باب اللیل علی ان حب الانصار و علی من الایمان، رقم: ۷۱۹، ۸۳۱۔

❸ سنن ترمذی، رقم الحدیث: ۳۷۸۹۔ مستدرک حاکم، رقم: ۴۷۱۶۔ امام ترمذی نے اسے ”حسن غریب“ کہا ہے۔ مزید دیکھیں تخریج فہم السیرۃ: ۲۳۔

❹ مسند احمد، رقم: ۱۷۷۷، ۱۷۵۵۔ اقتضاء الصراط المستقیم: ۴۲۸/۱۔ ابن تیمیہ اور شیخ شعب نے اسے صحیح الاسناد اور قوی قرار دیا ہے۔

”اللہ کی قسم! کسی شخص کے دل میں ایمان داخل نہ ہوگا یہاں تک کہ وہ تم (اہل بیت رسول ﷺ) سے اللہ کے لیے اور میری قرابت داری کی وجہ سے محبت نہ کرے۔“

دوسری خصوصیت) مالی زکوٰۃ صدقات کی حرمت:

آل بیت رسول اللہ ﷺ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ ان کے لیے مالی زکوٰۃ و صدقات لینا حرام ہے، حلال نہیں۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَبْغَىٰ لِأَلِ مُحَمَّدٍ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاحُ النَّاسِ)) ۹

”بے شک آل محمد ﷺ کے لیے صدقہ (و مالی زکوٰۃ) حلال نہیں کیونکہ یہ تو لوگوں (سے مانوں) کا میل کچیل ہوتا ہے۔“

تیسری خصوصیت) مالی غنیمت اور مالی فے میں سے خمس کا حق:

اموال غنیمت اور اموال فے میں سے پانچواں حصہ رسول اللہ ﷺ کے پاس رہتا جس میں سے آپ ﷺ اپنی مرضی کے مطابق تصرف کرتے، اسی میں سے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنی طرف سے تشجیعی انعامات دیتے اور یاد رہے کہ غنیمت اور فے کا خمس آپ ﷺ کے اہل قرابت اور آل بیت کے لیے آپ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی ثابت ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِإِخْوَتِهِ
الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالسَّائِلِينَ وَأَهْلِ السَّبِيلِ إِن كُنْتُمْ أَمْنْتُمْ بِاللَّهِ وَمَا
أَنزَلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ التَّفَاقُّمِ أَلَا لِلَّهِ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ
قُدْرَةٌ ۝۶۱﴾ (الاحزاب: ۶۱)

”اور جان لو کہ تمہیں جو کچھ بھی مالی غنیمت ہاتھ آئے گا، اس کا پانچواں حصہ اللہ

اور اس کے رسول کے لیے اور (رسول کے) رشتہ داروں، اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہوگا، اگر تمہارا ایمان اللہ اور اس نصرت و تائید پر ہے جو ہم نے اپنے بندے پر اُس دن اتارا تھا جب حق باطل سے جدا ہو گیا، جب دونوں فوجوں کی مذبحیئر ہو گئی، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔“

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ جنگ کے بعد تمام اموال غنیمت جمع کرنے کا حکم دیتے تھے پھر جو مجاہد کسی کافر سے کوئی چیز چھینے ہوتا تھا وہ اسے دے دیتے تھے، اس کے بعد پانچواں حصہ الگ کر دیتے تھے، اور باقی مال کا کچھ حصہ ان عورتوں، بچوں اور غلاموں کو دیتے تھے جن کا مال غنیمت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا تھا۔ اُس کے بعد باقی مال اس جنگ میں شریک ہونے والے مجاہد مسلمانوں کے درمیان عدل و انصاف کے ساتھ برابر برابر تقسیم کر دیتے تھے۔ انتہی ۔ ۵

”ذوالقربی“ سے مراد بنی ہاشم اور بنی مطلب ہیں اور ”یتامی“ میں (راجہ رائے کے مطابق) مال دار اور فقیر سبھی داخل ہیں، اور ”مساکین“ سے مراد وہ اصحاب حاجت ہیں جو اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے مال نہیں رکھتے۔ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد ان کا اور ان کے رشتہ داروں کا حصہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی تیاریوں پر خرچ کرتے رہے۔ سیدنا ابوبکر، علی اور قتادہ وغیرہم رضی اللہ عنہم کی یہی رائے تھی۔ امام مالک اور سلف صالحین میں اکثر لوگوں کی رائے ہے کہ مال غنیمت میں آپ ﷺ کا پانچواں حصہ امام وقت کے زیر تصرف ہوگا، اور وہ اسے اسلام اور مسلمانوں کے مصالح عامہ پر خرچ ہوگا۔ تیغ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس رائے کو ترجیح دی ہے۔

امام نسائی نے سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ میرے لیے ہے اور وہ بھی تم مسلمانوں پر ہی

خرچ ہوگا۔“ ۵

(چوتھی خصوصیت) رسولِ مکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی کے ساتھ اہل بیت پر بھی صلوٰۃ پڑھنا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (الاحزاب: ۵۶)

”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔“

اس آیتِ کریمہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ آسمان و زمین دونوں جگہ لائقِ صدا احترام ہیں۔ آسمان میں اللہ تعالیٰ اور فرشتے ان پر درود بھیجتے ہیں، اور زمین میں تمام اہل ایمان سے مطلوب ہے کہ انہیں درود و سلام کے تحفے بھیجتے رہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابو العالیہ سے روایت کی ہے کہ اللہ کے ”درود بھیجنے“ سے مراد، فرشتوں کی محفل میں آپ کا ذکر خیر ہے اور فرشتوں کے ”درود بھیجنے“ سے مراد آپ ﷺ کے لیے برکت کی دعا ہے۔

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”جلاء الأفہام“ میں ”صلوٰۃ“ یعنی درود کا معنی تفصیل سے بیان کیا ہے۔

ذیل کی سطور میں درودِ پاک کے مسنون الفاظ اور اس کے مقامات بیان کر دیئے گئے ہیں۔

۱۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے اور امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم نے سیدنا ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ ہم آپ پر سلام بھیجنا تو جانتے ہیں، درود کیسے

① متن نسائی، کتاب اللہ، رقم: ۳۷۱۸۔ سنن ابوداؤد، کتاب الجہاد، رقم: ۲۶۹۴۔ مسند

بھیجیں، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، تم کہو:

((اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ)) •

”اے اللہ! محمد اور آل محمد پر اسی طرح رحمت بھیج جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت بھیجی ہے، تعریف اور بزرگی تیرے ہی لیے ہے۔ اے اللہ! محمد اور آل محمد پر اسی طرح برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی، تو بزرگ ہے اور اپنی ذات میں آپ نمود ہے۔“

۲۔ ((عَنْ زَيْدِ بْنِ خَارِجَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَنَا سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: صَلُّوا عَلَيَّ وَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ وَقُولُوا: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ.)) •

”سیدنا زید بن خارجه رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے (درود کے بارے میں) سوال کیا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”مجھ پر درود بھیجا کہ دو اور دعا میں اسے لازم کر لو اور یوں کہو: اے اللہ محمد اور آل محمد پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔“

۳۔ ((عَنْ أَبِي حُدَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَوْ أَنَّ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ

① صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، رقم: ۳۳۷۰۔

② سنن نسائی، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۱۲۹۲۔ محدث البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ۝

”سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر کس طرح درود بھیجیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”یوں کہ اے اللہ محمد ﷺ پر، آپ کی ازواجِ مطہرات پر اور آپ کی اولاد پر اسی طرح رحمت بھیج جس طرح تو نے آلِ ابراہیم پر رحمت بھیجی۔ اے اللہ! محمد ﷺ پر، آپ کی ازواجِ مطہرات پر اور آپ کی اولاد پر اسی طرح برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے آلِ ابراہیم پر برکت نازل فرمائی، تو بے شک بزرگ اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔“

۴ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں عبدالرزاق سے، انہوں نے معمر سے، انہوں نے ابن طاؤس سے، انہوں نے ابوبکر بن محمد بن عمر بن حزم سے اور انہوں نے ایک صحابی سے یہ روایت بیان فرمائی ہے کہ نبی کریم ﷺ یوں درود پڑھا کرتے تھے:

((اَسْتُغْنِيهِمْ صَلَّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ، وَعَلَى أَزْوَاجِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، وَ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ، وَعَلَى أَزْوَاجِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ)) ۝

”اے اللہ! (حضرت) محمد، آپ کے اہل بیت، آپ کی بیویوں اور آپ کی اولاد پر اتنی رحمت نازل فرما، جیسی کہ تو نے آلِ ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی، بلاشبہ تیرا رب اور بزرگ والا ہے۔ نیز محمد، آپ کے اہل بیت، آپ کی بیویوں اور آپ کی اولاد پر برکت نازل فرما، جیسی کہ تو نے آلِ ابراہیم پر برکت نازل فرمائی، بلاشبہ تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔“

① صحیح بخاری، کتاب الاحادیث الانبیاء، رقم: ۳۳۶۹

② مسند احمد، ۲/۵۷۵، شیخ حمزوزین نے اسے ”صحیح الاسناد“ قرار دیا ہے۔

۵۔ ((عَنْ عُثْبَةَ بْنِ عَمْرِو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلٌ حَتَّى جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَا، وَأَمَا الصَّلَاةُ فَأَخْبِرْنَا بِهَا كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ فَصَمَّتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى وَدَدْنَا أَنَّ الرَّجُلَ الَّذِي سَأَلَهُ لَمْ يَسْأَلْهُ. ثُمَّ قَالَ: إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَقُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأَمِيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأَمِيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ.)) ۵

”سیدنا عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور کہنے لگا۔ اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو معلوم ہے۔ البتہ درود بھیجنے کا طریقہ ہمیں بتائیے۔ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم نے خواہش کی کہ یہ آدمی ایسا سوال نہ کرتا، تو اچھا تھا۔ پھر کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جب تم مجھ پر درود بھیجو، تو کہو یا اللہ امی نبی محمد اور آل محمد پر اسی طرح رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی اور امی نبی محمد اور آل محمد پر اسی طرح برکت نازل فرما، جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی، تو یقیناً اپنی ذات میں آپ محمود اور بزرگ ہے۔“

۶۔ ((عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: اتَّفَقَ الْبَنَاءُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ، فَإِذَا صَلَّي أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: اَلتَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَ الصَّلَوَاتُ وَ الطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ

① رواہ اسماعیل القاضی فی فصل الصلاة علی النبی ﷺ۔ فصل الصلاة علی النبی ﷺ للنسائی، ۱: ۹۰

وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، أَسْلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ
الصَّالِحِينَ، فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمُوهَا أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي
السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. ((۵

”سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ
ہوئے اور فرمایا، ”اللہ ہی سلام ہے، جب تم نماز پڑھو، تو کہو: تمام زبانوں، جسمانی
اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں۔ اے نبی (ﷺ) آپ پر اللہ کا
سلام اور اس کی رحمتیں اور برکتیں ہوں ہم پر بھی اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی
سلام۔ جب تم یہ کہو گے تو یہ الفاظ اللہ کے تمام نیک بندوں کو پہنچیں گے چاہے وہ
آسمان میں ہوں یا زمین میں میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور
میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ اور آل محمد پر درود پڑھنے کے مقامات:

- ۱۔ بندے کو جب بھی موقع ملے درود و سلام پڑھے۔ ⑤
- ۲۔ صبح کے وقت درود و سلام پڑھا جائے۔ ⑤
- ۳۔ شام کے وقت درود و سلام پڑھا جائے۔ ⑤
- ۴۔ نماز کے بعد درود پڑھنا۔ ⑤
- ۵۔ ہر مجلس میں رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام پڑھنا۔ ⑤

① صحیح بخاری، کتاب الدعوات، رقم: ۶۳۲۸

② مسند احمد: ۳۷۶/۲، رقم: ۸۵۸۶

③ صحیح جامع الترمذی، رقم: ۶۲۳۳

④ صحیح جامع الترمذی، رقم: ۶۲۳۳

⑤ مسند ابو یعلیٰ، کتاب الدعوات، رقم: ۲۱۳

⑥ صحیح سنن ترمذی، رقم الحديث: ۲۶۹۱

- ۶۔ میت کے لیے نماز جنازہ میں درود پڑھنا۔ ①
- ۷۔ اذان کے بعد درود پڑھنا۔ ②
- ۸۔ جمعہ المبارک کے روز کثرت سے درود پڑھنا۔ ③
- ۹۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے سے پہلے درود پڑھنا۔ ④
- ۱۰۔ مصائب و تکالیف میں درود کو کثرت سے پڑھنا۔ ⑤
- ۱۱۔ گناہوں کو بخشوانے کے لیے درود پڑھنا۔ ⑥
- ۱۲۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت درود کا پڑھنا۔ ⑦
- ۱۳۔ مسجد سے نکلنے وقت درود کا پڑھنا۔ ⑧
- ۱۴۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی بجائے صرف درود ہی پڑھنا۔ ⑨
- ۱۵۔ فرض نمازوں میں رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام بھیجنا۔ ⑩
- ۱۶۔ رسول اللہ ﷺ کا اسم گہرامی سنے تو درود پڑھے۔ ⑪
- ۱۷۔ رسول اللہ ﷺ کا اسم گہرامی لکھتے اور پڑھتے درود پڑھنا۔ ⑫

① مسلک شافعی، رقم الحدیث: ۵۸۱۔

② صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۸۵۹، ۸۷۱۔

③ صحیح الجامع الصغیر، رقم الحدیث: ۱۲۱۹۔

④ صحیح سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۲۷۶۵۔

⑤ صحیح سنن ترمذی، رقم الحدیث: ۱۲۹۹۔

⑥ صحیح سنن ترمذی، رقم الحدیث: ۱۶۱۹۔

⑦ صحیح سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۲۲۵۔

⑧ صحیح سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۲۲۵۔

⑨ صحیح سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۱۹۹۹۔

⑩ صحیح سنن ترمذی، رقم الحدیث: ۲۷۶۷۔

⑪ صحیح سنن ترمذی، رقم الحدیث: ۲۸۱۱۔

⑫ صحیح سنن ترمذی، رقم الحدیث: ۲۸۱۱۔

رسول اللہ ﷺ اور آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام بھیجنے کے فوائد:

- ۱۔ روز قیامت رسول اللہ ﷺ کی قربت حاصل ہوگی۔^①
- ۲۔ یوم قیامت رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔^②
- ۳۔ یوم آخرت گناہوں کی بخشش کا سبب ہوگا۔^③
- ۴۔ دنیا اور آخرت کے مصائب و تکالیف اور دکھوں غموں کے لیے کافی ہے۔^④
- ۵۔ جو رسول اللہ ﷺ پر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس شخص پر سلام بھیجتا ہے۔^⑤
- ۶۔ اللہ تعالیٰ دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔^⑥
- ۷۔ اللہ تعالیٰ دس گناہ معاف فرماتا ہے۔^⑦
- ۸۔ اللہ تعالیٰ دس درجے بلند فرماتا ہے۔^⑧
- ۹۔ رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام قبولیت دعا کا سبب ہے۔^⑨
- ۱۰۔ اللہ تعالیٰ بندے کے اعمال میں دس نیکیاں لکھتا ہے۔^⑩
- ۱۱۔ اس شخص پر فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں۔^⑪
- ۱۲۔ رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام پڑھنے سے بندہ جنت کے راستے پر چڑھ جاتا ہے۔^⑫

① مسن ترمذی، بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح، رقم: ۹۲۳

② فصل الصلوۃ من السنن للالبانی، فصل الصلوۃ لإسماعیل قاضی، رقم: ۵۰

③ صحیح مسن ترمذی، للالبانی، رقم: ۱۹۹۹

④ صحیح مسن ترمذی، للالبانی، رقم: ۱۹۹۹

⑤ مسند احمد (۴: ۱۱۱) رحمہ اللہ (عوف)

⑥ صحیح مسن ترمذی، للالبانی، رقم: ۱۲۳۰

⑦ صحیح مسن ترمذی، للالبانی، رقم: ۱۲۳۱

⑧ صحیح مسن ترمذی، للالبانی، رقم: ۱۲۳۰

⑨ صحیح مسن ترمذی، للالبانی، رقم: ۴۸۶

⑩ فصل الصلوۃ، تلمیذ السنن للالبانی، رقم: ۱۱

⑪ مشکوٰۃ المصابیح للالبانی، رقم: ۹۲۵

⑫ صحیح مسن ترمذی، للالبانی، رقم الحديث: ۷۴۰

۱۲۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے دروازے کھول دیتا ہے۔ ❶

۱۳۔ امتی کا درود و سلام رسول اللہ ﷺ تک فرشتے پہنچاتے ہیں اس سے بڑھ کر امتی کی کیا سعادت ہو سکتی ہے لہذا سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لوگوں کا سلام مجھے پہنچانے کے لیے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو زمین پر گشت کرتے رہتے ہیں۔ ❷

۱۵۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی مطابقت ہو جاتی ہے۔ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (الاحزاب: ۵۶)

”بلاشبہ اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو خوب اور سلام بھیجا کرو۔“

رسول اللہ ﷺ پر درود نہ پڑھنے والوں کے لیے وعید:

۱۔ اللہ تعالیٰ دعا قبول نہیں فرماتا۔ ❶

۲۔ انسان جنت میں داخلے سے محروم ہو جاتا ہے۔ ❷

۳۔ درود و سلام نہ پڑھنے والا بندہ بخیل تصور کیا جاتا ہے۔ ❸

۴۔ رسول کریم ﷺ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ ❹

۵۔ جناب جبریل علیہ السلام آتے درود و سلام نہ پڑھنے والے کے لیے ہلاکت کی دغا فرماتی ہے۔ ❺

۶۔ روز قیامت درود نہ پڑھنے والے کے لیے پشیمانی اور باعث حسرت ہوگی۔ ❻

❶ صحیح اس ماحہ للالبانی، رقم: ۶۲۵۔

❷ صحیح سنن السانی للالبانی، رقم الحديث: ۱۲۱۵۔

❸ سلسلۃ الاحادیث الصحیحة للالبانی، رقم الحديث: ۲۰۳۵۔

❹ صحیح سنن ماحہ للالبانی، رقم: ۷۱۰۔

❺ فصل الصلاة علی السی للالبانی، رقم: ۳۷۔ ❻ صحیح سنن الترمذی للالبانی، رقم: ۲۸۱۰۔

❼ مستدرک حاکم عن کعب بن عجرة رضی اللہ عنہ، سلسلہ احادیث صحیحة، رقم الحديث: ۷۶۔

باب نمبر ۱۲

اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب و شتم کرنا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت عین ایمان اور انہیں برا بھلا کہنا کبیرہ گناہ ہے۔

امام طحاوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ہم اصحاب رسول اللہ سے محبت کرتے ہیں، مگر ان میں سے کسی ایک کی محبت میں افراط نہیں کرتے، اور نہ ہی ان میں سے کسی ایک پر تبراء (برأت کا اظہار) کرتے ہیں۔ ہم اس سے بغض رکھتے ہیں جو ان سے بغض رکھتا ہے، اور اسے اچھے لغفلوں میں یاد نہیں کرتا۔ ان کی محبت دین، ایمان اور احسان ہے، اور ان سے بغض رکھنا، کفر، نفاق اور سرکشی ہے۔“ ۱

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

((لَا تُسَبُّوا أَصْحَابِي . فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ ، وَلَا نَصِيفَهُ .)) ۲

”تم میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا نہ کہو، اگر تم میں سے کوئی شخص (روزانہ) اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو (ثواب میں) صحابہ میں سے کسی کے مد اور نصف مد کو بھی نہیں پہنچے گا۔“

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَللّٰهُ فِيْ اَصْحَابِيْ ، لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا بَعْدِيْ ، فَمَنْ))

① المعقبات الطحاویة، مع شرحها لابن اسی العراء ص: ۶۸۹.

② صحیح بخاری کتاب فضائل الصحابة، باب قول النبی ﷺ لو کنت متحدا حليلة الرقم:

۳۴۷۰۔ مسنن الشریعہ، کتاب الخلفاء عن رسول اللہ ﷺ، رقم: ۳۸۶۱۔ مسنن ابوداؤد، کتاب

السنة رقم: ۶۵۸.

أَحَبُّهُمْ فِی حَبِّی أَحَبُّهُمْ، وَ مَنْ أَبْغَضَهُمْ فِیْ بَغْضِی أَبْغَضَهُمْ، وَ
مَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِی، وَ مَنْ آذَانِی فَقَدْ آذَى اللّٰهَ، وَ مَنْ آذَى اللّٰهَ
فِیْؤْشِكُ أَنْ یَأْخُذَهُ.)) ❶

”میرے صحابہ کرام علیہم السلام کے بارے میں اللہ سے ڈرو (دو مرتبہ فرمایا) ان کو
میرے بعد نشانہ نہ بنانا (یعنی ان کو برا بھلا نہ کہنا) جس شخص نے ان سے محبت
کی، اس نے میری محبت کے جب ان سے محبت کی اور جس شخص نے ان سے
دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی اور جس شخص نے انہیں ایذا دی اس نے مجھے
ایذا پہنچائی اور جس شخص نے مجھے ایذا پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی، اور جس
شخص نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی، قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا مواخذہ کرے گا۔“

سیدنا عبد اللہ عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَسُبُّونَ أَصْحَابِي فَقُولُوا: لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى
شَرِّكُمْ.)) ❷

”تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کرام علیہم السلام کو برا بھلا کہتے ہیں تو تم کہو کہ
تم میں سے جو برا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔“

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ
سے سنا، آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے

((أَكْبَرُ مَا أَصْحَابِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ)) ❸

”میرے صحابہ کی تکریم کرو، پھر ان لوگوں کو جو ان کے بعد میں آنے والے ہیں

❶ سنن الترمذی، کتاب العتاف عن رسول اللہ ﷺ، باب فی من سب اصحاب النبی ﷺ، الرقم: ۳۸۶۲

❷ سنن الترمذی، کتاب العتاف عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی فضل من رأى النبی ﷺ، الرقم: ۳۸۶۶

❸ المعجم الأوسط للطبرانی: ۱۹۱/۸، الرقم: ۸۳۶۶۔ مسند القردوس: ۱/۲۶۳، الرقم: ۱۰۲۲۔

❹ سنن مسانی، رقم: ۹۲۲۲۔ طبرانی الأوسط، رقم: ۲۹۲۹۔ مسند طرابلسی: ۷/۱، رقم: ۳۱۔

پھر وہ جوان کے بعد میں آئیں گے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ أَحْبَبْتُمَا فَقَدْ أَحْبَبْنِي وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي)) ❶

”جس شخص نے میں (سیدنا حسن و سیدنا حسین رضی اللہ عنہما) سے محبت کی تو یقیناً اس

نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض کیا تو یقیناً اس نے مجھ

سے بغض کیا۔“

امام -علاء بن مران الوصلیٰ رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۸۵ھ) سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے

میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ کسی کو بھی برابر

قرار نہیں دیا جاسکتا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (آپ کے صحابی، ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا) کے

بھائی، آپ کے کاتب اور اللہ کی وحی (لکھنے) کے امین ہیں۔

((عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

يَقُولُ: إِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُونَ، وَإِنَّ أَصْحَابِي يَقْلُونَ، فَلَا

تَسْبُوهُمْ، وَسَنُ سَبُّهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ)) ❷

”سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور نبی

اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک لوگ کثیر تعداد میں ہیں اور

میرے صحابہ قلیل تعداد میں۔ پس میرے صحابہ کو برا بھلا مت کہو اور جس نے

انہیں برا بھلا کہا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔“

سیدنا مسور بن حرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ ایک وفد کے ساتھ سیدنا معاویہ بن

ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے (سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ) نے ان (سیدنا مسور رضی اللہ عنہ)

❶ مسند احمد: ۱/۲، رقم الحديث: ۹۶۷۳۔ مسائل الصحابة لاحمد: ۱۲۷۶۔

❷ مسند احمد: الاوسط، دار الراي: ۴۷۱۲، الرقم: ۱۲۰۳۔ مسند ابو علي: ۴/۱۳۳، الرقم: ۲۱۸۵۔

حياة الاولياء: ۳/۲۵، مسند الفردوس: ۱/۴، الرقم: ۶۸۸۴۔

کی ضرورت پوری کی پھر خلوت میں بلا کر کہا: تمہارا حکمرانوں پر طعن کرنا کیا ہوا؟ مسور نے کہا: یہ چھوڑیں اور اچھا سلوک کریں جو ہم پہلے بھیج چکے ہیں۔ سیدنا معاویہ نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! تمہیں اپنے بارے میں بتانا پڑے گا اور تم مجھ پر جو تنقید کرتے ہو۔ سیدنا مسور نے کہا: میں نے اُن کی تمام قابلِ عیب باتیں (غلطیاں) انہیں بتا دیں۔ سیدنا معاویہ نے کہا: کوئی بھی گناہ سے بری نہیں ہے۔ اے مسور! کی تمہیں پتا ہے کہ میں نے عوام کی اصلاح کی کتنی کوشش کی ہے، ایک نیکی کا اجر دس نیکیوں کے برابر ملے گا۔ یا تم غناہ ہی گنتے رہتے ہو اور نیکیاں چھوڑ دیتے ہو؟ سیدنا مسور نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! ہم تو انہی گناہوں کا ذکر کرتے ہیں جو ہم دیکھتے ہیں۔ سیدنا معاویہ نے کہا: ہم اپنے ہر گناہ کو اللہ کے سامنے تسلیم کرتے ہیں۔ اے مسور! کیا تمہارے ایسے گناہ ہیں جن کے بارے میں تمہیں یہ خوف ہے کہ اگر بخشے نہ گئے تو تم ہلاک ہو جاؤ گے؟

مسور نے کہا: جی ہاں۔ سیدنا معاویہ نے کہا: کس بات نے تمہیں اپنے بارے میں بخشش کا مستحق بنا دیا اور میرے بارے میں تم یہ امید نہیں رکھتے؟ اللہ کی قسم! میں تم سے زیادہ اصلاح کی کوشش کر رہا ہوں لیکن اللہ کی قسم! دو باتوں میں صرف ایک ہی بات کو اختیار کرتا ہوں۔ اللہ اور غیر اللہ کے درمیان صرف اللہ ہی کو چننا ہوں۔ میں اس، میں پر ہوں جس میں اللہ عمل قبول فرماتا ہے، وہ نیکیوں اور گناہوں کا بدلہ دیتا ہے سوائے اس کے کہ وہ جسے معاف کر دے۔ میں ہر نیکی کے بدلے یہ امید رکھتا ہوں کہ اللہ مجھے کئی گنا اجر عطا فرمائے گا۔ میں ان عظیم امور کا سامنا کر رہا ہوں جنہیں میں اور تم دونوں گن نہیں سکتے۔ میں نے اقامتِ صلوٰۃ کا نظام، جہاد فی سبیل اللہ اور اللہ کے نازی کروہ احکامات کا نظام قائم کر رکھا ہے اور ایسے بھی کام ہیں اگر میں تمہیں وہ بتا دوں تو تم انہیں شمار نہیں کر سکتے، اس بارے میں فکر کرو۔ مسور (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں جان گیا کہ سیدنا معاویہ (رضی اللہ عنہ) مجھ پر اس غفلت میں غالب ہو گئے۔ عروہ بن الزبیر فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کبھی نہیں سنا کیا کہ سیدنا مسور (رضی اللہ عنہ) نے سیدنا معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی کبھی مذمت کی ہو۔ وہ تو ان کے لیے دعائے

مغفرت بن کیا کرتے تھے۔^①

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

((مَنْ تَقَصَّ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَا يَنْطَوِي إِلَّا عَلَى بَلِيَّةٍ، وَلَهُ خَبِيئَةٌ سُوءٌ إِذَا قَصَدَ إِلَى خَيْرِ النَّاسِ وَهُمْ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ))^②

”جو شخص رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کسی ایک کی تنقیص کرے تو وہ اپنے اندر منہایت چھپائے ہوئے ہے۔ اس کے دل میں برائی ہے جس کی وجہ سے وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ پر حملہ کرتا ہے حالانکہ وہ (انبیاء کے بعد) لوگوں میں سب سے بہترین تھے۔“

ابراہیم بن میسرۃ الطائفی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

”جناب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کسی انسان کو نہیں مارا، سوائے ایک انسان کے جس نے سیدنا معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو گالیاں دی تھیں، انہوں نے اسے کئی کورے مارے۔“^③

حضرت نسیر بن زعلوق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:

((يَسْئَلُ لَا تَسُبُّوا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ فَلَمَقَامُ أَحَدِهِمْ سَاعَةً خَيْرٌ مِمَّنْ عَمِلَ أَحَدِهِمْ عُمْرَةً))^④

”حضرت محمد ﷺ کے صحابہ کو برا نہ کہو، ایک صحابی کا (نبی اکرم ﷺ کی محبت میں) گھڑی بھر ٹھہرنا تم میں سے کسی کی زندگی بھر کے عملوں سے بہتر ہے۔“

① تاریخ بغداد: ۱/۲۸۸، ۲/۲۰۹، ۳/۴۸.

② السنن للبیہقی، ۲/۴۷۷، رقم: ۷۵۸، وقال المحقق: إسناده صحيح.

③ تاریخ بغداد: ۱/۱۲۰.

④ مسند ابن ماجہ، ۱/۱۶۲، مصنف ابن ابی شیبہ، رقم: ۳۲۴۱۵، السنن لابن عاصم، رقم: ۱۰۰۶.

حضرت عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ اخْتَارَنِي وَاخْتَارَ لِي أَصْحَابًا فَجَعَلَ لِي مِنْهُمْ وَزَرَءَ وَأَصْهَارًا وَأَنْصَارًا مَن سَبَّهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا)) ❶

”بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے (اپنا پسندیدہ رسول) اختیار کیا اور میرے لیے میرے صحابہ کو اختیار کیا۔ پس اس نے میرے لیے ان میں سے وزراء، بنائے اور قریبی رشتہ دار اور انصار (مددگار) پس جس نے انہیں گالی دی تو اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان کے کس ہیر پھیر یا دلیل کو قبول نہیں کرے گا۔“

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ)) ❷

”جس نے میرے صحابہ کو گالیاں دیں اُس پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنتیں ہیں۔“

سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي لَعَنَ اللَّهُ مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي)) ❸

”میرے صحابہ کو گالی نہ دو جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اُس پر اللہ کی لعنت ہو۔“

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے ارشاد فرمایا:

((مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِي)) ❹

❶ المستدرک للحاکم: ۷۳۲/۳، رقم: ۶۶۵۶۔ المعجم الاوسط للطبرانی: ۱/۱۴۹، رقم: ۱۷۵۶

❷ السنة لاسر امی عاصم: ۱۴۸۳/۲، الرقم: ۱۱۰۰۔ الآحاد والعتا: ۳۷۰/۳، رقم: ۱۷۷۲

❸ المعجم الکبیر للطبرانی، رقم: ۱۲۷۰۹۔ سلسلة الصحیحة، رقم: ۲۳۴۰

❹ صحیح الجمع الصغیر، رقم: ۴۹۸۷ ❶ الصحیح المسند فی مضائق الصحاح، ص: ۱۱۷

”جس نے غلی کو گالی دی اُس نے مجھے گالی دی۔“

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا:

”سیدنا محمدؐ ربیعہ رضی اللہ عنہ کے صحابہ کرام کو گالی نہ دو کیونکہ ان کا ایک ایک کارنامہ

تمہارے تمام اعمال سے بہتر ہے۔“ ❶

امام اہل سنت احمد بن حنبلہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا کہتا

ہے تو اس کے اسلام پر تہمت لگاؤ۔“ ❷

فتاویٰ عالمگیری میں مرقوم ہے

رافضیہ الرافضیہ (صدیق بنی ہاشم و فاروق بنی ہاشم) کی شان میں گستاخی کرے اور ان پر

سنت لرسولہ کو کافر ہے۔ روافضیہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور ان کے احکام و وہ ہیں

جو شریعت میں ممدین کے ہیں۔ ❸

شیخین میں سے کسی ایک کو برا بھلا کہنے والا یا ان میں سے کسی پر طعن کرنے والا کافر

ہے اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ ❹

علامہ مناوی رحمہ اللہ نقلتے ہیں:

”سنت دین کے لیے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خدمت کے پیش نظر رسول

اللہ ﷺ نے ایسے لوگوں کے لیے بدوہ کی جو انہیں نشانہ سب و شتم بناتے ہیں۔

الزنا، الفحشاء، البغی، الخ۔ اور انتہائی سنگین جرائم میں سے ایک جرم ہے۔“ ❺

❶ مسند احمد، ج ۱، ص ۵۸۰

❷ مسند احمد، ج ۱، ص ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عصر حاضر کے ان مرتدین سے اللہ کی پناہ! یہ لوگ کھلم کھلا اللہ اس کے رسول ﷺ، اس کی کتاب اور اس کے دین کے دشمن ہیں۔ اسلام سے خارج ہیں۔ یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے عداوت رکھنے والے ہیں اور اسی طرح کے مرتد اور کافر ہیں جیسے وہ مرتدین تھے جن سے صدیق رضی اللہ عنہ نے جنگ کی تھی۔ ۵

اگر کوئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کو جائز سمجھ کر کرے تو وہ کافر ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کرنے والا سزائے موت کا مستحق ہے جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں گالی کہے وہ کافر ہے۔ رافضی کا ذبیحہ حرام ہے۔ حالانکہ اہل کتاب (یہودیوں اور عیسائیوں) کا ذبیحہ جائز ہے اور رافضی کا ذبیحہ کھانا اس لیے جائز نہیں کہ شرعی حکم کے لحاظ سے یہ مرتد ہیں۔ ۶

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ "عقیدۃ واسطیۃ" میں رقمطراز ہیں:

((وَطَاعَةُ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ: لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَوَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، مَا بَلَغَ مُدًّا أَحَدِهِمْ وَلَا تَصَيَّفَهُ.))

”اور اس ارشاد میں نبی ﷺ کی اطاعت کرنا“ میرے صحابہ کو برا بھلا مت کہو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی شخص امد پہاڑ کے برابر بھی سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو وہ ان کے ایک مد بلکہ نصف مد کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔“

شیخ صالح رحمہ اللہ شرح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

((طَاعَةُ)) ... اس کا مؤلف رحمہ اللہ کے قول: ((سلامة)) پر عطف ہے۔ یعنی اہل

① مسہاج السنۃ، ۱۹۸۱/۲ - ۲۰۰۰

② العنایم السلول، ص: ۵۷۵۔

سنت کا ایک اسول نبی کریم ﷺ کی اطاعت کرنا ہے۔۔۔ الخ۔

((سَبَّ)) برا بھلا کہنا۔ اگر ایسا کسی کی عدم موجودگی میں ہو تو اسے غیبت کہا

جاتا ہے۔

((أَصْحَابِي)) ... اصحاب: آپ ﷺ کی رفاقت اختیار کرنے والے نبی

کریم ﷺ کی محبت کے مختلف مدارج ہیں۔ جو فتح مکہ سے قبل محبت قدیمہ اور بعد از فتح محبت متاخرہ کہلاتی ہے۔

جب حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مابین بنی جذیمہ کے بادے میں تنازع اٹھ کھڑا ہوا تو آپ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: ”میرے اصحاب کو برا بھلا مت کہا کرو۔“ اگرچہ اس کے مخاطب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے مگر اعتبار لفظ کے عموم کا ہوتا ہے۔

اگر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور ان جیسے دیگر لوگوں کی نسبت سے یہ حکم ہے تو بعد کے لوگوں کی نسبت سے آپ کا کیا خیال ہے؟

((فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا۔ الخ)) صادق و مصدوق نبی قسم اٹھا کر فرما رہے ہیں کہ ”اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو وہ ان میں سے کسی ایک کے ایک مد بلکہ نصف مد کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا۔

((وَلَا نَصِفُهُ)) یعنی اس کا نصف، بعض کے نزدیک ان سے خوراک کی اشیاء کا نصف صاع مراد ہے۔ اس لیے کہ مد یا نصف مد کے ساتھ خوراک کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ جبکہ سونے کا وزن کمپ جاتا ہے۔ بعض علماء کے نزدیک اس سے مراد سونا ہے۔ اس قول کا قرینہ عبارت کا سیاق ہے۔

بہر حال اس سے مراد خوراک ہو تو بھی درست ہے اور اگر اس سے مراد سونا ہو تو بھی درست ہے۔ مد یا نصف مد سونے کی بھی سونے کے جبل احد کے مقابلے میں کو

حیثیت نہیں ہے۔

اگر ہم میں سے کوئی شخص جبل احد کے برابر سونا بھی خرچ کرے تو وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے خرچ کیے گئے نہ مذ کے برابر ہو سکتا ہے اور نہ نصف مذ ہے۔ اتفاق بھی ایک ہے۔ خرچ کرنے والا بھی انسان ہے اور جس پر خرچ کیا گیا وہ بھی انسان ہے۔ مگر سب انسان ایک جیسے نہیں ہوتے۔ جو فضائل و مناقب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حاصل ہیں وہ دوسروں کو حاصل نہیں ہیں۔ وہ اتفاق فی سبیل اللہ میں اپنے انتہائی خلوص اور شہیدانہ جہاد کی وجہ سے دوسروں سے کہیں افضل ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سب و شتم کرنے کی یہ بھی تحریم کی متقاضی ہے، کسی شخص کے لیے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو علی العموم گالی دینا جائز نہیں ہے اور نہ کسی کو علی الخصوص گالی دینا جائز ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو علی العموم گالی دینے والا کافر ہے، بلکہ اس کے کفر میں شک کرنے والے کے کفر میں بھی کوئی شک نہیں ہے، اور اگر کوئی انہیں علی سبیل الخوض گالی دیتا ہے تو اس کا سبب دیکھا جائے گا، کوئی بد نصیب انہیں اپنے خیال میں بعض خلقی، خستی یا دینی امور کی وجہ سے بھی گالی دے سکتا ہے، ان میں سے ہر ایک کا قلم الگ الگ ہے۔

کسی کی موت پر رخصت پیٹنے، گریبان چاک کرنے اور نوحہ کرنے کی شرعی حیثیت:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

”اگر نوحہ کرنے والی توبہ نہ کرے تو وہ قیامت کے دن خارش کی اورانی اور

گندہک کی قمیص پہنائی جائے گی۔“^①

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”میں چیخنے پلانے اور بال منڈوانے اور گریبان چاک کرنے، انی سے

برائی ہوں۔“^②

① صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۲۹

② صحیح مسلم، کتاب الايمان، رقم: ۱۶۶

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”وَمَنْ شَرَّ النَّاسِ هَمٌّ سَخِيمٌ جَوْرٌ خَسِرَ بَيْتُهُ أَوْ غَرِبَ بَيْتُهُ جَاكُ كَرِيءٌ“ ❶

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں، سیدنا جریر بن عبد اللہ الحمیلی سے روایت ہے کہ

فرماتے ہیں

”یعنی ہم (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) میت کے گھر والوں کی طرف اکڑ کرنا اور کھانا تیار

کرنا نوحہ میں سے شمار کرتے تھے۔“ ❷

”سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی وجہ سے شیطان لوگوں میں دو طرح کی بدعات

پیدا کر رہا ہے، ایک دس محرم کے دن غم و نوحہ کی بدعت، یعنی جسم پیٹنا، چیخ و پکار،

رونا، پیات رہنا، مرثیہ پڑھنا اور وہ کام کرنا جو اس صورت حال تک لے جاتے

ہیں، مثلاً سائف صالحین کو گولی گلوچ کرنا اور ان پر لعنت کرنا، ان لوگوں کو بحر میں

لے ساتھ اس گناہ میں شریک کرنا، جو بالکل بے گناہ ہیں۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی

شہادت لے وہ قصے پڑھے جاتے ہیں، جن میں اکثر جھوٹ ہوتا ہے۔ جس شخص

نے یہ کام شروع کیا تو اس کا مقصد فتنہ کا دروازہ کھولنا اور امت میں تفرقہ ڈالنا

تھا۔ مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ یہ کام نہ واجب ہیں نہ مستحب، بلکہ پر اسے

منصائب پر جزع و فزع اور نوحہ کرنا ان چیزوں میں سے ہیں، جو اللہ و رسول کے

حرام کردہ کوسوں میں سے بہت بڑے ہیں۔“ ❸

سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اَلَّذِينَ اِذَا اَسَاءْتُهُمْ قَالُوا مُصِيبَةٌ مِّنْ عِندِ اللّٰهِ اِنَّ اِلٰهَهُمْ وَ اِنَّا لَیُّدْرِیْعُونَ ﴿۱۰﴾

(البقرہ: ۱۰۶)

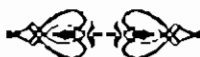
❶ صحیح بخاری، ج ۱، باب الحناجر، رقم: ۱۲۹۴

❷ ابوالخوارزمی، ص ۱۶۵

❸ منهاج المسلمین، ص ۳۲۲/۲ - ۳۲۳

”جنہیں جب کوئی مصیبت لاحق ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو یہ شک اللہ ہی کے ہیں، اور ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔“
یعنی مرض مصیبت اور پریشانی لاحق ہوتی ہے تو فوراً اللہ کی تقدیر پر اپنی رضا کا اظہار کرتے ہیں۔

کہہ دو غم حسینؑ مٹانے والوں سے
مومن کبھی شہداء کا ماتم نہیں کرتے
رہیں وہ جو منکر ہیں شہادت حسینؑ کے
ہم زندہ جاوید کا ماتم نہیں کرتے



www.KitaboSunnat.com

اہل بیت شخصیات کا تذکرہ

شہیدی کشتلو کے بعد اب ہم اہل بیت اطہار شخصیات کی پاکیزہ زندگیوں کے بعض گوشوں جلیل القدر واقعات اور ان کے محاسن، خوبیوں اور فضائل و مناقب کو احاطہ تحریر میں لائیں گے تاکہ ہم ان کے اسوۂ حسنہ کی روشنی میں اپنی زندگیوں کو سنوار سکیں اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی سچی محبت و اطاعت ہمارے دلوں میں جاگزیں ہو جائے۔ کیونکہ ان کی سچی محبت اور اطاعت ایمان کا جزو لا ینفک ہے۔

فصل (۱):

رسول اللہ ﷺ کے چچا اور پھوپھیاں

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب:

نام ابو الفضل بن عبد المطلب بن ہاشم، رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں۔

پیدائش: عام الفیل سے تین سال قبل۔

وفات: ۳۲ ہجری میں مدینہ الرسول۔

عمر: ۷۹ سال۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بلند ترین قد کا ٹھہ، انتہائی حسین شکل و صورت، پر رونق چہرہ مبارک اور انتہائی بلند آواز والے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ وافر عقل و صبر و تحمل و بروہاری اور سیادت کا موقع تھے۔

سیدنا فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب مسجد نبوی کی توسیع کا ارادہ فرمایا تو اس پاس کے بعض مکانات خرید لیے۔ جنہی طرف سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کا مکان مسجد سے متصل تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابو الفضل! مسلمانوں کی مسجد ٹک ہو گئی ہے۔ تو توسیع کے لیے میں نے اس پاس کے مکانات خرید لیے ہیں۔ آپ بھی اپنا مکان فروخت کر دیں اور جتنا معاوضہ کہیں میں بیت المال سے ادا کر دوں گا۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں یہ کام نہیں کر سکتا، دوبارہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تین باتوں میں سے ایک بات مان لیں، یہ تو اسے فروخت کر دیں اور معاوضہ جتنا چاہیں لے لیں، یا مدینہ میں جہاں آپ لہیں وہاں میں آپ کے لیے مکان بنوا دوں، یا پھر مسلمانوں کی نفع رسانی اور مسجد کی توسیع کے لیے وقف کر دیں، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے ان میں سے کوئی بات منظور نہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ مسئلہ حل نہیں ہونے والا ہے تو ارشاد فرمایا: آپ جسے چاہیں فیصلہ، مقرر کریں وہ ہمارے اس معاملہ کا تعفیہ کر دے، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو فیصلہ بناتا ہوں، دونوں حضرات اٹھے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے مکان پر پہنچے، سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو ان کے اعزاز میں تکیہ وغیرہ لگوا دیا اور دونوں حضرات کو بٹھایا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بات شروع کرتے ہوئے کہا: ہم دونوں نے آپ کو اپنا فیصلہ مقرر کیا ہے۔ آپ جو فیصلہ فرمائیں ہم دونوں منظور کریں گے۔

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: ابو الفضل! آپ اپنی بات کہیے۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ زمین جس پر میرا مکان ہے، خود رسول اللہ ﷺ کی عطا کردہ ہے، یہ مکان میں نے بنایا، اور خود رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس اس کی تعمیر میں شریک رہے، اللہ کی قسم! یہ پرنا لہ خود رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کا لگایا ہوا ہے، اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ

① یہ کتاب وحی ابی بن کعب بن قیس خزرجی انصاری ہیں، بنو خزرج سے تعلق رکھتے تھے، ابوالحسن "ابو الطفیل" ان کی کنیت تھی، بیعت عقبہ بدر اور دیگر تمام غزوات میں شریک رہے، جو صحابہ کرام دفعہ قرآن میں مشہور ہوئے ان میں آپ کا بھی اسم گرامی شامل ہے۔ ۶۲ ہجری میں وفات پائی۔ بعض کہتے ہیں ۳۰ ہجری میں۔ واللہ اعلم۔

نے بھی اپنی بات کی، سیدنا ابی بنی اللہؑ نے فرمایا: آپ دونوں اجازت دیں تو میں رسول پاک ﷺ کی ایک حدیث سناؤں؟ دونوں حضرات نے عرض کیا: بے شک سنائیے!

سیدنا ابی بن کعبؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اللہ تعالیٰ نے سیدنا داؤد علیہ السلام کو حکم دیا کہ میرے لیے ایک گھر تعمیر کرو جس میں مجھے یاد کیا جائے، اور میری عبادت کی جائے، چنانچہ جہاں پر مسجد اقصیٰ واقع ہے وہاں میں جانب اللہ زمین نشان زد کر دی گئی، مگر وہ نشان مریع (چوکور) نہ تھا، ایک گمشدہ پر ایک اسرائیلی کا مکان واقع تھا، سیدنا داؤد علیہ السلام نے اس سے بات کی اور کہا: مکان کا یہ گوشہ فروخت کر دو تاکہ اللہ کا گھر بنایا جاسکے، اس نے انکار کر دیا۔

سیدنا داؤد علیہ السلام نے اپنے جی میں سوچا: یہ گوشہ زبردستی لے لیا جائے، اللہ تعالیٰ کا عتاب نازل ہوا اسے داؤد! میں نے تمہیں اپنی عبادت گاہ بنانے کے لیے کہا تھا، اور تم اس میں زور و زبردستی کو شامل کرنا چاہتے ہو، یہ میری شان کے خلاف ہے، اب تیری سزا یہ ہے کہ تو میرا گھر بنانے کا ارادہ ترک کر دے۔“

سیدنا عمر بن خطابؓ نے کہا: میں جس ارادے سے آیا تھا آپ نے اس سے بھی سخت بات کہہ دی، سیدہ عمرؓ ان کو مسجد نبوی میں لے کر آئے۔ وہاں کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم حلقہ بنائے بیٹے تھے، سیدنا ابی بنی اللہؑ نے کہا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، اگر کشتی نے رسول اللہ ﷺ سے سیدنا داؤد علیہ السلام کے بیت المقدس تعمیر کرنے والی حدیث سنی ہو تو وہ اسے ضرور بیان کرے، سیدنا ابوذر غفاریؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس حدیث کو سنا ہے، ایف اور صحابی نے کہا: میں نے بھی سنا ہے۔

اب سیدنا ابی بنی اللہؑ سیدنا عمر بن خطابؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: عمر! تم مجھ کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے بارے میں تہمت دیتے ہو، سیدنا عمر بن خطابؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اے ابوالمندار! میں نے آپ پر کوئی تہمت نہیں لگائی، میں چاہتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث بالکل واضح ہو جائے، پھر سیدنا عمر بن خطابؓ سیدنا عباسؓ سے مخاطب ہوئے اور کہا: جاسیئے میں

اب آپ سے آپ کے مکان کے بارے میں کچھ نہ کہوں گا، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: جب آپ نے ایسی بات کہہ دی تو اب میں بھی اپنا مکان تو وسیع مسجد کے لیے با معاوضہ پیش کرتا ہوں، لیکن اگر آپ حکم لینا چاہیں گے تو نہیں دوں گا، اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں دوسری جگہ پر بیت المال کے خرچ سے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے لیے ایک مکان بنوایا۔^①

سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم جب قریش کی جماعت سے ملتے اور وہ باہم گفتگو کر رہے ہوتے تو گفتگو روک دیتے تھے۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں اس امر کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جب میرے اہل بیت سے کسی کو دیکھتے ہیں تو گفتگو روک دیتے ہیں؟ اللہ کی قسم! کسی شخص کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہوگا جب تک میرے اہل بیت سے اللہ تعالیٰ کے لیے اور میری قرابت داری کی وجہ سے محبت نہ کرے۔“^②

سیدنا عطیہ عوفی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ سیدنا کعب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کا دامن پکڑا اور عرض کرنے لگے: میں آپ کے اس دامن کو قیامت کے دن اپنے لیے ذریعہ شفاعت بناتا ہوں۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میرے لیے شفاعت ہوگی؟ انہوں نے کہا: ہاں! رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اہل بیت میں سے جس کسی نے بھی اسلام قبول کیا ہے اسے حق شفاعت حاصل ہوگا۔“^③

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کا گھر جو کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مسجد کا حصہ بن گیا تھا۔

① طغفان ابن سعد: ۲۰/۴-۲۲۔ وفاء الوفاء: ۴۸۲/۲-۴۸۹۔

② مسن ابن ماجہ، رقم: ۱۴۰۔ مستدرک حاکم، رقم: ۶۹۶۰۔ حاکم نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

③ مسند احمد بن حنبل، رقم: ۸۲۴۔ ابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء: ۴۲/۱۔

جنوب

سیدنا عباس رضی اللہ
کا

مسجد نبوی

باب جبریل علیہ السلام

سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ:

حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف، رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں اور آپ کے رضاعی بھائی بھی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے دو برس پہلے پیدا ہوئے۔
حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے بڑے پیارے چچا تھے۔ انہیں ”اللہ اور اس کے رسول کا شیر“ کہا جاتا تھا۔ ان کی کنیت ابوعمارہ اور ابوعلی تھی۔^①

علامہ ذہبی رحمہ اللہ سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے متعلق رقمطراز ہیں:
”سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے شیر، بڑے بہادر، اسد اللہ، ابوعمارہ، ابوعلی، قریشی، ہاشمی، مکی، مدنی، بدری، شہید اسلام، رسول اللہ ﷺ کے چچا اور آپ کے رضاعی بھائی تھے۔“^②

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
”میرے رب نے مجھ سے میرے اہل بیت کے بارے میں وعدہ کیا ہے کہ ان

①: الاصابہ حاشیہ الاصابہ: ۲۷۱/۱

②: معجم اعلام السلا: ۱۷۲/۱

میں سے جو بھی میری توحید کا اقرار کرے گا اسے یہ بات پہنچا دی جائے کہ اللہ تعالیٰ اسے عذاب نہیں دے گا۔“ ❶

سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا:

سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی تھیں، آپ پہلی خاتون تھیں جنہوں نے مشرکوں کے ساتھ قتال کیا۔ رسول اللہ ﷺ کو حکم ہوا:

﴿وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ (الشعراء: ۲۱۴)

”اور اپنے قریب رشتہ داروں کو ڈراؤ۔“

اس وحی کی تعمیل میں آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر اپنے رشتہ داروں میں بآواز بلند اعلان فرمایا کہ تم عمل کر لو میں روزِ قیامت تمہارے کام نہ آسکوں گا۔ یہ خطبہ عام تھا اور پھر بعض لوگوں کو ان کے ناموں کے ساتھ خطاب فرمایا جو کہ خاص خطبہ تھا اس میں آپ ﷺ نے اپنی پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا سے بھی ارشاد فرمایا:

((يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا اُعْنِيْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا)) ❷

”اے رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی صفیہ! میں اللہ کے ہاں تمہارے کسی کام آنے والا نہیں۔“

علامہ ذہبی رحمہ اللہ رسول مکرم ﷺ کی پھوپھی جان سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کے بارے میں کچھ یوں رقمطراز ہیں:

”سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا جناب رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی، عبدالمطلب کی بیٹی، سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی سگی بہن، نبی کریم ﷺ کے حواری سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ تھیں۔“

❶ مستدرک حاکم، رقم: ۴۷۱۸۔ مسند الفردوس، رقم: ۷۱۱۲۔ حاکم نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الايمان، رقم: ۲۰۶/۳۳۱۔

نیز فرماتے ہیں

”صحیح بات یہ ہے کہ آپ ﷺ کی پھوپھیوں میں سے ان کے سوا کوئی مسلمان نہیں ہوئی۔ وہ اپنے بھائی سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر سخت غمگین ہوئیں، لیکن انہوں نے صبر کیا اور اللہ تعالیٰ کے ثواب کی طلب گار رہیں۔ نیز وہ اولین مہاجر حورقوں میں شامل ہیں۔“ ❶

۲۰ ہجری شریف فاروقی میں انتقال فرمایا۔ ۷۳ برس کی عمر پائی۔ پھر امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔ ❷



❶ سیر اعلام النبلاء: ۲/۲۶۹، ۲۷۰

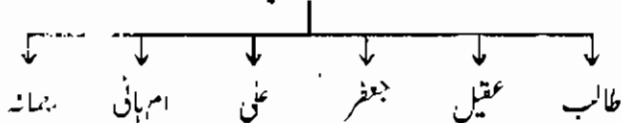
❷ سیر اعلام النبلاء: ۲/۲۷۱۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

پیدائش: رسول اللہ کی اعلان نبوت سے ۱۰ سال قبل۔
جائے پیدائش: مکہ المکرمہ۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بہن بھائی ❶:

ابوطالب

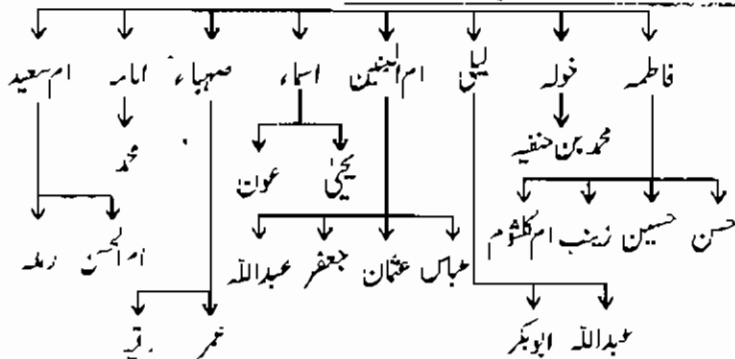


سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے شادی:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں فاطمہ کا نکاح علی سے کروں۔“^۵

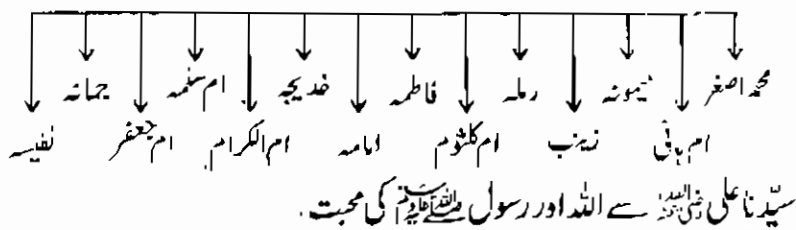
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مختلف بیویوں سے اولاد:



① سید ماحی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شخصیت اور کارنامے از ذاکر علی محمد اہلبانی، ص ۸۰۔

② معجم طرای کبیر، رقم: ۱۰۲۰۵.

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مختلف لونڈیوں سے اولاد ۵:



سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ خیبر کے دن اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا

”کل میں یہ جہنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ مسلمانوں کو فتح عطا فرمائے گا اور وہ شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں۔“

چنانچہ لوگ ساری رات بے چین رہے کہ پتا نہیں کس کو جہنڈا ملے گا۔ سیدنا سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اوگ صبح سویرے رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور ہر کوئی یہ امید لیے ہوئے تھا کہ جہنڈا اسے ہی ملے گا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کہا ہے؟“ لوگوں نے جواب دیا اللہ کے پیارے رسول وہ آشوب چشم میں مبتلا ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اس کی طرف کسی کو بھیج کر بلا لاؤ۔“ چنانچہ انہیں بلا لیا گیا تو آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں لعاب تھکا را اور شفا کی دعا کی۔ چنانچہ آپ ﷺ اس طرح شفا یاب ہوئے کہ گویا آپ کو سڑ سے کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ آپ ﷺ نے انہیں جہنڈا عطا فرمایا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول! میں ان سے اس وقت تک لڑوں جب تک وہ ہمارے جیسے نہ ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

”سکون و اطمینان سے جاؤ اور جب ان کے میدان میں پہنچو تو انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دو اور انہیں اللہ کے اُس حق کی خبر دو، جو اس نے ان پر واجب

۱ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ شخصیت اور کارنامے از ذاکر علی محمد الصلابی، ص ۸۳۔

کیا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ تمہارے ذریعے کسی ایک آدمی کو بھی ہدایت دے دے تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔“ ❶

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اہل بیت میں شامل ہیں:

سیدہ عائشہ صدیقہ فاطمہؓ سے روایت ہے کہ ایک دن صبح کو رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ کے جسم مبارک پر اونٹ کے کجاوے جیسی دھاریوں والی ایک اونی چادر تھی تو سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما تشریف لائے آپ ﷺ نے انہیں چادر میں داخل کر لیا، پھر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے وہ چادر کے اندر داخل ہو گئے۔ پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو انہیں آپ ﷺ نے چادر کے اندر داخل کر لیا، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہیں آپ نے چادر کے اندر داخل کر لیا۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ (الاحزاب: ۳۳)

”اے اہل بیت اللہ صرف یہ چاہتا ہے کہ تم سے پلیدی دور کر دے اور تمہیں خوب پاک صاف کر دے۔“ ❷

سورۃ احزاب، آیت نمبر ۲۸ سے ۳۴ کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں اہل بیت سے مراد صرف نبی کریم ﷺ کی بیویاں ہیں اور صحیح مسلم کی حدیث سے پتا چلتا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور جنت کے نوجوانوں کے سرداران سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما بھی اہل بیت میں شامل ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی باقی بیٹیاں اور بیٹے بھی اہل بیت میں شمار ہوتے ہیں، ان کا ذکر محض اس وجہ سے نہیں ہوا کیونکہ وہ تمام اس وقت وفات پا چکے تھے۔ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

❶ صحیح بخاری، کتاب العیال و النسب، رقم: ۲۹۴۲۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم: ۲۹۰۶

❷ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم: ۲۹۲۴

((إِن عَلِيًّا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ)) ❶

”بے شک میں مجھ سے ہوں اور میں اس سے ہوں اور وہ ہر مومن کا ولی ہے۔“

ایک دوسرے مقام پر رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

((أنت مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ)) ❷

”تم مجھ سے ہو اور میں تجھ سے ہوں۔“

((عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَضَرَ الشَّجَرَةَ بِحِمٍّ، ثُمَّ خَرَجَ أَحْذَابُ بَيْدِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَلَسْتُمْ تَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى رَبُّكُمْ؟ قَالُوا: بَلَى. قَالَ ﷺ: أَلَسْتُمْ تَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولُهُ أَوْلَى بِكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى وَرَسُولُهُ أَوْلَىاءُكُمْ؟ فَعَالُوا: بَلَى. قَالَ: فَمَنْ كَانَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مَوْلَاهُ فَإِنَّ هَذَا مَوْلَاهُ. وَقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا: كِتَابَ اللَّهِ تَعَالَى، سَبِيَّةَ بَيْدِهِمْ وَ سَبِيَّةَ بَأْيْدِكُمْ. وَأَهْلَ بَيْتِي)) ❸

” (سیدنا) علی (بن ابی طالب) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی ﷺ (مقام) خیم میں ایک درخت کے پاس آئے پھر آپ ﷺ علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر باہر تشریف لے آئے، فرمایا: کیا تم اس کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا رب ہے؟ لوگوں نے کہا جی ہاں! گواہی دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ اور اس کا رسول تمہیں اپنی جانوں سے عزیز ہیں اور تم اللہ اور اس کے رسول کو اپنے اولیاء سمجھتے ہو؟ تو

❶ مسند البراء، ج ۴، ۳۷۶۲۔ سلسلۃ الصحیح، رقم: ۱۷۵

❷ صحیح مسلم، ج ۱، کتاب المعازی، رقم: ۴۲۵۶

❸ المطالب العالی: ۳۹۰/۸، رقم: ۳۹۴۳۔ مشکل الآثار للطحاوی: ۱۳/۵، رقم: ۱۷۶۰۔ المسند لابی نعیم، ج ۱، ۱۵۵۸۔ اس حدیث کی سند ”حسن لذاتہ“ ہے۔

لوگوں نے کہا: جی ہاں! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پس جس کا اللہ اور اس کا رسول مولیٰ ہیں تو یہ (علی رضی اللہ عنہ بھی) اس کے مولیٰ ہیں اور میں تمہارے درمیان وہ (چیز) چھوڑ کر جا رہا ہوں، اگر تم نے اسے پکڑا تو کبھی گمراہ نہیں ہوئے اللہ تعالیٰ کی کتاب، جس کا ایک سرا اُس کے ہاتھ میں ہے اور ایک سرا تمہارے ہاتھوں میں ہے، اور میرے اہل بیت (کے بارے میں اللہ سے ڈرو)۔“

شان علی رضی اللہ عنہ بزبان مصطفیٰ ﷺ:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ((الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَابَوُهُمَا خَيْرٌ مِنْهُمَا)) •

”سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور ان کے باپ (علی رضی اللہ عنہ) ان دونوں سے بہتر ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے تعلق:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْ مَوْلَاهُ اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَآلَاهُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاهُ)) •

”جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی مولیٰ ہے۔ اے اللہ! جو اس سے دوستی رکھے تو بھی اس سے دوستی رکھ اور جو اس سے دشمنی رکھے تو اس کا مخالف بن جا۔“

بغض علی اصل میں بغض رسول ﷺ ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ آذَى عَلِيًّا فَقَدْ آذَانِي)) •

① المستدرک للحاکم: ۱/۶۷، رقم: ۴۷۷۹۔ حاکم نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

② سلسلۃ احادیث صحیحہ، رقم: ۱۷۵۰

③ مسائل صحابۃ ریادۃ القبطی: ۱۰۷۸

”میرے (علیؑ کے) ساتھ محبت صرف مومن ہی کرے گا اور (مجھ سے) بغض صرف منافق ہی رکھے گا۔“ ۵

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں افراط و تفریط کرنے والا شخص ہلاک:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسے بارے میں خوب فرمایا ہے:

”میرے بارے میں دو (قسم کے) فحش ہلاک ہو جائیں گے: (۱) عالی (اور محبت میں ناجائز) اقراط کرنے والا، اور (۲) بغض کرنے والا حجت باز۔“ ۵

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا دوسرا قول یہ ہے:

”ایک قوم میرے ساتھ اندھا دھند محبت کرے گی حتیٰ کہ وہ میری (افراط والی) محبت کی وجہ سے (جہنم کی) آگ میں داخل ہوگی اور ایک قوم میرے ساتھ بغض رکھے گی حتیٰ کہ وہ میرے بغض کی وجہ سے (جہنم کی) آگ میں داخل ہوگی۔“ ۵

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور خشیت الہی:

ایک دفعہ (بعض) لوگوں نے (سیدنا) علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے
 ارشاد فرمایا

((إِنَّهَا السَّاسُ لَا تَشْكُرُوا عَلَيَّا فَوَ اللَّهُ إِنَّهُ لَا خَشْنَ فِي ذَاتِ اللَّهِ
أَوْ فِي سَمِيلِ اللَّهِ)) ٥

① مسجود مسمیہ، کتاب "الایمان"، رقم: ۷۸/۱۳۱

② فضائل الصحابة للإمام أحمد: ٥٧١/٢، رقم: ٩٦٤

③ فتاوى الصلوات، ١٥٦: ١٧، رقم ٩٥٢ - كتاب الستة لاين ابي عاصم: ٢٨٣.

4 مسد. احد: ۸۶/۳۔ مستدرك الحاكم: ۱۳۴/۳۔ حاکم نے اسے "صحيح" کہا ہے اور: ہیکہ نے اس کی موافقت کی ہے۔

”لو صواعلیٰ کی شکایت نہ کرو، اللہ کی قسم بے شک وہ اللہ کی ذات یا اللہ کے راستے

میں بہت زیادہ خشیت (خوف) رکھتے ہیں۔“

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے تعلق:

سیدنا علی اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہما کے درمیان کامل اعتماد، اخوت، ہمدردی و غمگیناری ہی کا نتیجہ تھا کہ علی رضی اللہ عنہ نواسہ رسول (ﷺ) کے باپ ہوتے ہوئے بھائیوں اور دوستوں کی طرح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہدایا و تحائف قبول کرتے تھے، چنانچہ معرکہ عین التمر میں ”صحابہ انامی گرفتار شدہ لونڈی کو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے بطور ہدیہ قبول کیا اور اس سے بطن سے آپ کو عمر اور رقیہ نام کی دو اولادیں ہوئیں۔“^۱

اسی طرح جنگ یمامہ میں دیگر قیدیوں کے ساتھ خولہ بنت جعفر بن قیس بھی قید کی گئیں، اسے بھی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی طرف بطور ہدیہ بھیجا اور اس نے بطن سے آپ کے لڑکے محمد بن الحنفیہ پیدا ہوئے۔ چونکہ خولہ مرتدین کی جنگ میں قید کی گئی تھیں، ان کا تعلق بنو حنفیہ سے تھا اس لیے جس قبیلہ سے ان کا تعلق تھا اس کی طرف ان کے بیٹے کو منسوب کر دیا گیا اور انہیں محمد بن الحنفیہ کہا جانے لگا۔^۲

بیعت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا:

”پھر مسلمانوں نے اپنی مکمل خوشی اور رضامندی سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی

خلافت پر بیعت کی۔ آل مطلب میں سب سے پہلے میں نے اس میں حصہ لیا۔“^۳

تاریخ الخلفاء الراشدين جس ۲۲۳ میں مرقوم ہے:

”سیدنا علی اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم مانتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ

① المصنف ابن سعد: ۲/۳۰۳۔ البدایہ و النہایہ: ۷/۳۳۱، ۳۳۲۔ تاریخ الخلفاء الراشدين: ص ۲۳۰۔

② التعلیقات ابن سعد: ۲/۳۰۳۔ تاریخ الخلفاء الراشدين: ص ۲۳۰۔

③ اسد السعاده: ۱/۶۶، ۱۱۶، ۱۶۷۔ خلافت ابی بکر، ص: ۴۹۔ تاریخ الخلفاء الراشدين: ص ۲۳۰۔

الصلاحي، ص: ۲۲۳۔

کی خلافت کے زیادہ حق دار سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ آپ ﷺ کے رفیقِ غار ہیں ہمیں ان کی شرافت اور بزرگی کا بخوبی علم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی ہی میں انہیں لوگوں کی امامت پر مامور کیا تھا۔^①

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور خلافت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کبھی بھی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے علیحدہ نہیں رہے اور نہ ہی آپ کے پیچھے کبھی نماز پڑھنا ترک کی۔^②

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی خلافت میں جن لوگوں سے معاملہ فہمی میں تعاون و مشورہ لیتے تھے ان میں علی بن ابی طالب، عمر بن خطاب، معاذ بن جبل، ابی بن ابی کعب، زید بن ثابت اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم پیش پیش تھے۔^③

امام ائمہ میں جو بی بی بنت لکھتے ہیں:

”تمام سائبہ بنت جحش نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اطاعت قبول کر لی، علی رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اطاعت قبول کی، اور سب کے سامنے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی، اور بنو حنیہ (کے مرتدین) سے جنگ کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔“^④

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی زبانی شأنِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

سید: محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد گرامی (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) سے پوچھا اللہ کے رسول ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ابوبکر رضی اللہ عنہ میں نے پوچھا: پھر کون؟ انہوں نے جواب دیا: عمر رضی اللہ عنہ۔^⑤

① - ۱۰۱ - ۲۴۱/۲ - خلافت اسی بحر، ص ۶۷ - تاریخ الخلفاء، الراشدين، محمد الصلبي،

ص ۲۲۴

② - ۱۰۱ - ۲۳۹/۵ - تاریخ الخلفاء، شیعہ، دکتر محمد الصلبي، ص: ۲۲۲

③ - تاریخ، ص ۱۲۲/۲ - ۱۳۸ - الشیعہ و اهل البيت، ص ۷۰

④ - الارشاد الحوی، ص: ۱۲۸ - بحوالہ اصول منہج الشیعہ الامامیہ ”الاتا عشریہ قساری“، ۸۵/۸

⑤ - صحیح البخاری، کتاب فضائل الصحابة، رقم: ۳۶۷۱ - تاریخ الخلفاء، الراشدين، ص: ۲۲۶

ایک دفعہ سیدنا علی بن ابی طالبؑ نے ارشاد فرمایا:

”کیا میں تمہیں نبی کریم ﷺ کے بعد اس امت کے افضل ترین شخص کے متعلق نہ بتاؤں۔ وہ سیدنا ابوبکرؓ ہیں۔ پھر فرمایا کہ کیا سیدنا ابوبکر صدیقؓ بنی اللہ کے بعد اس امت کے سب سے افضل ترین فرد کی خبر نہ دوں؟ وہ سیدنا عمرؓ ہیں۔“ ۵

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

”سیدنا علی بن ابی طالبؑ سے بعد تو اتر ثابت ہے کہ انہوں نے فرمایا: اس امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل شخص ابوبکرؓ پھر عمرؓ ہیں۔ یہ روایت بہت سندوں سے ثابت ہے یہاں تک کہا گیا ہے کہ اس کی تقریباً اسی (۸۰) سندیں ہیں۔ ایسے ہی آپ سے یہ قول بھی مروی ہے کہ آپ فرماتے تھے اُمّ میرے پاس کوئی ایسا آدمی لایا گیا جو ابوبکرؓ و عمرؓ پر مجھے فضیلت دیتا ہو گا تو میں اس پر تہمت کی حد نافذ کروں گا۔“ ۶

جناب یحییٰ بن حکیم بن سعد سے روایت ہے کہ میں نے علیؑ کو فرماتے ہوئے سنا۔

”اللہ کی قسم! ابوبکر صدیقؓ کا لقب اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نازل فرمایا۔“ ۷

محمد بن عقیل بن ابی طالب سے روایت ہے کہ سیدنا علیؑ نے ہمارے درمیان خطبہ دیا، اور فرمایا:

”اے لوگو! بتاؤ کون سب سے بہادر ہے؟ ہم نے کہا: آپ، اے امیر المؤمنین! آپ نے فرمایا نہیں، بلکہ وہ ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ غزوہ بدر کے موقع پر جب ہم اللہ کے رسول ﷺ کے لیے سائبان لگا رہے تھے تو ہم نے کہا کون ہے جو آپ ﷺ کی حفاظت کے لیے رہے گا تاکہ کوئی مشرک آپ کو تکلیف نہ دے

① مسند احمد: ۱/۱۰۶، ۱۱۰۔ احمد شاکر نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

② مباح المسألة: ۱۶۲/۳۔ تاریخ الخلفاء الراشدين، ص: ۲۲۷۔

③ المعجم الکبیر للطبرانی: ۵۵/۱۔

سکے؟ اس وقت صرف سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ ذمہ داری قبول کی تھی، نگلی تلوار سے نبی کریم ﷺ کی حفاظت کے لیے کھڑے ہو گئے، جب کوئی بھی دشمن آپ ﷺ سے قریب آتا سیدنا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) تلوار لے کر اس کی طرف دوڑتے، میں نے وہ منظر دیکھا ہے کہ جب قریش نے رسول اللہ ﷺ کو خانہ کعبہ کے پاس پکڑ لیا تھا، آپ کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر کہہ رہے تھے: ”تم نے کئی معبودوں کو ایک معبود بنا لیا ہے؟“ اس وقت صرف ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی مدد کے لیے آگے بڑھے تھے، ان کے بالوں کی دو لٹیں تھیں، وہ رسول اللہ ﷺ کو بچاتے ہوئے کبھی اپنے دائیں والوں کو گھونے مارتے اور کبھی بائیں والوں کو اور کہتے: ”کیا تم لوگ اس آدمی (ﷺ) کو اس لیے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب صرف اللہ ہے، وہ تمہارے رب کے پاس سے تمہارے لیے نشانیاں لے کر آیا ہے۔“ اس اٹھا پٹک میں ابوبکر کی ایک لٹ بھی کٹ گئی، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ”میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، ذرا بتاؤ کہ آل فرعون کا وہ مرد مومن (جس نے موسیٰ علیہ السلام کا تعاون کیا تھا) بہتر تھا یا ابوبکر رضی اللہ عنہ؟ میں نے کسی نے کوئی جواب نہ دیا، پھر آپ نے خود ہی کہا: اللہ کی قسم! ابوبکر کا وہ ایک دن آل فرعون کے مرد مومن سے کہیں بہتر ہے، اس مرد مومن نے اپنے ایمان کو چھپائے رکھا، تو اللہ نے اس کی تعریف کی جب کہ یہ ابوبکر ہیں جنہوں نے اپنے جسم و جان کو اللہ کے راستے میں قربان کر دیا۔“

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور خلافتِ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان مبارک ہے کہ ہم میں سب سے بہترین فیصلہ کرنے

① السنن للبیہقی: ۱/۲۶۳۔ امام حاکم برائے نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے، اور صحیح مسلم کے شرط پر ہے، اور امام ذہبی نے حاکم کی موافقت کی ہے۔ تاریخ الخلفاء الراشدين، ص: ۲۲۸۔

والے علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ❶

جنگ قادسیہ سے کچھ پہلے اہل فارس مسلمانوں کے صفایا کے لیے ”صراء“ نامی چشمہ کے پاس جمع ہو چکے تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور مشورہ لیا، سب نے پیش قدمی کرنے کا مشورہ دیا، آپ نے اس موقع پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں نائب مقرر کیا اور خود اسلام فوج کی قیادت کرتے ہوئے صراء چشمہ پر پہنچے۔ ❷

جب سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اسلام فوج لے کر اجنادین پہنچے تو رومے اور طہون نے آپ کے نام خط لکھا کہ واللہ اجنادین کے بعد اب فلسطین کا کوئی علاقہ تم فتح نہیں کر سکتے، لوٹ جاؤ، دھوکے میں نہ رہو فلسطین کے اصل فاتح کا نام تین حرفوں پر مشتمل ہے۔ عمرو بن عاص نے فوراً جان لیا کہ اس سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مراد ہیں، چنانچہ آپ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خط کے ذریعے سے اطلاع دی کہ فتح آپ کی منتظر ہے۔ آپ نے اس لے لے لوگوں کو اکٹھا کیا، اور مدینہ پر علی رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر کیا۔ ❸

یہ واقعہ ۲۳ ہجری کا ہے، جس میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی کا آخری حج کیا تھا، بحیثیت امیر المؤمنین آپ لوگوں کے ساتھ تھے اور ازواج مطہرات بھی اپنے محرم اولیاء کے ساتھ اس حج میں شریک تھیں۔ اس موقع پر آپ نے مدینہ پر علی رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کیا تھا۔ ❹

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے خلیفہ بنے تو ایک طویل مدت تک آپ بیت المال سے اپنے لیے کچھ نہ لیتے تھے اور پھر ایسا وقت آیا کہ سخت ترین حالات اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، تجارت کا منافع ضرورت کے لیے کافی نہ ہوتا تھا، اس لیے کہ زیادہ تر وقت رعایا کے معاملات میں لگ جاتا تھا، حالات کی دشواری سے، اور ہو۔ آپ

❶ الاسیعیات فی معرفة الاصحاح، ص: ۱۱۰۲۔ المعرفة والتاریخ: ۸/۱۸۱۔ فتح الباری: ۲/۲۵۹

الرائی، ص: ۲۴۹

❷ المستطعم: ۱۹۲/۴

❸ المستطعم: ۱۹۲/۴

❹ المستطعم: ۲۲۷/۴۔ فتح الباری: ۸۷/۴

نے اسحاب رسول اللہ ﷺ کو بلا بھیجا اور ان سے اس سلسلے میں مشورہ کیا، آپ نے کہا: میں نے خلافت اور اس کی ذمہ داریوں کو نبھانے کے لیے خود کو اسی میں مکمل طور سے مشغول کر لیا ہے، لہذا اپنے اخراجات کے لیے مجھے اس سے کتنا لینے کی اجازت دیتے ہو؟ سیدنا عثمان بن عفان اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل نے کہا: آپ اس میں سے کھا، پی سکتے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا! آپ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: صرف صبح اور شام کا کھانا لے لیجیے۔ ❶

شہادتِ سیدنا علی رضی اللہ عنہ:

رمضان المبارک ۴۰ ہجری، کوشہیز ہوئے، شہادت کے وقت عمر ۶۳ سال، رسول اللہ ﷺ، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر (رضی اللہ عنہم) حراء پر تھے کہ وہ ملنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”رکبہ اس وقت تیرے اوپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور شہید کھڑے ہیں۔“ ❷

بد بخت عبدالرحمن بن ملجم خارجی نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

سیدنا جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ:

سیدنا جعفر بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں، کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ بے مدنی، مہمان نواز، خطیب مہاجرین، دو ہجرتوں والے، دو قبلوں کے نمازی تھے۔ آپ سیرت و صورت میں نبی کریم ﷺ کے سب سے حد مشابہ تھے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

((أَشْبَهْتُ خَلْقِي وَ خُلُقِي)) ❸

❶ العلامة الراشد، ص: ۲۷۰، اس کی سند صحیح ہے۔ تاریخ الحلفاء الراشدین، ص: ۲۵۳

❷ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم: ۶۲۹۷۔

❸ صحیح بخاری، کتاب الصلح، رقم: ۲۶۹۹۔ مسند احمد مع الفتح الربانی: ۲۲/۲۱۴۔

”تم سیرت و صورت میں میرے مشابہ ہو۔“

معرکہ موتہ پیش آیا تو آپ کو اس کے تین امراء میں سے ایک امیر مقرر کر دیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں رخصت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((عَلَيْكُمْ بِزَيْدٍ، فَإِنْ أُصِيبَ فَجَعْفَرُ، فَإِنْ أُصِيبَ جَعْفَرُ فَأَبْنُ رَوَاحَةَ)) ❶

”تمہارے امیر زید ہیں اگر زید قتل ہو جائیں تو جعفر (تمہارے امیر ہوں گے) اور اگر جعفر (بھی) شہید ہو جائیں تو (پھر عبداللہ) ابن رواحہ (تمہارے امیر ہوں گے)۔“

فعنی اللہ سے باسند منقول ہے۔

((أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا سَلَّمَ عَلَى ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ)) ❷

”سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو سلام کہتے تو فرماتے: ”ذوالجناحین (دو پروں والے) کے بیٹے! تجھ پر سلام۔“

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا۔

((هَيْنَا لَكَ، أَبُوكَ يَطِيرُ مَعَ الْمَلَائِكَةِ فِي السَّمَاءِ)) ❸

”تجھے مبارک ہو! تیرا باپ آسمانوں میں فرشتوں کے ساتھ اڑتا پھرتا ہے۔“

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

((أَنَّ جَعْفَرَ يَطِيرُ مَعَ جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ، لَهُ جَنَاحَانِ عَوْضَهُ اللَّهُ مِنْ يَدَيْهِ)) ❹

❶ مسند احمد، رقم: ۲۶۶۰۴ و ۲۲۶۱۹۔

❷ صحيح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب جعفر بن ابی طالب، الهاشمی رحمہ اللہ، رقم: ۳۷۰۹۔

❸ فتح الباری: ۹۸/۷۔

❹ فتح الباری: ۹۸/۷۔

”سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ جبریل اور میکائیل علیہم السلام کے ساتھ اڑتے پھرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے ہاتھوں کے عوض دو پر عطا کیے ہیں۔“

جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
کا گھر

مسجد نبوی

باب جبریل علیہ السلام

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما:

سیدنا عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب، والدہ کا نام اسماء بنت عمیس ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے:

((كَادَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلْقَى بِصَيَّانِ أَهْلِ يَمَنَّا، قَالَ: وَإِنَّهُ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَسَبَقَ بَنِي إِلَيْهِ، فَحَمَلَنِي بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ جِئْتُ بِأَحَدِ ابْنَتِي فَاطِمَةَ، فَأَرَدْتُ خُلُقَهُ، قَالَ: فَأَدْخَلْنَا الْمَدِينَةَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ يَوْمًا وَاحِدَةً)) ❶

”جناب رسول کریم ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو آپ کے استقبال کے لیے آپ کے اہل بیت کے بچوں کو لے جایا جاتا۔ ایک دفعہ آپ سفر سے واپس تشریف لائے تو مجھے آپ کے پاس لے جایا گیا، آپ نے مجھے سواری پر اپنے آگے بٹھا لیا، پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹوں (حسین) میں سے

❶ صحیح مسلم، کتاب مسائل الصحابة، باب من مسائل عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما، رقم: ۲۴۲۸.

کسی ایک کو لایا گیا، تو آپ نے اسے اپنے پیچھے بٹھالیا۔ ہم تینوں اسی طرح ایک ہی سواری پر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔“

علامہ ذہبی جرحہ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”سردار، عالم، ابو جعفر، قریشی، ہاشمی، پیدائش حبشہ میں ہوئی، پھر مدینہ منورہ میں رہے، گئے، دو پردوں والے کئی باپ کے کئی بیٹے، صحابی بھی تھے اور آپ نے چند روایات بھی بیان کی ہیں، ان کا شمار صغار صحابہ میں ہوتا ہے، ان کے والد غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کی کفالت فرمائی اور آپ ﷺ کی پرورش میں پلے بڑھے۔“

مزید فرماتے ہیں:

”وہ بڑے عظیم الشان، شریف النفس اور بخشنے والے تھے۔“^①
 ”حضرت ابان بن عثمان جرحہ نے ان کا جنازہ پڑھایا، کیونکہ وہ ان دنوں مدینہ منورہ کے گورنر تھے۔ حضرت ابان نے ان کے جنازے کو کندھا دے رکھا تھا، جبکہ ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی تھی۔ ساتھ ساتھ فرما رہے تھے:
 ”اللہ کی قسم! آپ سراپا خیر تھے، آپ میں کوئی خرابی نہیں تھی۔ اللہ کی قسم! آپ شریف النفس، صاحب علم و فضل اور حسن سلوک کرنے والے تھے۔“^②

سیدنا عقیل بن ابوطالب رضی اللہ عنہ:

سیدنا عقیل بن ابوطالب بن عبدالمطلب، کنیت ابو یزید ہے۔

آپ حاضر جواب، مقابل کا ناطقہ بند کروینے والے، ماہر انساب اور علم تاریخ کے زیادہ جاننے والے تھے۔

سیدنا عقیل بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے قبیلہ بنو جشم کی ایک خاتون سے شادی کی، لوگوں نے (مبارک باد کے طور پر) کہا: ((بِالرَّفَاةِ وَالْبَنِينَ)) ”تمہاری

آپس میں موافقت ہو، بیٹے نصیب ہوں۔“ سیدنا عقیل رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اس طرح نہ کہو بلکہ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے اس طرح کہو:

((اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِمْ))

”یا اللہ! انہیں برکت دے اور ان پر برکت نازل فرما۔“

آپ کی وفات دور یرزید میں ہوئی۔

فائدہ: قارئین کرام! حالانکہ اس دُعا میں کوئی ایسا جملہ نہیں جو کہ غیر شرعی ہو، مگر انہوں نے اس دُعا کو محض اس لیے ناپسند کیا کہ اس موقع پر رسول کریم ﷺ کی بیان کردہ دُعا کے ساتھ موافقت ہو جائے، تا کہ سنت نبوی کا اتباع ہو سکے۔ اس سے ان کی سنت کے ساتھ محبت عیاں ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما:

آپ کا نام عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہے۔ نبی کریم ﷺ کے چچیرے بھائی، اس امت کے عالم، کتاب اللہ کے مفسر اور ترجمان ہیں۔

آپ ہجرت سے تین سال قبل مکہ کی اس گھاٹی میں پیدا ہوئے جہاں مشرکین قریش نے تمام خاندان ہاشم کو محصور کر دیا تھا۔

گو آپ فطرۃ ذہین، سلیم الطبع، متین اور سنجیدہ تھے، تاہم انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی مصاحبت کا جو زمانہ پایا وہ درحقیقت ان کا عہد طفولیت تھا۔ مگر رسول اللہ ﷺ کی خدمت گزاری کا شرف حاصل ہوا، ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے بیدار ہوئے، انہوں نے وضو کے لیے پانی لا کر رکھ دیا، آپ ﷺ نے وضو فرما کر پوچھا: پانی کون لایا تھا؟ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا (جو آپ رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں) نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا نام لیا، آنحضرت ﷺ نے خوش ہو کر دعائیں دیں، اور ارشاد فرمایا:

((اللَّهُمَّ فَمِّهِ فِي الْيَتِيمِ وَعَلِّمَهُ التَّوِيلَ)) •

”اے اللہ! اس کو مذہب کا فقیہ بنا اور تفسیر کا علم سکھا۔“

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بھی۔ بت محبت رکھتے تھے اور ان کی صلاحیتوں کے معترف تھے۔ اس کا ثبوت یہ تھا کہ وہ انہیں بدری صحابہ جیسے اکابر میں لے کر صف میں شامل فرماتے تھے، حالانکہ دیگر کئی افراد ابن عباس رضی اللہ عنہ کی عمر کے برابر تھے لیکن ان جیسا اکرام کسی کو نصیب نہ ہوا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں ان کی واضح فضیلت اور علمی مرتبہ کی ہمیشہ قدر دانی رہی۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما خود بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجھے غزوہ بدر میں شرکت کرنے والے اکابر صحابہ کے ساتھ بٹھاتے تھے۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اعتراض بھی کیا کہ آپ اس نوجوان کو ہماری مجلس میں جگہ دیتے ہیں، حالانکہ یہ ہمارے بچوں کی عمر کا ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اس کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہیں تم اچھی طرح جانتے ہو، پھر ایک دن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تمام اکابر صحابہ رضی اللہ عنہما کو بلایا۔ مجھے بھی بلاوے کا پیغام بھیجا۔ مجھے یقین تھا کہ آج انہوں نے مجھے صرف اس لیے بلایا ہے تاکہ تمام مشائخ صحابہ رضی اللہ عنہم کو میرے علم سے روشناس کرا سکیں۔ تمام بڑے بڑے اکابر صحابہ تشریف لے آئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سب سے سوال کیا کہ تم اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد عالی کے بارے میں کیا جانتے ہو؟

﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۖ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ

أَفْوَاجًا ۖ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ (النصر)

”(اے نبی!) جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے اور آپ لوگوں کو دیکھیں کہ وہ اللہ

کے دین میں گروہ درگروہ داخل ہو رہے ہیں تو آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ

تسبیح کیجیے اور اس سے بخشش مانگیے، بلاشبہ وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔“

بعض صحابہ نے کہا: جب اللہ کی نصرت اور فتح ہمیں حاصل ہوگئی تو اللہ سے استغفار اور اس کی حمد بیان کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ بعض صحابہ خاموش رہے اور بعض نے باطن کا اظہار کیا۔ اب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: ابن عباس! کیا آپ کا بھی یہی جواب

ہے؟ میں نے عرض کیا: جی نہیں! تو انہوں نے فرمایا پھر آپ کیا کہتے ہیں؟
میں نے عرض کیا کہ اس سورت میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کا تذکرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو اطلاع دی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی مدد آ جائے، مکہ فتح ہو جائے تو یہ آپ ﷺ کی وفات قریب ہونے کی علامت ہے، لہذا آپ کثرت سے اللہ کی حمد بیان کیجیے اور عمن ہوں کی بخشش طلب فرمائیے۔ وہ بلاشبہ توبہ قبول فرمانے والا ہے۔
یہ سن کر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا میں بھی اس سورت کے بارے میں وہی جانتا ہوں جو تم جانتے ہو۔^۱

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے پاس بلا تے اپنے قریب جگہ دیتے اور فرماتے میں نے ایک دن رسول اللہ ﷺ کو اس عالم میں دیکھا کہ انہوں نے تجھے بلایا۔ تیرے سر پر ہاتھ پکیرا اور فرمایا:

((اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَعَلِّمَهُ التَّوْبِيلَ))

”اے اللہ! اسے دین کی سمجھ اور تفسیر کا علم عطا فرما۔“

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔

((نَعْمَ تَرْجُمَانِ الْقُرْآنِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ))

”عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قرآن کریم کے بہت عمدہ ترجمان ہیں۔“

جب سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان کے پاس آتے تو فرماتے تھے:

((جَاءَ فَنِي الْكُهُولِ وَ ذُو اللِّسَانِ السَّوُولِ وَ الْقَلْبِ الْعَقُولِ))

”وہ آ گیا جو نو جوان شیخ ہے، بے دھڑک سوال کرنے والی زبان رکھتا ہے اور

سمجھ دار دل کا حامل ہے۔“^۲

① صحیح بخاری، کتاب المعارف، رقم: ۴۲۹۴۔ العقیدہ فی اہل البیت میں الاواط، التبرک۔

ص: ۲۲۴، ۲۲۵

② البدایہ و النہایہ، ۲/۲۸

آپ ان مخصوص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جو علم حدیث کے اساطین سمجھے جاتے ہیں، ان کی مردیات کی مجموعی تعداد ۲۶۶۰ ہے۔ ان میں ۷۵ متفق علیہ ہیں، یعنی بخاری اور مسلم دونوں میں ہیں۔ ان کے علاوہ ۱۸ روایتوں میں بخاری منفرد ہیں اور ۴۹ میں مسلم۔ ۶۸ ہجری میں پیمانہ حیات لبریز ہو گیا۔ ایک روز سخت بیمار ہوئے، بستر علالت کے ارد گرد احباب و معتقدین کا ہجوم تھا، بولے:

”میں ایک ایسی جماعت میں دم توڑوں گا جو روئے زمین پر اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب و مقرب ہے، اس لیے اگر میں تم لوگوں میں مروں تو یقیناً تم ہی وہ بہترین جماعت ہو۔“

غرض ہفت روزہ علالت کے بعد طائر روح نے نفس بفسری چھوڑا۔ حضرت محمد بن حنفیہ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور سپرد خاک کرنے کے بعد فرمایا:

”اللہ کی قسم! آج دنیا سے ”حبر امت“ اٹھ گیا۔“

غیب سے ندا آئی:

﴿يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمَطْمَئِنَّةُ ۖ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝﴾

(الفجر: ۲۷-۲۸)

”اے مطمئن جان! اپنے رب کی طرف خوش خوش لوٹ آ۔“

سیدنا عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما:

نسب نامہ کچھ اس طرح سے ہے: عبید اللہ بن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم۔ رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے، آپ سے روایات سنیں اور ان کو یاد کیا۔ آپ اپنے بھائی عبد اللہ سے ایک سال چھوٹے تھے۔

آپ بڑے سخی تھے۔ سیدنا علی بن ابی طالب نے آپ کو ۳ ہجری میں امیر حج مقرر کیا۔ رسول اللہ ﷺ کو اپنے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے خاص انس تھا، اسی لیے ان کے بچوں

کے ساتھ بھی آپ کو بڑی محبت تھی۔ آپ عبد اللہ، عبید اللہ اور کثیر بنی نضیم تینوں کو بلا کر کھلاتے اور فرماتے:

”تم میں سے جو دودڑ کر سب سے پہلے مجھے چھو لے گا اس کو انعام دوں گا۔“

تینوں بھائی دوڑتے، کوئی پشت مبارک پر چڑھ جاتا، کوئی سینے سے چٹ جاتا۔ آپ سب کو گلے سے لگا کر پیار کرتے۔ ❶

آپ ﷺ کی وفات کے بارے میں اختلاف ہے۔ علامہ عبد البر کی تحقیق کے مطابق

۵۸ ہجری میں وفات پائی۔ ❷

سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہما:

آپ کی کنیت ابو محمد اور لقب ہمرکاب رسول تھا۔ رسول کریم ﷺ کے چچیرے بھائی تھے۔ ”ہمرکاب رسول“ آپ کا لقب اس لیے ہے کہ حضور ﷺ نے جو آخری حج فرمایا تو حضور ﷺ جس سواری پر سوار تھے اس پر یہ بھی حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔

یوں تو سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے خاندان کے تمام لوگوں نے غزوہ بدر سے پہلے ہی اسلام قبول کر لیا تھا مگر انہوں نے مشرکین کے خوف سے اس کا اظہار نہیں کیا تھا۔ فتح مکہ سے کچھ پہلے اپنے والد گرامی سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ سیدنا فضل رضی اللہ عنہ نے مدینہ ہجرت کی۔ مکہ کی چڑھائی میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے۔ پھر حنین کی جنگ میں بڑی جانبازی اور دلیری دکھائی۔ حنین کے میدان میں لڑائی کی ابتداء میں جب مسلمانوں کے پاؤں اکٹڑ گئے تھے، سیدنا فضل رضی اللہ عنہ ثابت قدم رہے۔

سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے آنحضرت ﷺ کی آخری خدمت کی سعادت بھی حاصل کی۔ حضور ﷺ نے مرض الموت میں جو آخری خطبہ دیا اس کے لیے آپ ﷺ جن دو سعادت مند صحابہ رضی اللہ عنہما کے سہارے گہر سے باہر تشریف لائے ان میں سے ایک سیدنا فضل

❶ مسند احمد، ج: ۱، مسند عبید اللہ بن عباس،

❷ الاستیعاب: ۱/۶۷

بن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔ سب سے آخری سعادت مبارک جسم اطہر کے غسل کی حاصل ہوئی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نبلا تے جاتے تھے اور جناب فضل بن عباس رضی اللہ عنہما پانی ڈالتے جاتے تھے۔

سیدنا عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہ درخواست لے کر حاضر ہوئے کہ آپ ہمیں صدقہ کی وصولی پر مقرر فرمادیں تاکہ ہم اس کام کی تنخواہ سے اپنی شادی کا سامان کر سکیں۔ آپ نے ہمیں ارشاد فرمایا آل محمد ﷺ کے لیے صدقہ کی آمدنی حلال نہیں یہ تو لوگوں کی میل کچیل ہے۔^①

آپ ۲۳ ہجری میں جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔ بعض نے سن وفات ۱۸ ہجری بھی لکھا ہے۔

سیدنا قثم بن عباس رضی اللہ عنہما:

سیدنا قثم بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے۔ آنحضرت ﷺ کے عہد میں بہت کم سن تھے۔ اس لیے بچہ آنحضرت ﷺ کی مہر و محبت کے اس عہد کا ان کا اور کوئی واقعہ قابل ذکر نہیں ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ قتیسم، عبداللہ اور جعفر رضی اللہ عنہم کی سواری ادھر سے گزری تو آپ ﷺ نے جعفر رضی اللہ عنہ اور قتیسم رضی اللہ عنہ کو ساتھ بٹھالیا۔^②

مضور سرور دو عالم ﷺ کی وفات کے وقت کسی حد تک شعور کو پہنچ گئے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے منسل میت اور تجہیز و تکفین میں شریک ہوئے اور غسل دیتے وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جسد اطہر کو کمر وٹیں دلاتے رہے۔^③

قبر انور میں اتارنے کے لیے بھی اترے تھے اور جسد اطہر و فرش خاک پر لٹانے کے

① صحیح مسلم، کتاب الزکاة، رقم الحدیث: ۱۰۷۲۔

② مستدرک حاکم، ج: ۱، ۱۳، تذکرۃ جعفر رضی اللہ عنہ

③ مسند احمد: ۱/۲۶۰۔

بعد سب سے آخر میں قبر سے نکلے تھے۔ ❶

معرکہ سمرقند میں جام شہادت نوش فرمایا۔ ❷

سیدنا علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما:

ابن - عبد اللہ رضی اللہ عنہما طراز ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ روئے ارض پر سب سے زیادہ خوبصورت قریشی تھے۔ انتہائی وجہ تھے اس کے ساتھ ساتھ سب سے بڑھ کر نقلی نماز کے شائق تھے۔ حتیٰ کہ ان کی عبادت اور فضیلت کی بنا پر ان کو "سجاد" کہا جاتا تھا۔ ❸

ابھی جانشین طراز ہیں کہ مردار، امام، خلفاء کے باپ، ابو محمد، ہاشمی، سجاد۔ وہ علم و عمل جسامت و خوبصورتی قد و کاٹھ اور رعب و ہیبت کا مجسمہ تھے۔ ❹

معتب بن عتبہ بن ابی لہب:

معتب بن عتبہ بن ابی لہب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی۔ ان کی والدہ ام جلیل بنت حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی تھیں۔ معتب کی والدہ میں سے عبد اللہ، محمد، ابوسفیان، موسیٰ، عبید اللہ، سعید اور خالدہ شامل تھے۔ ان سب کی والدہ عاتکہ بنت ابی سفیان بن الحارث بن عبد المطلب تھیں۔ معتب بن ابی لہب، عتبہ بن ابی لہب سے چھوٹے تھے۔ ایک ہی وقت میں دونوں بھائیوں نے اسلام قبول کیا۔ وادی نے ان کی رحلت - سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں لکھی ہے۔

عتبہ بن عتبہ بن ابی لہب:

عتبہ بن عتبہ بن ابی لہب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہما بن عبد المطلب سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے زمانہ میں مکہ آئے تو مجھ سے فرمایا اے عباس! تمہارے دونوں بھتیجے عتبہ و معتب کہاں ہیں؟ ان کو میں نے نہیں

❶ اسد الغابۃ: ۱۹۷/۴

❷ الاستیعاب: ۱۹۷/۲

❸ سیر اعلام النبلاء: ۲۵۲/۵

❹ تذکرۃ الصحابہ: ۱۲۶/۱

دیکھا۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! مشرکین قریش میں سے جو لوگ چلے گئے ان کے ساتھ ہی وہ بھی ہیں۔ حضور سرور دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان دونوں کے پاس جاذ اور میرے پاس لے آؤ۔ میں سوار ہو کر ان کے پاس عزیر پہنچا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ تم کو بلاتے ہیں۔ وہ فوراً سوار ہو کر میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے انہیں دعوت اسلام دی۔ وہ اسلام لے آئے اور بیعت کر لی۔

رسول کریم ﷺ کھڑے ہوئے۔ ان کے ہاتھ پکڑ لیے اور اس طرح لے چلے کہ آپ ﷺ ان کے درمیان تھے۔ ملترزم پر لائے، جو باب کعبہ اور حجر اسود کے درمیان ہے۔ آپ ﷺ نے دعا کی اور واپس ہوئے۔ چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ آپ کو خوش و غرم رکھے۔ میں چہرے پر مسرت دیکھتا ہوں۔ فرمایا: ہاں! میں نے اپنے چچا کے ان دونوں بیٹوں کو اپنے رب سے مانگا تھا۔ اس نے مجھے عطا کر دیئے۔ انہوں نے غزوہ حنین میں آپ کی ہر کامیابی اختیار کی اور آپ ﷺ کے ساتھ کئی جنگوں میں حصہ لیا۔ بیعت صدیق میں عتبہ شامل تھے اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کے دور میں ان کا انتقال ہوا۔

سیدہ دُرّہ بنتی عثمان بنت ابی لہب:

دُرّہ بنتی عثمان بنت ابی لہب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی۔

شادی وجہ کلبی رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ حارث بن عامر بن نوفل اور زید بن حارث کے ساتھ ہوئی تھی۔ سیدہ دُرّہ کے دو بچوں کا ذکر بھی ملتا ہے جو کہ ولید ابوالحسن اور مسلم تھے۔

آپ کی والدہ ام جمیل بنت حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبدمناف بن قصی تھیں۔ شرف اسلام ہوئیں۔ کئی احادیث آپ سے مروی ہیں، چنانچہ ایک حدیث کی نص حسب ذیل ہے:

((عَنْ دُرَّةِ بِنْتِ أَبِي لَهَبٍ قَالَتْ كُنْتُ عِنْدَ عَائِشَةَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ

فَقَالَ إِشْوِي بَوْضُوهُ قَالَتْ فَأَبْتَدَرْتُ أَنَا وَعَائِشَةُ الْكُوزَ فَأَخَذَتْهُ أَنَا

فَقَوَّضًا فَرَفَعَ بَصْرَهُ إِلَيَّ أَوْ طَرَفَهُ إِلَيَّ وَقَالَ أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ

قَالَتْ فَأَتَيْتُ بِرَجُلٍ فَقَالَ مَا أَنَا فَعَلْتُهُ إِنَّمَا قِيلَ لِي قَالَتْ وَكَانَ سَأَلَهُ
عَلَى الْمُنْبَرِ مَنْ خَيْرُ النَّاسِ فَقَالَ: أَفْقَهُهُمْ فِي دِينِ اللَّهِ وَأَوْصَلَهُمْ
لِرَجْمِهِ ذَكَرَ فِيهِ شَرِيكَ شَيْئَيْنِ آخَرَيْنِ لَمْ أَحْفَظْهُمَا)) •

”حضرت ذرہؓ بنت ابی لہب سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں سیدہ عائشہؓ کے پاس تھی کہ نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا: میرے پاس وضو کا پانی لاؤ، میں اور سیدہ عائشہؓ ایک برتن کی طرف تیزی سے بڑھے، میں پہلے پہنچ گئی اور اسے لے آئی، پھر نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور نگاہیں اٹھا کر مجھ سے فرمایا: تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں، پھر ایک آدمی کو لایا گیا، اس نے کہا کہ میں نے یہ کام نہیں کیا بلکہ لوگوں نے مجھ سے کہا تھا، اس نے نبی کریم ﷺ سے برسرِ منبر یہ سوال کیا تھا کہ لوگوں میں سب سے بہترین کون ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کے دین کی سب سے زیادہ سمجھ بوجھ رکھتا ہو اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا ہو۔“

((عَنْ ذُرَّةَ بِنْتِ أَبِي لَهَبٍ قَالَتْ قَامَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمُنْبَرِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ فَقَالَ ﷺ خَيْرُ النَّاسِ أَقْرَأُهُمْ وَأَتْقَاهُمْ وَأَمْرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَأَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَوْصَلَهُمْ لِلرَّحِمِ)) •

”حضرت ذرہؓ بنت ابی لہب سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے برسرِ منبر یہ سوال کیا تھا کہ لوگوں میں سب سے بہترین کون ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا جو سب سے زیادہ قرآن پڑھنے والا، متقی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا ہو۔“

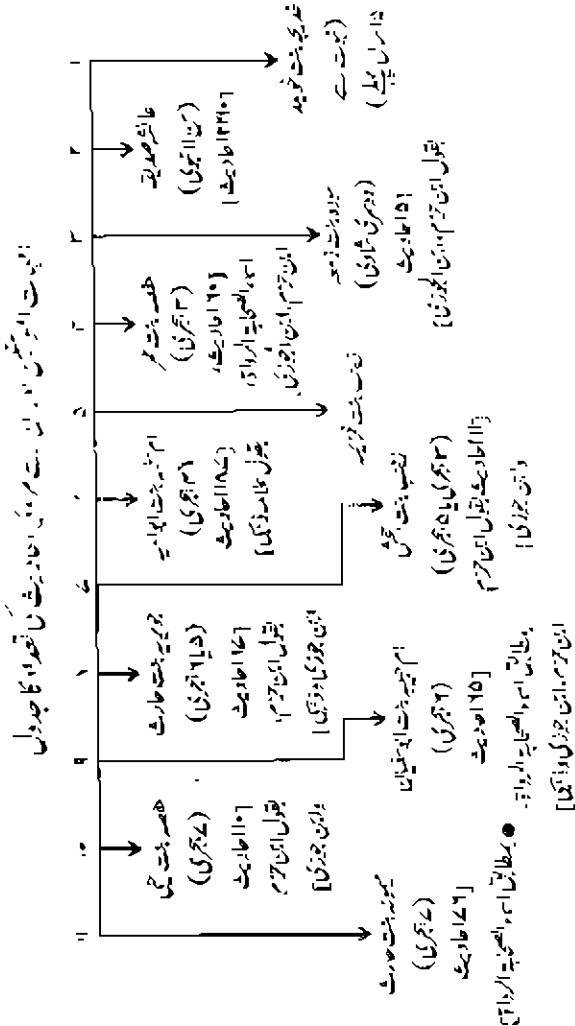
① مسند احمد: ۶/۶۸-۴۳۲۔ مجمع الروالد: ۲۵۸/۹۔

② مسند احمد: ۶/۴۳۲۔ مجمع الروالد: ۲۶۳/۷۔

فصل نمبر ۲:

امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن

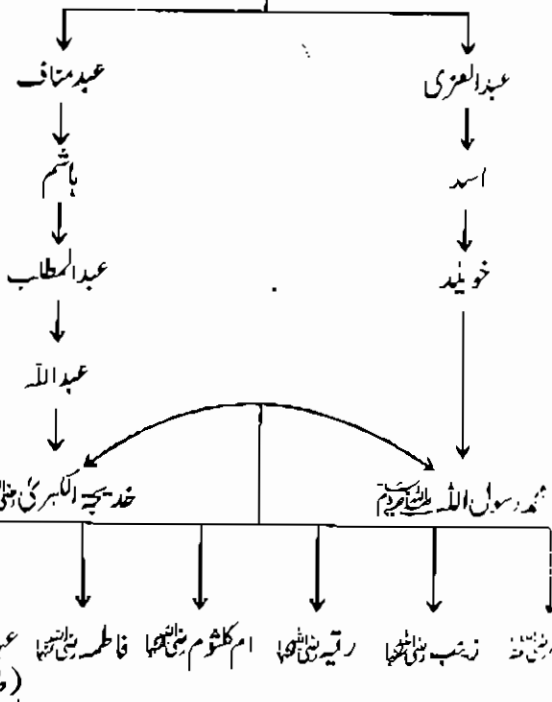
یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ ازواجِ مطہرات شہانِ اہل بیت میں شامل ہیں جیسا کہ گزشتہ کی سطور میں بیان ہو چکا۔



۱۔ ام المومنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا:

ام المومنین سیدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کی پہلی بیوی ہیں۔ ان کی زندگی میں آنحضرت ﷺ نے دوسرا نکاح نہیں فرمایا۔ یہ بالاجماع پہلی مسلمان خاتون ہیں۔ کوئی مرد اور عورت ایمان لانے میں آپ سے مقدم نہیں۔ آپ کے والد کا نام خویلد بن اسد اور والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا۔ قبیلہ قریش سے تعلق رکھتی تھیں اور قریش کی شاخ بنو امیہ کے خاندان سے تھیں۔ تمہی پر جا کر آنحضرت ﷺ کے ساتھ آپ کا سلسلہ نسب مل جاتا ہے۔ ۵

قصی



آپ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ سے نکاح سے پہلے ہی طاہرہ کے لقب سے مشہور تھیں۔

آپ ﷺ کا پہلا نکاح ابوہالہ بن زرارہ تھیں سے ہوا جس سے ہند اور ہالہ دو بیٹے پیدا ہوئے۔ یہ دونوں صاحبزادے شرف صحابیت سے مشرف ہوئے۔ ابوہالہ کے انتقال کے بعد آپ کا نکاح عتیق بن عاند خزومی سے ہوا اس سے ایک لڑکی ہند پیدا ہوئیں۔ یہ بھی اسلام کے سایہ عاطفت میں آئیں۔ کچھ عرصہ کے بعد عتیق بھی وفات پا گئے اور خدیجہ پھر بیوہ ہو گئیں۔ ۵

فقد الزکاة للقرضادی: ۱۴/۲۵۹، بل الہدیٰ والرشاد: ۲/۱۶۵، أن الاشراف: ۱/۱۰۷ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا حق مہر ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی تقریباً (۵۰۰ درہم) ادا فرمایا: عظیم سیرت نگار علامہ بلاذری، صیاطی اور علامہ صالحی بھی ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی کے قائل ہیں۔ جبکہ ابن ہشام میں ہے کہ سیدہ خدیجہ کا حق مہر بیس اونٹیاں تھیں۔ سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی رفاقت رسول اللہ ﷺ سے کم و بیش چوبیس سال رہی جس میں سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کا ہر دک سکھ میں ساتھ دیا اور مال و جان سے غم گساری اور خیر خواہی کا حق ادا کیا۔

نفسہ بنت منبہ سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بڑی مال دار خاتون تھیں۔ جب بیوہ ہو گئیں تو عرب کا ہر شخص آپ ﷺ سے نکاح کا متمنی تھا لیکن جب آنحضرت ﷺ آپ کا مال تجارت لے کر شام گئے اور عظیم نفع کے ساتھ واپس لوٹے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی طرف راغب ہو گئیں۔ آپ ﷺ کی دیانت اور شرافت کے کئی واقعات اپنے غلام سے بن کر بڑی متاثر ہوئیں۔ نفسہ کا بیان ہے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مجھے آنحضرت ﷺ کا عندیہ معلوم کرنے کے لیے بھیجا۔ اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۴۰ اور آپ ﷺ کی عمر ۲۵ سال تھی۔ میں نے کہا آپ ﷺ کو نکاح سے کون سی چیز مانع ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے ہاتھ میں کچھ نہیں۔ میں نے کہا اگر آپ اس فکر سے کفایت کر دیئے جائیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے کوئی عذر نہ ہوگا۔ انہوں نے کہا جس عورت کی خواہش ہے اس کا نام خدیجہ ہے۔ آپ نے قبول کیا۔ ۵

نبی کریم ﷺ کے پاس جبریل امین ؑ تشریف لائے اور فرمایا:

((فَإِذَا هِيَ آتَتْكَ فَأَقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنْنِي وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخْبَ فِيهِ وَلَا نَصَبٍ)) ❶

”(اے اللہ کے رسول!) جب وہ (خدیجہ رضی اللہ عنہا) آپ کے پاس آئیں تو انہیں میری اور اللہ کی طرف سے سلام کہیں اور جنت میں موتیوں والے ایک محل کی خوش خبری دے دیں جس میں نہ شور ہوگا اور نہ کوئی تکلیف۔“

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((خَيْرُ نَسَائِهَا مَرْيَمُ وَخَيْرُ نَسَائِهَا خَدِيجَةُ)) ❷

”کائنات میں سب سے افضل عورتیں مریم اور خدیجہ ہیں۔“

جب رسول اللہ ﷺ پہلی وحی کے بعد گھبرائے ہوئے گھر آئے تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان الفاظ کے ساتھ آپ کو تسلی فرمائی۔

((كَلَّا وَاللَّهِ مَا يَخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَ

تَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ)) ❸

”ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا آپ تو صلہ رحمی کرنے والے ہیں کمزوروں کا بوجھ اٹھانے والے ہیں محتاجوں کے لیے کمانے والے ہیں، مہمان کی مہمان نوازی کرنے والے اور راہِ حق میں مصائب برداشت کرنے والے ہیں۔“

سیرت ابن ہشام میں ہے:

((وَكَانَتْ أُولَى امْرَأَةٍ تَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ يَتَزَوَّجْ عَلَيْهَا

غَيْرَهَا حَتَّى مَاتَ ﷺ)) ❹

❶ صحیح بخاری، کتاب المغاز، رقم: ۳۸۲۰۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم: ۲۴۳۲

❷ صحیح بخاری، کتاب المغاز، رقم: ۳۸۱۵۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم: ۲۴۳۰

❸ صحیح بخاری، کتاب النوحی، رقم: ۳۔ ❹ السيرة النبوية لابن هشام، ص: ۱۲۳

”وہ پہلی عورت تھیں جن سے نبی ﷺ نے نکاح فرمایا اور ان کی زندگی میں آپ نے کوئی دوسرا نکاح نہ کیا یہاں تک کہ وہ انتقال کر گئیں۔“

امام بخاری اپنی صحیح میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں۔

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غُرْتُ عَلَى أَحَدٍ مِّنْ نِّسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ مَا غُرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ وَ مَا رَأَيْتُهَا وَلَكِنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَكْثُرُ ذِكْرَهَا وَ رُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يَقَطِعُهَا أَعْضَاءَ ثُمَّ يَبْعُثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا أَمْرًا إِلَّا خَدِيجَةَ فَيَقُولُ إِنَّهَا كَانَتْ وَ كَانَتْ وَ كَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ.)) ❶

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی کریم کی کسی بیوی پر اتنا رشک نہیں کیا جتنا خدیجہ رضی اللہ عنہا پر کیا حالانکہ میں نے انہیں دیکھا بھی نہیں تھا لیکن نبی ﷺ ان کا کثرت سے ذکر فرمایا کرتے اگر کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کے کمرے بناتے اور پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیجتے۔ میں کبھی آپ سے یوں کہتی شاید خدیجہ کے سوا دنیا میں کوئی عورت ہی نہ تھی اس پر آپ ﷺ فرماتے وہ ایسی صفات کی مالک تھیں وہ ایسی تھیں اور ان سے میری اولاد ہے۔“

سیدنا حکیم بن حزام سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے، ایک دفعہ وہ طائف میں تھے کہ وہاں غلاموں کی منڈی لگی ہوئی تھی یہ بھی وہاں پہنچ گئے ایک نو عمر لڑکا زید انہیں بھاگیا زید کی شکل و صورت عادات اور اخلاق و اطوار کسی طور پر غلاموں جیسے نہ تھے۔ سدا کیا زید کو لے کر کہ آئے اور اسے اپنی پھوپھی سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیش کر دیا یہ نو عمر لڑکا اس عظیم گھرانے میں پلتا رہا شادی کے بعد سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ❷

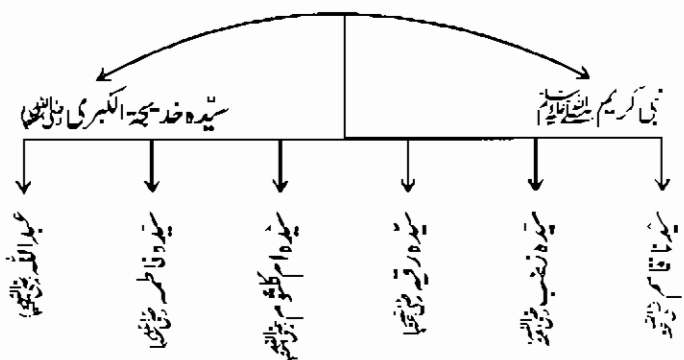
❶ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب نروح النبی ﷺ حدیجہ و ولہا رحمہم، رقم: ۳۸۱۸

❷ تاریخ دمشق: ۲۹/۲۴۳۔

علامہ ذہبیؒ اسے رقم طراز ہیں:

”مومنوں کی پہلی اور بڑی ماں، اپنے زور کی تمام عورتوں کی سردار، جناب رسول اللہ ﷺ کی تمام اولاد (حضرت ابراہیمؑ کے علاوہ) کی والدہ، جو سب سے پہلے آپ پر ایمان لائیں اور سب سے پہلے آپ کی تصدیق کی اور آپ کا حوصلہ مضبوط کیا۔ ان کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔ ان کا شمار کامل عورتوں میں کیا گیا۔ انہیں انجہا کی سمجھ دار، صاحب و جاہت، دین دار، عفت مآب، صاحب عز و شرف اور جنتی خاتون۔ نبی اکرم ﷺ ان کی بہت تعریف کرتے، تمام امہات المؤمنین پر ان کو فضیلت دیتے اور ان کی بہت تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے۔ آپ نے ان سب سے پہلے انہی سے شادی کی، ان کی زندگی میں کسی دوسری عورت سے شادی کی، نہ کوئی باندی رکھی، پھر ان سے آپ کے کئی بچے بھی پیدا ہوئے۔ ان کی وفات سے آپ کو بہت صدمہ ہوا کیونکہ وہ آپ کے لیے بہترین ساتھی ثابت ہوئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ظلم دیا تھا کہ انہیں جنت میں ایسے گھر کی خوشخبری دیں جو ایک موتی سے بنا ہوا ہو گا، اس میں شور سنائی دے گا نہ کوئی تکلیف اور بیماری رسائی پائے گی۔“

رسول اللہ ﷺ کی سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے اولاد:



حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ ابن قیم، امام ابن جوزی، امام سیوطی، علامہ قسطلانی رحمہم وغیرہ کی تحقیق کے مطابق طیب اور طاہر آپ ﷺ کے بیٹے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ ہی کے القاب تھے۔ واللہ اعلم۔

۲۔ ام المؤمنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا:

زمعہ بن قیس قرشی کی دختر نیک اختر اور حضرت سکران بن عمرو رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ کی دو بار ہجرت کی دوسری ہجرت سے مکہ لوٹ کر آئیں تو شوہر کا انتقال ہو گیا، اور ان سے سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے پانچ بچے تھے۔ اب اگر قبیلہ میں واپس جاتیں ہیں تو قبیلہ اور خاندان کے لوگوں سے اندیشہ ہے کہ شرک پر مجبور کر کے طرح طرح کی ایذا پہنچائیں گے رسول اللہ ﷺ نے بے سہارا عورت کو سہارا عطا کیا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا وفات پا چکی تھیں۔ آپ ﷺ نے نکاح فرما کر سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو اشرف الانبیاء کی حرم ہونے کا شرف عطا کیا۔^۱ وفات ۲۳ ہجری اور تدفین جنت البقیع مدینہ منورہ میں ہوئی۔ ام المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا مکان سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے پہلو میں تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے مکانات مسجد نبوی کی تعمیر سے فراغت کے بعد ایک ہی وقت میں ایک ہی شکل میں تعمیر فرمائے تھے۔^۲

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمَهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ وَكَانَ يُقِيمُ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا، غَيْرَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ تَبْتَغِي بِذَلِكَ رِضًا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.))^۳

① المعارف ابن قتیبہ، ص: ۱۳۳۔ صحابہ کے مکانات، ص: ۲۸۔

② احبار مدینۃ الرسول ﷺ، ص: ۷۳۔ وفاء الوفا: ۴۵۹/۲۔

③ صحیح بحاری، کتاب النکاح، باب من ہب المرأة لغير زوجها وعتقها، الرقم: ۲۴۵۳ و کتاب الشہادات، باب فی المشكلات، الرقم: ۲۵۴۲۔ سنن ابو داود، کتاب النکاح، باب فی القسم بین النساء، الرقم: ۲۱۳۸۔ سنن النسائی الکبری: ۲۹۹۲/۵، الرقم: ۸۹۲۳۔

”سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواجِ مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے کہ آپ ﷺ کے ساتھ جانے کے لیے کس کے نام قرعہ نکلتا ہے اور آپ ﷺ نے ان کے درمیان ایک رات دن کی باری مقرر فرمائی ہوئی تھی، ماسوائے حضرت سودہ بنت زمرہ رضی اللہ عنہا کے کہ انہوں نے اپنی باری ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دی ہوئی تھی، اس سے ان کا مقصود حضور نبی اکرم ﷺ کی رضامندی تھی۔“

علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد یہ وہ پہلی خاتون ہیں جن سے آپ نے شادی فرمائی اور تقریباً تین سال وہ آپ کے گھر اکیلی رہیں، پھر آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ یہ بہت بزرگ، عظیم الشان، سمجھدار، مردار قسم کی بڑے قد و کاٹھ اور بھاری جسامت والی خاتون تھیں۔ آخری دور میں انہی نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جبہ کر دی تھی تاکہ رسول اللہ ﷺ مزید خوش ہوں۔“

۳۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی زوجہ اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دختر نیک اختر ہیں۔

سن ۱۱ نبوی کو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کا بلا رخصتی نکاح ہوا۔^① آپ بنی سبائہ ۹ سال آنحضرت ﷺ کی محبت میں رہیں۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد اڑتالیس سال زندہ رہ کر ۶۶ سال کی عمر میں ۵ ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی۔^②

① سر اعلام النبلاء: ۲/۲۶۵، ۲۶۶۔

② بحاری و مسلمہ نحو الہ ذرقابی، ج: ۲

③ اہل بیت کا تعارف از ابو ریمان فاروقی، ص: ۱۴

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”مردوں میں سے بہت سے لوگ کمال کو پہنچے مگر عورتوں میں مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم کے علاوہ کوئی کمال کو نہ پہنچا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسی ثرید کو تمام کھانوں پر۔“^①

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دو ہزار دوسو دس (۲۳۱۰) احادیث مروی ہیں۔^②

رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو رخصتی کے وقت ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی (جو کہ ۵۰۰ درہم بنتے ہیں) حق مہر ادا فرمایا تھا۔^③

عبداللہ بن یزید ہذلی رضی اللہ عنہ رقمطراز ہیں کہ جب سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھروں کو منہدم کرنے کا حکم دیا تو اس وقت میں نے دیکھا کہ سارے مکانات گھاس بھس کے ہیں اور ان کی دیواریں کجور کی ٹہنیاں کھڑی کو کے قائم کی گئی ہیں جن پر مٹی چڑھائی ہوئی ہے میں نے شمار کیا تو کل نو کمرے تھے اور ان کمروں کے ساتھ چھوٹے آنگن تھے اور یہ سب کے سب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مکان اور باب النبی ﷺ کے بعد والے اس دروازے کے درمیان واقع تھے جہاں آج اسماء بنت حسین رضی اللہ عنہا کا گھر واقع ہے۔^④

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ایک لمبی حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا مجھے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے تکلیف مت پہنچاؤ! عائشہ کے علاوہ اور کسی بیوی کے بستر پر مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا یا رسول اللہ! آپ کو ایذا رسانی پر میں اللہ تعالیٰ کے حضور معافی مانگتی ہوں پھر

① صحیح بخاری، کتاب النکاح، رقم: ۳۴۱۱

② سیر اعلام النبلاء: ۱۳۹/۲

③ صحیح مسلم، کتاب النکاح، رقم: ۴۲۶، کتاب الاشراف: ۴۴/۲

④ وفاء المروء: ۴/۲

انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا انہوں نے آپ سے بات کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیٹی! کیا تمہیں اس سے محبت نہیں جس سے میں محبت کرتا ہوں؟ انہوں نے فرمایا (کیوں نہیں) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم عائشہ سے محبت کیا کرو۔^①

سیدہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہا، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے عائشہ! یہ جبریل علیہ السلام ہیں وہ تمہیں سلام پیش کر رہے ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا جبریل پر بھی سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔ انہوں نے بتایا آپ جو کچھ دیکھ رہے تھے وہ میں تو نہیں دیکھ سکتی تھی۔^②

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا:

((إِنِّي لَا أَعْلَمُ إِذَا كُنْتُ عَنِّي رَاضِيَةً وَإِذَا كُنْتُ عَلَى غَضَبِي .
قَالَتْ فَقُلْتُ: مَنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذَلِكَ؟ فَقَالَ: أَمَّا إِذَا كُنْتُ عَنِّي
رَاضِيَةً فَإِنَّكَ تَقُولِينَ: لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَإِذَا كُنْتُ عَلَى غَضَبِي
قُلْتُ: لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ قَالَتْ: قُلْتُ: أَجَلٌ وَاللَّهِ ، يَا رَسُولَ
اللَّهِ ، مَا أَهْجُرُ إِلَّا أَسْمَكَ .))^③

”میں بخوبی جان لیتا ہوں جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو اور جب ناراضی کا اظہار کرتی ہو۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یہ بات آپ کس طرح معلوم کر لیتے ہیں؟ چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو کہ رب محمد کی قسم! اور جب تم ناخوش ہوتی ہو تو کہتی ہو رب ابراہیم کی قسم! وہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! اس وقت میں

① صحیح بخاری، کتاب المناقب، رقم: ۳۷۶۵۔

② صحیح بخاری، کتاب المناقب، رقم: ۳۷۶۸۔

③ صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ۶۰۷۸، صحیح مسلم، رقم: ۲۴۳۹۔

صرف آپ کا نام ہی چھوڑتی ہوں۔“

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيَتَعَذَّرُ فِي مَرَضِهِ أَيْنَ أَنَا الْيَوْمَ؟ أَيْنَ أَنَا غَدًا؟ اسْتَبْطَاءَ لِيَوْمِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَلَمَّا كَانَ يَوْمِي قَبَضَهُ اللَّهُ بَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي وَدُفِنَ فِي بَيْتِي.)) ۱

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ مرض الموت میں میری باری طلب کرے کے لیے پوچھتے کہ میں آج کہاں رہوں گا؟ کل میں کہاں رہوں گا؟ پھر جس دن میری باری تھی آپ ﷺ کا سر مبارک میری گود میں تھا کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کی روح پاکیزہ قبض کر لی اور میرے گھر میں ہی آپ ﷺ مدفون ہوئے۔“

((عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ اسْتَأْذَنَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَبْلَ مَوْتِهَا عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَهِيَ مَغْلُوبَةٌ قَالَتْ أَخَشَى أَنْ يُثْنِيَ عَلَيَّ فَقِيلَ ابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمِنْ وُجُوهِ الْمُسْلِمِينَ قَالَتْ انْذَرُوا لَهُ فَقَالَ كَيْفَ تَجِدِينَكَ قَالَتْ بِخَيْرٍ إِنْ اتَّقَيْتُ قَالَ فَأَنْتِ بِخَيْرٍ إِنْ شَاءَ اللَّهُ زَوْجَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ يَنْكِحْ بِكَرًا غَيْرَكَ وَنَزَلَ عَذْرُكَ مِنَ السَّمَاءِ وَدَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خِلَافَهُ فَقَالَتْ دَخَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَأَثْنَى عَلَيَّ وَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ نَسِيًا مَنِيًّا.)) ۲

”امام ابن ابی ملیکہ کا بیان ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور انہوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اندر آنے کی اجازت مانگی جبکہ وہ اس وقت عالم نزع میں تھیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مجھے ڈر ہے کہ یہ میری تعریف کریں گے۔ حاضرین نے

① صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم: ۲۴۴۳.

② صحیح البخاری، کتاب التفسیر، رقم: ۴۷۵۳.

کہا: یہ تو حضور نبی اکرم ﷺ کے چچا زاد اور سرکردہ مسلمانوں میں سے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: انچھا انہیں اجازت دے دو۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ جواب دیا اگر پرہیزگار ہوں تو بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا ان شاء اللہ بہتر ہی رہے گا کیونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں اور آپ کے سوا انہوں نے کسی کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا اور آپ کی برائت آسمان سے نازل ہوئی تھی۔ ان کے بعد سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اندر آئے تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آئے تھے وہ میری تعریف کر رہے تھے اور میں یہ چاہتی ہوں کہ کاش! میں گناہم ہوتی۔“

((عُرْوَةُ بَنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لَا تُمْنِكُ شَيْئًا سِوَا جَاءَ هَا مِنْ رِزْقِ اللَّهِ تَصَدَّقَتْ بِهِ.)) ❶

”جناب مروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اللہ تعالیٰ کے رزق میں سے جو بھی چیز آتی وہ اسے اپنے پاس نہ روکے رکھتیں بلکہ اسی وقت (کھڑے کھڑے) اس کا صدقہ فرمادیتیں۔“

((عَنْ أَنَسٍ أَنَّ جَارَ أَيْرُسُولِ اللَّهِ ﷺ فَارِسِيًّا كَانَ طَيْبَ الْعَرَقِ فَصَغَرَ أَيْرُسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ جَاءَ يَدْعُوهُ فَقَالَ وَهَذِهِ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَ لَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا ثُمَّ عَادَ يَدْعُوهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهَذِهِ قَالَ نَعَمْ فِي الْبَالَةِ فَقَامَا يَتَدَافَعَانِ حَتَّى آتَا دُخْرُهُ.)) ❷

”سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا ایک فارسی پڑوسی بہت

❶ صحیح البخاری، کتاب النکاح، رقم: ۳۵۱۵۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الأشراف، رقم: ۲۰۳۷۔ مستند احمد، رقم: ۱۲۲۶۵۔

اچھا سالن بنانا تھا، پس ایک دن اس نے نبی اکرم ﷺ کے لیے سالن بنایا، پھر آپ ﷺ کو دعوت دینے کے لیے حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اور یہ بھی یعنی عائشہ (بھی میرے ساتھ مدعو ہے یا نہیں) تو اس نے عرض کیا نہیں، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں (میں نہیں جاؤں گا) اس شخص نے دوبارہ آپ ﷺ کو دعوت دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بھی (یعنی عائشہ بھی) تو اس آدمی نے عرض کیا نہیں، تو آپ ﷺ نے پھر انکار فرمادیا۔ اس شخص نے سہ بارہ آپ ﷺ کو دعوت دی، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بھی، اس نے عرض کیا ہاں یہ بھی، پھر دونوں (یعنی آپ ﷺ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما) ایک دوسرے کو تھامتے ہوئے اٹھے اور اس شخص کے گھر تشریف لے گئے۔“

دنیا اور آخرت میں نبی کریم ﷺ کی بیوی اور مومنوں کی ماں ہونے کا اعزاز:
سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل میں یہ بھی ایک بہت بڑی فضیلت ہے کہ آپ کو قرآن حکیم نے امت کے مومنوں کی ماں قرار دیا ہے۔ سورۃ احزاب میں اللہ لریم ارشاد فرماتے ہیں کہ

﴿وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ (الاحزاب: ۶)

”اور رسول اللہ ﷺ کی بیویاں امت کی مائیں ہیں۔“

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ جَبْرِيلَ جَاءَ بِصُورَتِهَا فِي خِرْقَةٍ حَرِيرٍ خَضْرَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ هَذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ))^۱

”سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جبریل امین علیہ السلام ریشم کے بزرگیزے

① منی الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ ﷺ، باب من فضل عائشہ، رقم: ۳۸۸۱ صحیح ابن حبان: ۱۶/۶، رقم: ۷۰۹۴۔ مسند اسحاق بن راہویہ: ۶/۳، الرقم: ۱۲۳۷۔ مرآۃ اعلام السلاسل: ۱/۲، ۱۴۱، ۱۴۲۔ امام ترمذی نے اسے ”حسن“ اور ابن حبان نے ”صحیح“ کہا ہے۔

میں (پٹنی ہوئی) ان کی تصویر لے کر نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ دنیا و آخرت میں آپ کی اہلیہ ہیں۔“

فقہ الحدیث کی عالِمہ:

سیدنا ابو موسیٰ الاشعریؓ نے فرمایا

((مَا أَشْكَلُ عَلَيْنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَ قَطُّ فَسَأَلْنَا عَائِشَةَ إِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا)) •

”ہم رسول اللہ ﷺ کے صحابہ پر جب بھی کسی حدیث میں اشکال ہوا تو ہم نے سیدہ عائشہؓ (بنتی تھیں) سے پوچھا اور ان کے پاس اس کے بارے میں علم پایا۔“
 ((عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: كَانَتْ عَائِشَةُ صَلَاحًا أَفْقَهُ النَّاسِ وَأَعْلَمُ النَّاسِ وَاحْتَسَنَ النَّاسُ رَأْيًا فِي الْعَامَةِ)) •

”حضرت عطاء بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ بنتی تھیں تمام لوگوں سے بڑھ کر فقیہہ اور تمام لوگوں سے بڑھ کر عالمہ اور تمام لوگوں سے بڑھ کر روزمرہ معاملات میں اچھی رائے رکھنے والی تھیں۔“

((عَنْ الزَّهْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَوْ جُمِعَ عِلْمُ نِسَاءِ هَذِهِ الْأُمَّةِ فِيهِنَّ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ عِلْمُ عَائِشَةَ أَكْثَرَ مِنْ عِلْمِهِنَّ)) •
 ”امام زہریؒ ہمارے سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر جملہ ازواج

① سنن الترمذی، کتاب المساقب عن رسول اللہ ﷺ، باب من فعل عائشة۔ رقم: ۳۸۸۳ و قال ابو موسیٰ هذا حدث حسن صحيح۔ سير اعلام النبلاء: ۱۷۹/۲۔ تهذيب الكمال: ۴۲۳/۱۲۔ صفة الصفوة: ۳۶/۲۔ الاصابة: ۱۸/۸

② المستدرک للحاکم: ۱/۸۵، الرقم: ۶۷۴۸۔ سير اعلام النبلاء: ۱۸۵/۲۔ تهذيب التهذيب: ۴۶۳/۱۲۔ تهذيب الكمال: ۲۳۴/۳۵۔ الاستيعاب: ۱۸۸۳/۴۔ الاصابة: ۱۸/۸

③ المعجم الكبير: ۱۸۴/۲۳، الرقم: ۲۹۹۔ السنة للخلال: ۴۷۶/۲۔ تهذيب التهذيب: ۴۶۳/۱۲۔ تهذيب الكمال: ۲۳۵/۳۵۔ صفة الصفوة: ۳۳/۲۔ سير اعلام النبلاء: ۱۸۵/۲۔ مجمع الزوائد: ۲۴۳/۹۔ وقال رجاله: الحديث ثقات

مطہرات سمیت اس امت کی تمام عورتوں کے علم کو جمع کر لیا جائے تو عائشہ کا علم ان سب کے علم سے زیادہ ہے۔“

رسول اللہ ﷺ کو بہت زیادہ محبوب:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فِي رِوَايَةٍ طَوِيلَةٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِفَاطِمَةَ: إِنَّهَا (أَنْى عَائِشَةَ) حَبَّةُ أَيْلِكَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ... (الحديث . . .) ۵

”سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک طویل حدیث میں روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا: رب تعبہ کی قسم! بے شک عائشہ تمہارے والد کو بہت زیادہ محبوب ہے۔“

مشہور تابعی مسروق بن الاعدع الکوفی برائے نے فرمایا:

((حَدَّثَنِي الصَّدِيقَةُ بِنْتُ الصَّدِيقِ ، حَبِيبَةُ حَبِيبِ اللَّهِ ، الْمُبَرَّادُ)) ۶

”مجھے صدیق کی بیٹی (عائشہ) نے حدیث بیان کی (جو) اللہ کے حبیب کی بیبہ ہیں (اور) پاک دامن ہیں۔“

عاجزی و اعساری:

((عَنْ ذَكَوَانَ حَاجِبِ عَائِشَةَ أَنَّهُ جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَسْتَأْذِنُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ... فَقَالَتْ: أَفْذَنُ لَهُ إِنْ شِئْتَ ، قَالَ: فَأَدْخَلْتُهُ فَلَمَّا جَلَسَ ، قَالَ أَبْشِرِي ، فَقَالَتْ: أَيْضًا ، فَقَالَ: مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ أَنْ تَلْقَى مُحَمَّدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَالْأَحَبَّ إِلَّا أَنْ تَخْرُجَ الرُّوحُ مِنْ الْجَسَدِ كُنْتُ أَحَبَّ نِسَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ))

① سس ابو داود، کتاب الادب، باب فی الانصار : ۲۷۴/۴، الرقم: ۴۸۹۸ - مجمع الزوائد .

۳۲۲/۴

② مسند احمد: ۲۴۱/۶، رقم: ۲۶۰۴۴ - شیخ حمزہ زین نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُحِبُّ إِلَّا طَيِّبًا وَسَقَطَتْ فَلَا دُتْكَ لَيْلَةً
 الْآبَاءُ فَأَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى يُصْبِحَ فِي الْمَنْزِلِ وَأَصْبَحَ
 النَّاسُ لَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿الْإِسَاء: ٤٣﴾ فَكَانَ ذَلِكَ فِي سَبِيلِكَ، وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ
 غَرَوْجَلٍ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ مِنَ الرُّخْصَةِ وَأَنْزَلَ اللَّهُ بِرَاتِكَ مِنْ فَوْقِ
 سَبْعِ سَمَوَاتٍ جَاءَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ فَأَصْبَحَ لَيْسَ لِلَّهِ مَسْجِدٌ
 مِنْ مَسَاجِدِ اللَّهِ يُذَكَّرُ اللَّهُ فِيهِ إِلَّا يُتْلَى فِيهِ آثَاءَ اللَّيْلِ وَآثَاءَ
 النَّهَارِ فَقَالَتْ دَعْنِي مِنْكَ يَا ابْنُ عَبَّاسٍ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ
 لَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ نَسِيًا مَنَسِيًّا)) ❶

”حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ جو کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دربان تھے، روایت کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملنے کی اجازت طلب کرنے کے لیے تشریف لائے۔ تو انہوں نے فرمایا: اگر تم چاہتے ہو تو انہیں اجازت دے دو، راوی بیان کرتے ہیں پھر میں انہیں اندر لے آیا پس جب وہ بیٹھ گئے تو عرض کرنے لگے: اے ام المومنین! آپ کو خوشخبری ہو، آپ نے جواباً فرمایا: اور تمہیں بھی خوشخبری ہو، پھر انہوں نے عرض کیا: آپ کی اور آپ کے محبوب حضور نبی اکرم ﷺ کی ملاقات میں سوائے آپ کی روح کے کسی غنہری سے پرواز کرنے کے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ آپ نبی اکرم ﷺ کو تمام مطہرات سے بڑھ کر عزیز تھیں اور نبی اکرم ﷺ سوائے پاکیزہ چیز کے کسی کو پسند نہیں فرماتے تھے، اور ابوالوالی رات آپ کے گلے کا ہار گر گیا تو حضور نبی اکرم ﷺ صبح تک گھرنے پہنچے اور جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صبح اس

❶ مسند احمد، ۱۰/۲۷۶، الرقم: ۲۵۹۶۔ صحیح ابن حبان: ۴۱/۱۶، الرقم: ۴۲۔

۱۰۰۔ ”صحیح البخاری: ۱۰/۲۲۱، الرقم: ۱۰۷۸۲۔ مسند ابو یعلیٰ: ۵/۵۷۶۵، الرقم: ۲۶۴۸۔

حال میں کی کہ ان کے پاس وضو کرنے کے لیے پانی نہیں تھا تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرمائی ”پس تیمم کر دیا کیزہ مٹی کے ساتھ۔“ (البصائر: ۴۳) اور یہ سارا آپ کے سبب ہوا اور یہ جو رخصت اللہ تعالیٰ نے تیمم کی شکل میں نازل فرمائی یہ بھی آپ کی بدولت نصیب ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی براءت سات آسمانوں کے اوپر سے نازل فرمائی جسے جبریل امین علیہ السلام نے کر نازل ہوئے پس اب اللہ تعالیٰ کی مساجد میں سے کوئی مسجد ایسی نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاتا ہے جس میں اس (آیت براءت) کی رات دن تلاوت نہ ہوتی ہو۔ یہ سن کر انہوں نے فرمایا: اے ابن عباس! بس کر، میری اور تعریف نہ کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مجھے یہ پسند ہے کہ میں کوئی بھولی بھری چیز ہوتی۔“

جبریل علیہ السلام کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے گھوڑے کی گردن پر اپنا دست اقدس رکھا ہوا ہے اور ایک آدمی سے کلام فرما رہے ہیں، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے دجیہ کلیں کے گھوڑے کی گردن پر اپنا دست اقدس رکھا ہوا ہے اور ان سے کلام فرما رہے ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا واقعی تم نے یہ منظر دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ جبریل علیہ السلام تھے اور وہ تجھے سلام پیش کرتے ہیں، انہوں نے عرض کیا: اور ان پر بھی سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں ہوں، اور اللہ تعالیٰ دوست اور مہمان کو جزائے خیر عطا فرمائے، پس کتنا ہی اچھا دوست (حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس) اور کتنا ہی اچھا مہمان (جبریل علیہ السلام) ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں دعا:

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّهَا قَالَتْ: لَمَّا رَأَيْتُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ طِبَّ نَفْسٍ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اذْعُ اللَّهُ لِي، فَقَالَ: اللَّهُمَّ، اغْفِرْ

لَعَائِشَةُ مَا تَقْدَمُ مِنْ ذَنْبِهَا وَمَا تَأْخَرُ، مَا أَسْرَتْ وَمَا أَعْلَنْتُ،
فَضَحِكْتُ عَائِشَةُ حَتَّى سَقَطَ رَأْسُهَا فِي جَنْبِهَا مِنْ
الْمَضْحَكِ، قَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَيْسَرُكَ دُعَائِي؟ فَقَالَتْ: وَمَا
نِي لَا يَسِّرُنِي دُعَاؤُكَ، فَقَالَ ﷺ: وَاللَّهِ إِنَّهَا لَدُعَائِي لِأُمَّتِي فِي
كُلِّ صَلَاةٍ.))

”سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو خوشگوار حالت میں دیکھا تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے میرے جن میں دعا فرمائیں، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! عائشہ کے اگلے پیچھے، ظاہری و باطنی، تمام گناہ و معاف فرمایہ سن کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اتنا نہیں کہ ان کا سر آپ ﷺ کی گود مبارک میں آ پڑا۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میری دعا تمہیں اچھی لگی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کی دعا مجھے اچھی نہ لگے، پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! بے شک ہر نماز میں میری یہ دعا میری امت کے لیے خاص ہے۔“

مفسرہ قرآن

((عَنْ عُرْوَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ أَعْلَمَ بِالْقُرْآنِ وَلَا بِفَرْصَةٍ وَلَا بِحَلَالٍ وَلَا بِشِفْرِ وَلَا بِحَدِيثِ الْعَرَبِ وَلَا بِنَسَبِ مَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا.))

’حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے لوگوں میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو قرآن مجید، قرآن، حلال و حرام، شعر، عربوں کی

① صحیح ابن حبان: ۱۴۸/۶، الرقم: ۷۱۱۱۔ المستدرک للحاکم: ۱۳/۴، الرقم: ۶۷۳۸۔ معین

اس اس: ۳۹۰/۶، الرقم: ۳۲۲۸۵۔ مسند الفردوس: ۱/۴۹۸، الرقم: ۲۰۳۲۔ سیر اعلام

السلا: ۱/۴۵۲، مجمع الروا: ۲۴۳/۹

② حلة الاولیاء: ۱/۴۹، حنفیة العمدة: ۳۲/۲

روایات اور نسب کا عالم نہیں دیکھا۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا صدق و خیرات تقسیم کرنا:

((عَنْ أُمِّ ذَرَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَكَانَتْ تَعْمَلُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: بَعَثَ ابْنُ الزُّبَيْرِ إِلَيْهَا بِمَالٍ فِي غَرَارَتَيْنِ ثَمَانِينَ أَوْ مِائَةَ أَلْفٍ فَدَعَتْ بِطَبِيقٍ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صَائِمَةٌ فَجَلَسَتْ تَقْسِمُ بَيْنَ النَّاسِ فَأَمْسَتْ وَتَمَاعُنْدَهَا مِنْ ذَلِكَ دِرْهَمٌ فَلَمَّا أَمْسَتْ، قَالَتْ يَا جَارِيَةُ، هَلَمْنِي فِطْرِي فَجَاءَ تَهَا بِخُبْزٍ وَزَيْتٍ، فَقَالَتْ لَهَا أُمُّ ذَرَّةَ: أَمَا اسْتَطَعْتَ مِمَّا قَسَمْتَ الْيَوْمَ أَنْ تَشْتَرِي لَنَا لَحْمًا بِدِرْهَمٍ نَفْطِرُ عَلَيْهِ، قَالَتْ: لَا تَعْتَقِنِي، لَوْ كُنْتُ ذَكَرْتُ بَيْنِي لَفَعَلْتُ.)) •

”حضرت ام ذرہ جو کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھیں، بیان کرتی ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے دو تھیلوں میں آپ کو اس ہزار یا ایک لاکھ کی مالیت کا مال بھیجا، آپ نے (مال رکھنے کے لیے) ایک تھال منگولیا اور آپ اس دن روزے سے تھیں، آپ دو مال لوگوں میں تقسیم کرنے کے لیے بیٹھ گئیں، پس شام تک اس مال میں سے آپ کے پاس ایک درہم بھی نہ بچا، جب شام ہو گئی تو آپ نے فرمایا: اے لڑکی! میرے افطار کے لیے کچھ لاؤ، وہ لڑکی ایک روٹی اور تھوڑا سا گھی لے کر حاضر ہوئی، پس ام ذرہ نے عرض کیا: کیا آپ نے جو مال آج تقسیم کیا ہے اس میں سے ہمارے لیے ایک درہم کا گوشت نہیں خرید سکتی تھیں جس سے آج ہم افطار کرتے! سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اب مجھے اس لمحے میں شکایت نہ کرو اگر اس وقت (جب میں مال تقسیم کر رہی تھی) تم نے مجھے یاد کرایا ہوتا تو شاید میں (تمہارے لیے) ایسا کر لیتی۔“

① حلیۃ الاولیاء، ۲/۴۷۔ المیزان لہجہ: ۱/۳۳۷، ۳۳۸۔ سیر اعلام النبلاء، ۲۰/۱۸۲۔ الطہارۃ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا امہات المومنین سے محبت کرنا:

((عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: بَعَثَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِطَوَقٍ مِّنْ دِهَبٍ فِيهِ جَوْهَرٌ قُومَ بِمِائَةِ أَلْفٍ، فَفَسَّمَتْهُ بَيْنَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ.)) ❶

”حضرت عطاء سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سونے کا ہار بھیجا جس میں ایک ایسا جوہر لگا ہوا تھا جس کی قیمت ایک لاکھ درہم تھی، پس آپ نے وہ قیمتی ہار تمام امہات المومنین میں تقسیم فرما دیا۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خشیت الہی:

((عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَانَتْ تَمْرُدُ الصَّوْمَ. وَعَنِ الْقَاسِمِ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَانَتْ تَصُومُ الدَّهْرَ وَلَا تُفْطِرُ إِلَّا يَوْمَ أَضْحَىٰ أَوْ يَوْمَ فِطْرٍ.

وَفِي رَوَايَةٍ عَنْهُ: قَالَ: كُنْتُ إِذَا غَدَوْتُ أَبْدَأُ بِبَيْتِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَسْلِمَ عَلَيْهَا، فَعَدَوْتُ يَوْمًا فَإِذَا هِيَ قَائِمَةٌ تُسَبِّحُ وَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ ائْتَمَّ عَلَيْنَا وَقَدْ نَأْذِبُ السُّؤْمَ ❷ (الطور: ۲۷) وَتَدْعُو وَتَبْكِي وَتُرَدِّدُهَا فَتُسْتُ حَتَّىٰ مَلَأْتُ الْقِيَامَ فَذَهَبْتُ إِلَى السُّوقِ لِحَاجَتِي ثُمَّ رَجَعْتُ فَإِذَا هِيَ قَائِمَةٌ كَمَا هِيَ تُصَلِّي وَتَبْكِي.)) ❸

”حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مسلسل روزہ سے ہوتی تھیں اور امام قاسم روایت کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مسلسل روزہ سے ہوتی

❶ الرہد: بہاد، ۱/۳۳۷، الرقم: ۶۱۸۔ صغوة الصغوة: ۲/۲۹۔

❷ مصنف: عا، الرقاق: ۲/۵۱، الرقم: ۴۰۴۸۔ شعب الایمان: ۲/۳۷۵، الرقم: ۲۰۹۲۔ کتاب

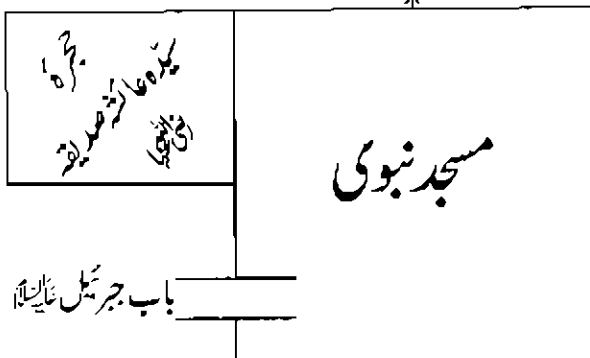
الرہد، ۱/۱۶۴۔ ۱۔ الحوزی فی صغوة الصغوة: ۲/۳۱۔

تھیں اور صرف عید الاضحیٰ اور عید الفطر کو افطار فرماتی تھیں۔

اور ان ہی سے روایت ہے کہ میں صبح کو جب گھر سے روانہ ہوتا تو سب سے پہلے سلام کرنے کی غرض سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاتا، پس ایک صبح میں آپ کے گھر گیا تو آپ حالت قیام میں تسبیح فرما رہی تھیں اور یہ آہ کریمہ پڑھ رہی تھیں: ”پس اللہ نے ہم پر احسان فرمادیا اور ہمیں نارِ جہنم کے عذاب سے بچا لیا۔“ (الطور: ۲۷) اور دعا کرتی اور روتی جا رہی تھیں اور اس آیت کو بار بار دہرا رہی تھی، پس میں (ان کی نماز سے فراغت کے انتظار میں) کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ میں کھڑا کھڑا تھک گیا اور اپنے کام کی غرض سے بازار چلا گیا، پھر میں واپس آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ اسی حالت میں کھڑی نماز ادا کر رہی ہیں اور مسلسل روئے جا رہی ہیں۔“

نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا گھر:

جنوب



سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے بہترین وہ ہیں جو میرے بعد میرے اہل بیت کے لیے بہترین ہیں۔ ❶

❶ مستدرک حاکم، رقم: ۵۳۵۹۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم: ۵۹۲۴۔ المسند لابن عساکر، رقم: ۱۴۱۴۔

((عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَبِيدٌ مُجِيدٌ.))^❶

”ذنب ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں؟ پس رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، تم کہو اے اللہ محمد اور ان کی ازواج و ذریت پر رحمتیں نازل فرما، جیسا کہ تو نے ابراہیم پر برکات نازل فرمائیں، بے شک تو تعریف والا، بزرگی والا ہے۔“

اہل علم کے اقوال۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”سیر اعلام النبلاء“ میں ان کے بارے میں فرماتے ہیں

”نبی کریم ﷺ نے ان کے سوا کسی کنواری عورت سے شادی نہیں کی اور نہ کسی دوسری بیوی سے ان جیسی محبت کی۔ امت محمدیہ بلکہ سب عورتوں میں ان سے بڑھ کر کوئی عالم عورت پیدا نہیں ہوئی۔“^❷

”حضرت سروق رضی اللہ عنہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کوئی حدیث بیان کرتے تو یوں فرماتے: ”مجھے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے محبوب کی سب سے محبوب بیوی تھیں، جن کی براءت سات آسمانوں کے اوپر سے نازل ہوئی۔ لہذا مجھے ان کی بات میں ذرا بھر بھی شک نہیں۔“^❸

۴۔ ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا:

سیدہ حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کا نکاح ۳ ہجری کو ہوا اور قرآن حکیم کی زبان میں ﴿وَآزْوَاجَهُمْ أَهْلَهُمْ﴾ (الاحزاب: ۶) میں مومنوں کی ماں

❶ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۹۱۱۔ موطا امام مالک، رقم: ۳۹۵۔

❷ سیر اعلام النبلاء، ۱/۲۸۱۔

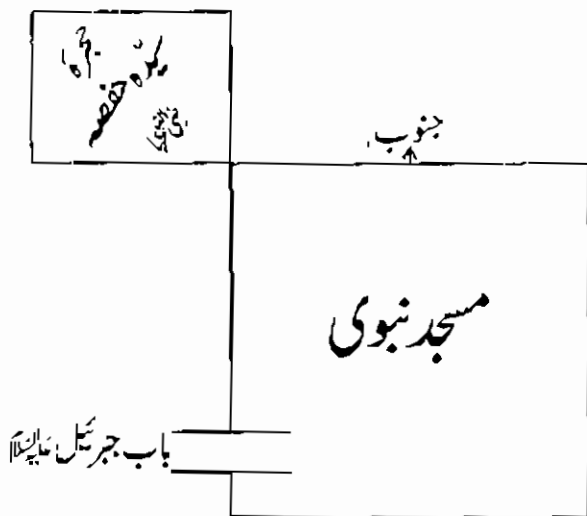
❸ سیر اعلام النبلاء، ۱/۲۸۱۔

قرار پائیں۔

سیدنا سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کو جب علم ہوا کہ ازواجِ مطہرات کے گھر لڑائیے گئے تو حسرت سے کہنے لگے اللہ کی قسم! میری خواہش تھی کہ ان گھروں کو ان کے خانی پر چھوڑ دیا جاتا تاکہ مدینے کی نئی پود آتی یا باہر سے کوئی آنے والا آتا تو دیکھتا کہ رسول اللہ ﷺ نے کس تھوڑی مقدار پر قناعت کی جس کا فائدہ یہ ہوتا کہ اونچی اونچی عمارتوں پر فخر کرنے سے لوگ کریم کرتے۔^۱

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا گھر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے بہت قریب سمت قبلہ میں واقع تھا دونوں مکانوں کے درمیان ایک تنگ راستہ تھا جس سے بمشکل ایک آدمی گزر سکتا تھا بسا اوقات سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا دونوں اپنے اپنے گھروں سے آہستہ آہستہ بات بھی کر لیا کرتی تھیں۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا کچھ حصہ اس وقت روضہ پاک کی جالی کے اندر اور کچھ باہر واقع ہے جہاں زائرین کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے ہیں۔^۲

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا نقشہ اور ان پر درود:



۱ وفاء الوفاء: ۲/۴۶۱

۲ وفاء الوفاء: ۲/۴۳۵۔ خلاصۃ الوفاء، ص: ۲۷۹۔ صحابہ کے مکانات، ص: ۲۹

((عَنْ أَسَى هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَكُنَالَ بِالْجَمَالِ الْأَرْفَى إِذَا صَلَّى عَلَيَا أَهْلِ أَثِيَتْ فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاحِدَةِ أَهْمَاتِ الْمُؤْمِنِينَ ذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَبِيدٌ مَجِيدٌ.))^①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا
 ”مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَكُنَالَ بِالْجَمَالِ الْأَرْفَى إِذَا صَلَّى عَلَيَا أَهْلِ أَثِيَتْ فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاحِدَةِ أَهْمَاتِ الْمُؤْمِنِينَ ذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَبِيدٌ مَجِيدٌ۔“

فضائل و مناقب :

سیدنا عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ اپنے والد شرامی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی جان سے بھی محبوب تر نہ ہو جاؤں اور میرے اہل بیت اس کے اہل خانہ سے محبوب تر نہ ہو جائیں اور میری اولاد اسے اپنی اولاد سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جائے اور میری ذات اسے اپنی ذات سے محبوب تر نہ ہو جائے۔^②

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے جبریل علیہ السلام نے کہا ہے کہ آپ ہفتہ ہفت عمر بظہن کی طرف رجوع کر لیں بے شک وہ بہت زیادہ روزے رکھنے اور قیام کرنے والی ہیں اور بے شک وہ جنت میں بھی آپ کی اہلیہ ہوں گی۔^③

① سنن ابوداؤد: ۱/۱۰۱ کتاب الصلاة، رقم: ۹۸۲، المسند الکبریٰ بیہقی، رقم: ۲۶۸۶۔

② معجم الکبریٰ، رقم: ۶۴۱۶، شعب الايمان، رقم: ۱۵۰۴، طبرانی اوسط: ۵۷۹۔

③ مستدرک حاکم، رقم: ۶۷۵۳، معجم طبرانی کبر، رقم الحديث: ۹۳۴، حلیۃ الاولیاء لابی نعیم: ۴۰/۱۲، ائمہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

عالم مذہبی برائے ان کے بارے لکھا ہے:

”بلند مرتبہ عفت مآب خاتون، امیر المومنین ابو حفص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی، جب پہلے خاوند (حضرت خنیس بن حذافہ بھی بدری، جو مہاجر بھی تھے) کی وفات کے بعد عدت ختم ہوئی تو ۳ ہجری میں جناب رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا۔“ ۵

۵۔ ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا:

ام المومنین، زوجہ رسول ﷺ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نام یہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے یہ سے تبدیل کر کے زینب رکھا تھا۔
فضائل و مناقب:

قرآن مجید میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے مومن ہونے کی کواعی دی ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ - وَ مَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا﴾ (الاحزاب: ۳۶)

”اور جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے میں فیصلہ کر دے، تو کسی مسلمان مرد اور عورت کے لیے اس بارے میں کوئی اور فیصلہ قبول کرنے کا اختیار باقی نہیں رہتا، اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہوگا۔“

اس آیت کریمہ سے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا رسول اکرم ﷺ کی پھوپھی زاد سے زیادہ حارثہ رضی اللہ عنہ کی شادی سے متعلق تفصیلات کی ابتدا ہو رہی ہے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹے کی حیثیت دینے کی قرآن کریم میں ممانعت کر دی، جیسا کہ اسی سورت کی آیت ۴ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ﴾ (الاحزاب: ۴)

”اور اللہ نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو حقیقی بیٹے کی حیثیت نہیں دی ہے۔“

اور آیت نمبر ۵ میں فرمایا: ﴿اَدْعُوهُمْ اِلٰی بَآئِهِمْ﴾ (الاحزاب: ۵)

”اور انہیں ان کے باپوں کے نام سے پکارو۔“

تو اس ضمن میں یہ احکامات بھی صادر ہوئے کہ منہ بولا بیٹا وارث نہیں ہوگا، اور اس کی مطاعہ بیوی اس کے منہ بولے باپ کے لیے حرام نہیں ہوگی، لیکن عملی طور پر احکامات قبول کرنا ان لوگوں کے لیے آسان نہیں تھا جو زمانہ جاہلیت سے منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹے کی حیثیت دیتے تھے۔ ضرورت تھی کہ کسی عملی مثال کے ذریعے جاہلیت کی اس قبیح عادت پر کاری ضرب لگائی جاتی۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے زینب بنت جحش کو زید بن حارثہ سے شادی کا پیغام بھیجا، تو انہوں نے معذرت کر دی کہ قریش کی ایک خاندانی عورت ایک آزاد کردہ غلام سے شادی نہیں کر سکتی، تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، قتادہ اور مجاہد وغیرہم رحمہ اللہ نے اس آیت کا سبب نزول بیان کیا ہے۔ جب زینب کو اس کی خبر ہوئی تو فوراً شادی کی منظوری دے دی، اور شادی ہو گئی، لیکن زینب وہی طور پر اس شادی سے مطمئن نہیں تھیں۔ زید نے دیکھا کہ اس شادی کا کوئی فائدہ نہیں تو زینب کو طلاق دے دی، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے زینب کو طلاق دے دیئے جانے کے بعد، اُس سے خود شادی کر لی، تاکہ زمانہ جاہلیت کی قبیح عادت پر کاری ضرب لگے، جس کا ذکر آیت (۳۷) میں آیا ہے:

﴿رَآیَ الَّذِیْ یَنْذِرُ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسَكَ عَلَیْكَ
رَوْحَكَ وَ اَتٰی اللّٰهُ وَ تَخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَ تَخْشٰی النَّاسَ وَ
اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ - فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِنْهَا وَطَرًا وَّ زَوَّجْنٰهَا لَکِیْ لَا یَكُوْنَ
عَلِی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْ اَزْوَاجِ اَدْعِیَابِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَ كَانَ
اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝﴾ (الاحزاب: ۳۷)

”اور جب آپ اس شخص سے کہتے تھے جس پر اللہ نے احسان کیا اور آپ نے

بھی اس پر احسان کیا کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی رکھو، اور اللہ سے ڈرو، اور آپ اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جسے اللہ ظاہر کرنا چاہتا تھا، اور آپ لوگوں سے خائف تھے، حالانکہ اللہ زیادہ حق دار تھا کہ آپ اس سے ڈرتے، پس جب زید نے اس سے اپنی ضرورت پوری کر لی، تو ہم نے اس سے آپ کی شادی کر دی، تاکہ مومنوں کے لیے ان کے منہ بولے بیویوں کی بیویوں سے شادی کرنے میں کوئی حرج باقی نہ رہے، جب وہ منہ بولے بیٹے ان بیویوں سے اپنی ضرورت پوری کر لیں، اور اللہ کے فیصلے کو بہر حال ہونا ہی تھا۔“

آیت (۳۶) کا مفہوم یہ ہے کہ کسی معاملے میں اللہ اور اس کے رسول کا حکم صادر ہو جائے تو کسی مومن مرد یا عورت کے لیے یہ اختیار باقی نہیں رہتا کہ اس کی مخالفت لے لے اور اپنی یا کسی اور کی رائے پر عمل کرے، اس لیے کہ ایسا کرنا اللہ اور اس کے رسول کی سراسر نافرمانی اور کھلم کھلا گمراہی ہوگی۔

مذکورہ بالا ضروری تمہید کے بعد اللہ تعالیٰ نے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے درمیان طلاق و فراق کا واقعہ بیان کیا اور خبر دی کہ طلاق کے بعد خود اللہ نے نبی کریم ﷺ کی شادی سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے کر دی۔

زینب ہمیشہ زید کو اپنی خاندانی شرافت کا احساس دلاتی تھیں، اور کڑوی کسلی سناتی رہتی تھیں۔ اس لیے زید نے انہیں طلاق دے دینا چاہا، تو آپ ﷺ انہیں صبر و ضبط کی نصیحت کرتے تھے۔

مزید وضاحت کے لیے فرمایا کہ ﴿فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاهَا بِ﴾ ”جب زید نے زینب سے شادی کر کے اپنی ضرورت پوری کر لی، تو ہم نے بغیر دلی و گواہان اور بغیر مہر کے آپ کی اس سے شادی کر دی۔“ تاکہ ہمیشہ کے لیے یہ بات واضح ہو جائے کہ منہ بولے بیویوں کی بیویوں سے ان کے شوہروں کی موت یا طلاق دے دینے کے بعد شادی کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے اور اللہ کے فیصلے کو بہر حال انجام پانا ہی تھا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے سیدنا ثابت بن النبی سے اور انہوں نے انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہ جب زینب بنت النبیؓ کی عدت پوری ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہؓ سے کہا کہ ((اِذْهَبْ فَاذْكُرْهَا عَلَيَّ)) "جاؤ اور اس کے پاس میرا ذکر کرو۔" وہ چلے گئے حتیٰ کہ ان کے پاس پہنچ گئے اور وہ اس وقت آنا گوندھ رہی تھیں، زید کہتے ہیں کہ جب میں نے انہیں دیکھا تو میرے سینے میں ان کی ہاک بیٹھ گئی حتیٰ کہ میں ان کی طرف دیکھ نہ سکا اور میں نے (دل میں) کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں یاد فرمایا ہے، فوراً میں نے ان کی طرف اپنی پشت کر لی اور واپس مڑتے ہوئے میں نے کہا: زینب تمہارے لیے خوشخبری ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا ہے، آپ ﷺ تمہیں یاد فرماتے ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ میں کچھ نہیں سہی گی جب تک اپنے رب تعالیٰ سے مشورہ نہ کر لوں، وہ اپنی مسجد کی طرف گئیں، ادھر قرآن نازل ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں اجازت کے بغیر تشریف لے آئے، مجھے یاد ہے کہ سیدہ زینب جب رسول اللہ ﷺ کے حوالہ عقد میں آئیں اور آپ نے ہمیں دعوت ولیمہ میں ردی اور گوشت کھلایا تو لوگ کھانے سے فارغ ہو کر چلے گئے، البتہ پیچھ لوگ کھانے کے بعد بھی گھر میں بیٹھے باتیں کرتے رہے، رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لے گئے، میں بھی آپ کے پیچھے تھا، آپ نے ازواجِ مطہرات و بچوں کے حُجروں میں جا کر انہیں سلام کیا اور وہ پوچھ رہی تھیں: اے اللہ کے رسول! آپ نے اپنی اہلیہ کو کیسا پایا؟ مجھے نہیں معلوم کہ میں نے آپ کو بتایا یا کسی اور نے کہ لوگ چلے گئے ہیں۔ تو آپ ﷺ تشریف لے آئے اور اپنے گھر میں داخل ہو گئے، میں بھی اندر داخل ہونے لگا مگر میرے اور آپ کے درمیان پردہ کر دیا گیا، حجاب سے متعلق حکم نازل کر دیا گیا اور لوگوں کو یہ نصیحت کروائی گئی کہ۔

لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ عَلَيْهِمْ لَظَرِيقٍ
إِنَّكُمْ لَوَ لَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ
لِعَدَّتِهِ إِنَّا ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَعِزُّ مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَعِزُّ

مِنَ الْحَقِّ لَكُمْ (الاحزاب: ۵۳)

”پیغمبر کے گھروں میں نہ جایا کرو مگر اس صورت میں کہ تم کو کھانے کی اجازت دی جائے اس حال میں کہ اس کے پکھنے کا انتظار کرنے والے نہ ہو اور لیکن جب تم بلائے جاؤ، پھر جب تم کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ اور باتوں میں دل کا کرمٹ بیٹھے رہو بلاشبہ تمہاری یہ بات نبی کو ایذا دیتی ہے تو وہ تم سے شرم کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا۔“ ❶

امام بخاری رحمہ اللہ نے انہی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ازواج مطہرات پر فخر کرتے ہوئے کہا کرتی تھیں کہ تمہاری شادی تمہارے گھر والوں نے کی مگر میری شادی اللہ نے ساتوں آسمانوں کے اوپر کی ہے۔ ❷

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَسْرَعُكُمْ لِحَاقًا بِيْ أَطْلُوْكُمْ يَدَا))

”تم میں جس کے لیے ہاتھ ہیں وہ مجھے سب سے پہلے ملے گی۔“

وہ فرماتی ہیں کہ ہم سب میں زینب کے ہاتھ لمبے تھے۔ اس لیے کہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتی اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتی تھیں۔ ❸

طبرانی میں راشدین سعد الحمزانی سے روایت مروی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے، اچانک دیکھا کہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نماز پڑھ رہی ہیں اور اپنی نماز میں دعا کرتی ہیں تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”یہ بڑی اللہ سے ڈرنے والی خاتون ہے۔“ ❹

❶ مسند احمد: ۱/۱۶۵، ۱۶۶، صحیح مسلم، کتاب النکاح، رقم: ۱۵۲۸، ...، سنن ابی داؤد، کتاب

النکاح، رقم: ۲۲۵۳، السنن الکبریٰ ۴/۴۳۱، رقم: ۱۱۴۱۰، ۱۱۴۱۱، ۱۱۴۱۲

❷ صحیح بخاری، کتاب النواہی، رقم: ۷۴۲۰

❸ صحیح ابن حبان، رقم: ۳۳۱۲، ابن حبان نے اسے ”رجح“ کہا ہے۔

❹ مجمع الزوائد: ۲/۴۶۹

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرماتی ہیں کہ میں نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے (۱) زیادہ دین دار (۲) اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والی (۳) سچ بات کہنے والی (۴) عملہ چمی کرنے والی (۵) اور صدقہ خیرات کرنے والی کوئی عورت نہیں دیکھی۔ (۶) اور نہ ان سے زیادہ تواضع کرنے والی عورت دیکھی ہے اس عمل میں جس کے ذریعے وہ صدقہ کرتیں اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتی تھیں۔ ❶

سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی بہن سیدہ حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کی شادی سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوئی۔ ❷

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے اہل بیت کی مثال سیدنا نوح علیہ السلام کی کشتی کی سی ہے جو اس میں سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا وہ غرق ہو گیا۔ ❸

((عَنْ نَابِطٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ذُكِرَ تَزْوِيجُ زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عِنْدَ امْرِئٍ مِنَ النَّبِيِّ فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَوْلَمَ عَلَى أَحَدٍ مِمَّنْ نَسَانَهُ مَا أَوْلَمَ عَلَيْهَا، أَوْلَمَ بِشَاةٍ.)) ❹

”سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے پاس سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح کا ذکر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ

❶ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم الحديث: ۲۴۴۶۔ سنن الکبریٰ للبیہقی: ۱۰۴۶۲۶۔

❷ اہل بیت رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعلقات میں ۱۷۳۔

❸ معجم صغریٰ، رقم: ۲۳۸۸۔ معجم صغریٰ اوسط، رقم: ۳۴۷۸۔ معجم طبرانی صغریٰ، رقم: ۳۶۹، ۸۲۵۔ مستدرک حاکم، رقم: ۴۷۲۰۔ حاکم نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❹ صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الولیة و نواشفة الرقمة: ۴۸۷۶۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب رواج ریسب بسمت جحش، الرقم: ۱۴۶۸۔ سنن ابو داود، کتاب الاطیعیہ، باب فی امسحاح۔ ابوالدین السکاح، الرقم: ۳۷۴۳۔ السنن الکبریٰ للبیہقی: ۲۵۸/۷، الرقم: ۴۲۶۷۔

کو کسی زوجہ مطہرہ کا ولیمہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ولیمہ جیسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا، آپ ﷺ نے ان کا ولیمہ ایک بکری کے ساتھ کیا تھا۔“
حافظ ذہبی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں
”صالحہ صوم و سلاۃ کی پابند، نیاور کارخانوں تھیں، آپ رضی اللہ عنہا کو ام المسالین کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔“^۱

قیاض کی وجہ سے ام المسالین رضی اللہ عنہا کے نام سے پکاری جاتی تھیں۔ پہلا نکاح عبداللہ بن ابی بنہش سے ہوا۔ غزوہ اُحد میں سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بن جحش کی شہادت کے بعد آنحضرت ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ آپ کا نکاح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ۳ ہجری کو ہوا۔ اس نکاح کے چند ماہ بعد ۴ ہجری کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ آپ رضی اللہ عنہا کا جنازہ آنحضرت ﷺ نے پڑھایا وفات کے وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر ۳۰ سال تھی۔^۲
۶۔ سیدہ زینب بنت خزیمہ بن حارث بن عبداللہ الہلالیہ رضی اللہ عنہا:

امام طبرانی محمد بن اسحاق برائے رقمطراز ہیں:

((تَزَوَّجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَيْنَبَ بِنْتَ خُزَيْمَةَ الْهَلَالِيَّةِ أُمَ الْمَسَاكِينِ كَانَتْ قَبْلَهُ عِنْدَ الطُّفَيْلِ بْنِ الْحَارِثِ بِالْمَدِينَةِ))^۳
امام طبرانی برائے رقمطراز ہیں۔

((تَزَوَّجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَيْنَبَ بِنْتَ خُزَيْمَةَ الْهَلَالِيَّةِ وَهِيَ أُمُ الْمَسَاكِينِ سُمِّيَتْ بِذَلِكَ لِكَثْرَةِ إِطْعَامِهَا الْمَسَاكِينَ))^۴
”رسول اللہ ﷺ نے سیدہ زینب بنت خزیمہ ہلالیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی جو ام

① سیر اعلام النبلاء: ۲/۲۶۷

② زرقانی علی السؤالا: ۳/۲۹۹

③ معجم طبرانی ص ۲۸۱/۲۹، مجمع الروايات: ۲۴۸/۹، الكامل لابن الاثير: ۲/۱۶۰، نصاب

الاشراف: ۱/۴۲۹۔

④ معجم طبرانی کبیر: ۵۷/۲۴، مجمع الروايات: ۲۴۸/۹، اسد الغابۃ: ۱/۱۲۹

الساکنین کہلاتی ہیں۔ ان کا یہ نام اس لیے رکھا گیا کہ وہ مسکینوں کو بکثرت کھانا کھلایا کرتی تھیں۔“

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

((وَهِيَ الَّتِي يُقَالُ لَهَا أُمُّ الْمَسَاكِينِ لِكَثْرَةِ صَدَقَاتِهَا عَلَيْهِمْ وَبِرِّهَا لَهُمْ وَاحْسَانِهَا إِلَيْهِمْ))^①

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

((تُوُفِّيَتْ أُمُّ الْمَسَاكِينِ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى لَمْ تَلْبِثْ مَعَهُ إِلَّا يَسِيرًا))^②

”سیدہ زینب رسول اللہ ﷺ کی زوجیت میں تھوڑی دیر زندہ رہیں۔“

”ام المومنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا ۴۴ ہجری الثانی میں فوت ہوئیں اور انہیں مدینہ منورہ میں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔“^③

ام المساکین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا نے پیارے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہی وفات پائی اور آپ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ نبی کریم ﷺ نے خود پڑھائی۔

۷۔ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا:

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا گھر سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے مکان کے عقب میں تھا۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ۵۹ ہجری میں فوت ہوئیں اور آپ نے ازواج مطہرات میں سے سب سے آخر میں وفات پائی اور آپ جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔^④

① البدایہ والنہای، ۱/۲۷۰

② ملہ فی کسر، ۵۷۱/۲۴۹۔ مجمع الرواۃ: ۲۴۸/۹

③ الاصل: ۳۰۹/۲۴۔ دلائل النبوة لنبیہی: ۱۵۹/۳

④ البدایہ والنہای، ۱/۲۷۰۔ ملہ فی کسر، ۵۷۱/۲۴۹

فضائل و مناقب:

سیدنا ابولہابہ رضی اللہ عنہ سے جب ایک خطا ہوئی تو آپ نے اپنے آپ کو سبب نبوی کے ایک ستون کے ساتھ باندھ لیا اور اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو کھول دیا۔

یزید بن قسیط کی روایت ہے کہ سیدنا ابولہابہ رضی اللہ عنہ کی توبہ کی قبولیت کا پروانہ بذریعہ وحی وقت سحر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ اس وقت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں آرام فرما تھے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ صبح کے وقت میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسکراتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کیا بات ہے؟ اللہ تعالیٰ آپ کو یوں ہی مسکراتا رکھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ابولہابہ کی توبہ قبول ہو گئی۔ اس پر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیوں نہ میں سیدنا ابولہابہ رضی اللہ عنہ کو خوش خبری سناؤں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیوں نہیں؟ تیرا جی چاہے تو سنا دے۔ راوی کا بیان ہے ابھی مکمل پردے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا اے ابولہابہ! خوش ہو جاؤ اللہ کے یہاں تیری توبہ قبول ہو گئی لوگ یہ سن کر دوڑ پڑے کہ سیدنا ابولہابہ رضی اللہ عنہ کو کھول دیا جائے۔ سیدنا ابولہابہ رضی اللہ عنہ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مہاک ہاتھ سے مجھے کھولیں۔ آپ ﷺ جب صبح کی نماز کے لیے اٹھے اور ابولہابہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو اپنے دست مبارک سے انہیں کھولا۔^①

((عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا وَقَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ بِكَ عَلَى أَهْلِكَ هَوَانٌ، إِنْ تَشِئْتَ سَبَعْتُ لَكَ، وَإِنْ سَبَعْتُ لَكَ سَبَعْتُ لِنِسَائِي))^②

① سیرت ابن ہشام: ۲۳۷/۳۔ صحیح کے مکانات: ص ۳۰

② صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۶۶۰۔ سنن ابو داؤد، رقم الحدیث: ۲۱۲۲۔ صحیح ابن حبان،

رقم: ۴۶۱۔ مسند دارمی، رقم: ۲۲۱۰۔

”سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ان سے نکاح کرنے کے بعد ان کے پاس تین دن ٹھہرے رہے پھر فرمایا: تمہاری اہمیت اور چاہت اپنے شوہر کی نظروں میں ہرگز کم نہیں ہوئی، اگر تم چاہو تو میں تمہارے پاس ایک ہفتہ قیام لرلوں اور (لیکن) اگر میں تمہارے پاس ایک ہفتہ رہا تو میں اپنی تمام ازواج کے پاس ایک ایک ہفتہ رہوں گا۔“

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہن قریبہ (الصغریٰ) سے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے شادی کی پھر آپ کی شہادت کے بعد سیدنا معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ نے قریبہ (الصغریٰ) سے شادی کی اور اس کے بعد سیدنا عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدہ قریبہ (الصغریٰ) سے شادی کی اس بنا پر سیدنا عمر فاروق سیدنا معاویہ بن سفیان اور عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے ہم زلف بھی ٹھہرے۔^۱

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا جناب عبداللہ برہہ کی بیوہ تھیں۔ ان سے ان کے چار یتیم بچے تھے۔ آپ سے رسول اللہ ﷺ کا نکاح ۴ ہجری میں ہوا تو ان بچوں کی کفالت بھی رسول اللہ ﷺ نے کی۔

حافظ ابوبہرہ رضی اللہ عنہ ان کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

”پاکباز، عصمت مآب سردار خاتون، اولین نہا جر عورتوں کی سرخیل، ان کا شمار فقہاء، صحابیات میں ہوتا ہے۔“^۲

۸۔ ام المؤمنین سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا قبیلہ مصطلق کے سردار حارث بن ضرار کی لخت جگر تھیں اور آپ کی پہلی شادی مسافع بن صفوان سے ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ سے نکاح ۵ ہجری میں ہوا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کسی عورت کو سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ اپنی قوم کے

① اہل بیت ۱: ۵۳۰ پر کرمیہ کے حقائق ص ۱۷۲۔

② دور اعلام السلاۃ: ۲۲۷/۲

لیے بابرکت نہیں دیکھا۔

فضائل و مناقب

غزوہ مریض میں مسلمانوں کو بہت سے غلام اور لونڈیاں ملیں۔ انہی میں سے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ جب نبی کریم ﷺ نے آپ سے شادی کر لی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ام المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے سب لونڈیوں اور غلاموں کو آزاد کر دیا جس کا اثر یہ ہوا کہ بنو مطلق اس اچھے برتاؤ اور اخلاق کی وجہ سے سب کے سب مسلمان ہو گئے۔^۱

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا ۵۰ ہجری میں فوت ہوئیں۔

((عَنْ جُوَيْرِيَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بِكُرَّةٍ حِينَ صَلَّى الصُّبْحَ وَهِيَ فِي مَسْجِدِهَا، ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ أَنْ أَضْحَى وَهِيَ جَالِسَةٌ فَقَالَ: مَا زِلْتُ عَلَى الْحَالِ الَّتِي فَارَقْتُكَ عَلَيْهَا؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكَ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لَوْ وَزِنْتُ بِمَا قُلْتُ مِنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَا نَفْسِهِ، وَزِينَةَ عَرْشِهِ، وَدَدَادَ كَلِمَاتِهِ.))^۲

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نماز فجر پڑھتے کے بعد صبح ہی ان کے پاس سے چلے گئے اور وہ اس وقت اپنی نماز کی جگہ میں بیٹھیں تھیں، پھر آپ ﷺ دن چڑھتے تشریف لائے اور وہ وہیں بیٹھیں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس وقت سے میں تمہیں چھوڑ کر گیا ہوں تم اتنی طرح

① ماخوذ از: سیرت ابن ہشام: ۲/ ۲۸۹-۲۹۰، زاد المعاد: ۲/ ۱۱۲-۱۱۳

② صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والإستغفار، باب التَّسْبِيحِ أَوَّلُ الْبَرِّ وَخَلَدُ الرَّحْمَةِ، ۲/ ۲۰۹، الرقم: ۲۷۲۶۔ مس ابن ماجہ، کتاب الادب، باب فصل الصَّحَابِ، ۲/ ۲۵۱، الرقم: ۳۸۰۸۔ مس السنن الکبریٰ، ۴/ ۴۸۱، الرقم: ۹۹۸۹۔ مس حاکم، ۳/ ۱۱۱، الرقم: ۸۲۸

میٹھی ہو، سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہارے بعد چار کلمات تین بار کہے ہیں کہ جو کچھ تم نے صبح سے اب تک پڑھا ہے اگر اس کا ان کلمات کے ساتھ وزن کرو تو ان کلمات کا وزن زیادہ ہوگا۔ وہ کلمات یہ ہیں: ((سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَا نَفْسِهِ، وَزِينَةَ عَرْشِهِ، وَمَدَادَ كَلِمَاتِهِ)) ”اللہ کی حمد اور تسبیح ہے، اس کی مخلوق نے مدد اور اس کی رضا اور اس کے عرش کے وزن اور اس کے کلمات کی روشنائی کے برابر۔“

((عَبَسَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتْ جُوزَيْرَةُ اسْمَهَا بَرَّةٌ، فَحَوَّلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اسْمَهَا جُوزَيْرَةَ، وَكَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُقَالَ: خَرَجَ مِنْ عِنْدِ بَرَّةٍ)) ❶

”سیدہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام پہلے بَرَّہ تھا، آپ ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر کے جویریہ رکھ دیا، آپ ﷺ اسے ناپسند فرماتے تھے کہ یہ کہا جائے کہ فلاں شخص بَرَّہ (نیکی) کے پاس سے نکل گیا۔“

سید المرسلین ﷺ نے ان کو اپنے نکاح کے لیے منتخب فرمایا اور یہ ان کے لیے بڑے فضل و شرف کی بات تھی۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”یہی وہ ام المومنین ہیں جن کی وجہ سے مسلمانوں نے ان کی قوم کے سو گمراہ، بوجھل بنالے گئے تھے، یہ کہہ کر آزاد کر دیئے کہ یہ لوگ تو جناب رسول اللہ ﷺ کے سرالی رشتہ دار بن چکے ہیں۔ گویا یہ ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کی برکت تھی جو ان کی قوم کو حاصل ہوئی۔“ ❷

❶ صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب استحباب تغیر الاسم القبیح الی حسن: ۳/۸۷، الرقم: ۲۱۴۰۔

❷ حلیۃ الاولیاء، حسن: ۳۷۶، ۳۷۷۔

۹۔ ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا:

آپ کا نام رملہ، والدہ کا نام صفیہ بنت ابو العاص تھا۔ یہ قریش کے مشہور سردار ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حرب اموی قریشی کی صاحبزادی اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔ پہلا نکاح عبداللہ بن جحش سے ہوا۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ہاں عبداللہ کی ایک بچی حبیبہ پیدا ہوئی۔ اسی کنیت سے مشہور ہو گئیں۔ کچھ عرصہ بعد عبداللہ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ وہاں آپ کا خاوند عیسائی ہو کر مرتد ہوا تو ام حبیبہ اسلام پر قائم رہیں۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں عبداللہ سے علیحدگی کے کچھ عرصہ بعد میں نے خواب دیکھا کہ کوئی شخص مجھے ام المؤمنین کہہ کر پکار رہا ہے جس سے میں گھبرا کر اٹھی۔ عدت ختم ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے نکاح کا پیغام بھیج دیا۔ آپ ﷺ نے حبشہ کے نجاشی بادشاہ کے نام پیغام بھیجا کہ اگر ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مجھ سے نکاح کرنا چاہیں تو تم میری طرف سے دکیل بن کر نکاح کر کے مدینہ منورہ روانہ کر دو۔

نجاشی بادشاہ جو کئی سال پہلے مسلمان ہو چکا تھا اس نے اس نکاح کو سعادت سمجھ کر مہر بھی انہی طرف سے ۴۰۰ دینار ادا کیا اور انہیں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی حیثیت سے مدینہ منورہ روانہ کیا۔ ۵

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کا نکاح ۶ ہجری کو ہوا۔

فضائل و مناقب:

آپ سے جو روایات مروی ہیں، ان میں سے یہ بھی ہے:

((عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ صَلَّى اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ بَيْنِي لَهُ بِهِنَّ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ، قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مِنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.)) ۵

۱۔ المل بیت کا تعارف از ابوایمان فاروقی، ص ۱۹ بحوالہ سیرت مصطفیٰ ۳/۳۱

۲۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، رقم: ۷۲۸۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم: ۱۱۸۷

”ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، جو مسلمان بندہ ہر روز اللہ تعالیٰ کے لیے بارہ رکعات نفل پڑھے گا اس کے لیے ان کے بدلہ میں جنت میں گھر بنایا جائے گا۔ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اس دن کے بعد کبھی بھی یہ بارہ رکعات ترک نہیں کیں۔“

ایک مرتبہ ابوسفیان بن حرب اپنی لخت جگر ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور وہ نبی کریم ﷺ کے بستر پر بیٹھنے کے لیے بڑھے تو ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ان کے بیٹھنے سے پہلے ہی وہ بستر لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے کہا۔ اے میری بیٹی کیا تو اس بستر کی وجہ سے مجھ سے نفرت کرتی ہے یا میری وجہ سے اس بستر سے؟ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا: ”یہ رسول اللہ ﷺ کا بستر مبارک ہے اور تم ایک نجس اور مشرک انسان ہو۔“^①

علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو خاص احترام و قار حاصل تھا، خصوصاً ان کے بھائی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں جن کو ان کی وجہ سے ”مومنوں کے ماموں“^② نے معزز لقب سے پکارا جاتا تھا۔“^③

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ”البدایہ و النہایہ“ میں سیدہ ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی کچھ یوں مدح سرائی کی ہے:

”وہ عظیم الشان امہات المؤمنین میں سے تھیں اور انتہائی عابدہ و زاہدہ خاتون تھیں۔“^④

① حنفیہ، المکرر، ۱/۸، سیر اعلام النبلاء: ۲/۲۲۳۔ الاصابہ: ۷/۵۳۔

② سیر اعلام النبلاء: ۲/۲۲۲۔

③ البدایہ و النہایہ: ۱/۱۶۶۔

۱۰۔ ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حبیبہ بنی النضر:

آپ بنی النضر کے سردار حبیب بن اخطب کی صاحبزادی تھیں۔ ماں کا نام حذہ بنت سمویل تھا۔ حبیبہ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں۔ ام المومنین صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پہلا نکاح سلام بن مکرم قرظی سے ہوا۔ سلام کے طلاق دینے کے بعد کنانہ بن ابی الحقیق نے مہالہ عقد میں آئیں۔ کنانہ غزوہ خیبر میں قتل ہوا۔ یہ گرفتار ہوئیں۔ آنحضرت ﷺ نے آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آزادی ہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر قرار پایا۔ ❶

سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کا نکاح ۷ ہجری کو ہوا۔

خیبر سے واپسی پر مقام صہاء پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعوت ولیمہ فرمائی۔ اس ولیمہ میں صرف ستواڑ خیبر شامل تھا۔ اس دعوت میں گوشت اور روٹی نام کو نہ تھیں۔ ❷

((عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُبَيْبٍ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ بَلَغَنِي عَنْ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ كَلَامٌ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: أَلَا قُلْتُ: فَكَيْفَ تَكُونَانِ خَيْرًا مِنِّي وَزَوْجِي مُحَمَّدٌ وَأَبِي هَارُونَ وَعَمِّي مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ)) ❸

”سیدہ صفیہ بنت حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ مجھے حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کی طرف سے ایک بات پہنچی تھی۔ میں نے نبی اکرم ﷺ سے ذکر کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم نے یہ کیوں نہیں کہا کہ تم دونوں مجھ سے کیسے بہتر ہو سکتی ہو جبکہ میرے شوہر محمد ﷺ، میرے باپ حضرت ہارون علیہ السلام، اور میرے چچا حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔“

❶ صحیح بخاری، کتاب النکاح، رقم: ۴۲۱۱۔

❷ صحیح بخاری، کتاب النکاح، رقم: ۴۲۱۲۔ صحیح مسلم: ۳/۳۰۷، بحوالہ ابی داؤد، سنن الترمذی، کتاب النکاح، رقم: ۴۲۱۳۔

❸ سنن الترمذی، کتاب النکاح، رقم: ۴۲۱۳۔ صحیح مسلم: ۳/۳۰۷، بحوالہ ابی داؤد، سنن الترمذی، کتاب النکاح، رقم: ۴۲۱۳۔ المستدرک للحاکم: ۳/۱۴۱، الرقم: ۶۷۹۱۔ المعجم الاوسط: ۸/۲۳۶، الرقم: ۸۵۰۳۔ المعجم الکبیر، ۷۵/۲۴، الرقم: ۱۹۶۔

جب مرض الموت میں حضرت سیدہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اللہ کی قسم! اللہ کے نبی! میری یہ خواہش ہے کہ جو بیماری آپ کو لاحق ہے وہ مجھے ہو۔ دوسری ازواج مطہرات نے گھورتے ان کو، یکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم نے اس کو معیوب سمجھا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ سچی ہے۔“^۱

علامہ ذہبی زلیق رطلراز ہیں:

”سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صاحبہ عز و شرف، استہاک کی عاقل، حسب و نسب اور جمال و دین کی تمام صفات سے متصف تھیں۔“^۲

علامہ ذہبی ہی مزید فرماتے ہیں:

”سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تحمل و بردباری اور عزت و وقار کا مجسمہ تھیں۔“^۳

۱۱۔ ام المؤمنین سیدہ میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا:

والدہ کا نام ہند اور والد کا نام حارث تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت ﷺ کا نکاح ۷ ہجری میں مکہ مکرمہ کے مقام سرف میں ہوا۔ تعجب ہے کہ جہاں نکاح ہوا تھا، وہیں ۵۱ ہجری میں دفن ہوئیں اور نماز جنازہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، یزد بن اہم اور عبداللہ بن شداد نے قبر میں اتارا۔ یہ تینوں آپ کے بھانجے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہا کا مہر ۵۰۰ درہم مقرر ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے کل عمر ۸۰ سال پائی۔^۴

قرآنی آیت ﴿وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ إِنَّكَ أَنتَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾ کے تحت ابن کثیر اور دوسرے مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سے مراد سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ہی تھیں۔

ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا بہن اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی شادی سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی شادی سیدنا

۱۔ معصوم بن الزبیر، ۱/۱۸۱، حدیث: ۲۰۹۲۲۔ طبعات ابن سعد: ۱/۲۸۸۔

۲۔ سیر اعلام النبلاء، ۲/۲۳۲۔

۳۔ سیر اعلام النبلاء، ۲/۳۵۱۔

۴۔ اہل بیت کا تعارف اور ایمان فاروقی، ص ۲۲۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوئی اور پھر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی شادی سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔^①

آپ کا تعلق بنو ہلال سے تھا۔

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: الْأَخَوَاتُ مُؤْمِنَاتٌ: مِثْمُونَةٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، وَأُخْتُهَا أُمُّ الْفَضْلِ بِنْتُ الْحَارِثِ، وَأُخْتُهَا سَلْمَى بِنْتُ الْحَارِثِ أُمُّ حَمْزَةَ، وَأُسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أُخْتُهَا لَأُمِّهِنَّ.))^②

”سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومنات بہنیں ہیں۔ میمونہ نبی ﷺ کی زوجہ، اس کی بہن ام الفضل بنت الحارث اور سلمیٰ بنت الحارث حمزہ کی بیوی اور اسماء بنت عمیس برائے ہیں۔“

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

”میری خالہ میمونہ کا نام بڑھ تھا، آپ ﷺ نے ان کا نام بدل کر میمونہ رکھا۔“^③

سیدہ عاتکہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

”واللہ وہ ہم سب سے بڑھ کر اللہ سے ڈرنے والی اور صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔“^④

علامہ ذہبی رقمطراز ہیں:

”وہ سردار عورتوں میں سے تھیں۔“^⑤



① ابی بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعلقات، ص ۱۷۵۔

② المستدرک للحاکم، رقم: ۱۲۱۷۸، و اللطائف النعمان للطرطوسی، رقم: ۸۳۸۷۔ الام حاکم نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

③ صحیح مسلم، کتاب الآداب، رقم: ۲۱۴۶۔ مستدرک حاکم: ۳۰/۴۔

④ سیر اعلام النبلاء: ۲/۲۴۴۔ سیر اعلام النبلاء: ۲/۲۴۴۔

فصل نمبر ۴:

رسول اللہ ﷺ کی صاحب زادیاں نبی ائمہ

رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں بھی اہل بیت میں شامل ہیں۔ یاد رہے کہ آپ ﷺ کی بیٹیاں چار تھیں

(۱) زینب، (۲) رقیہ (۳) ام کلثوم اور (۴) فاطمہ رضی اللہ عنہا
قرآن کریم کی یہ آیت کچھ عرصہ بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ ﷺ کی بیٹیاں چار تھیں۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِئِبِهِنَّ ۚ ذَٰلِكُمْ أَذَىٰ كُنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾ (الاحزاب: ۵۹)

”اے میرے نبی! آپ اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے، اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے اوپر لٹکالیا کریں، یہ اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچان لی جائیں اور انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچائے اور اللہ بڑا مغفرت کرنے والا، بے حد رحم کرنے والا ہے۔“

علامہ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

((فَالنِّسَاءُ أَرْبَعٌ بِلَا خِلَافٍ)) •

”آپ ﷺ کی بالاتفاق چار بیٹیاں ہیں۔“

حافظ مزیٰ بیشہ فرماتے ہیں:

((وَكَانَ لَهُ مِنَ النِّسَاءِ أَرْبَعٌ بِلَا خِلَافٍ)) •

”آپ ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔“

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَوَلَدُهُ ۞ مِنْ خَدِيجَةَ أَرْبَعُ بَنَاتٍ، لَا خِلَافَ فِي ذَلِكَ)) ۞

”آپ ﷺ کی سیدہ خدیجہ بنتی تھیں چار بیٹیاں تھیں۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔“

شیخ الشیعہ، محمد باقر مجلسی رافضی (م ۱۱۱۱ ہجری) نے رمضان المبارک میں پڑھی جانے والی نماز تسبیح میں پڑھا جان والا کلام یوں ذکر کیا ہے:

((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى أُمِّ كُلْثُومٍ إِنَّهُ نَبِيَّكَ، وَالْعَنْ مَنْ أَدَّى نَبِيَّكَ فِيهَا،
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى رُقِيَّةٍ إِنَّهُ نَبِيَّكَ، وَالْعَنْ مَنْ أَدَّى نَبِيَّكَ فِيهَا)) ۞

”اے اللہ! تو اپنے نبی کی بیٹی ام کلثوم پر رحمتیں نازل فرما اور اس شخص پر لعنت پڑے
فرما جس نے تیرے نبی کو ام کلثوم بنتی تھیں کے حوالے سے تکلیف دی۔ اے اللہ! تو
اپنے نبی کی بیٹی رقیہ پر رحمتیں نازل فرما اور اس شخص پر لعنت فرما جس نے تیرے
نبی کو رقیہ کے حوالے سے تکلیف پہنچائی۔“

ابن ابی الحدید رافضی شیعہ (م ۶۵۶ ہجری) نے لکھا ہے:

((تَمَّ وَلَدَتْ خَدِيجَةُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْقَاسِمَ، وَالطَّاهِرَ،
وَزَيْنَبَ، وَرُقِيَّةَ، وَأُمَّ كُلْثُومَ، وَفَاطِمَةَ)) ۞

”سیدہ خدیجہ بنتی تھیں کے لطن سے رسول اللہ ﷺ کے دو بیٹے، قاسم و طاہر بنو
اور چار بیٹیاں، زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ بنتی تھیں۔“

اصول کافی جلد اول ص ۴۳۹ مطبوعہ تہران میں مرقوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

① الاستيعاب في معرفة الاصحاب: ۵۰/۱۔

② بحار الانوار: ۱۱۰/۹۵۔

③ شرح نهج السلاعة: ۱۳۲/۵۔

سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے شادی کی جبکہ نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک پچیس سال کے قریب تھی اور سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سے رسول اللہ ﷺ کی یہ اولاد پیدا ہوئی: بعثت سے پہلے سیدنا قاسم، سیدہ رقیہ، ام کلثوم، زینب اور بعثت کے بعد طیب طاہر اور فاطمہ رضی اللہ عنہم پیدا ہوئیں۔

قرب الاسناد میں معتبر سند سے سیدنا جعفر صادق سے روایت ہے کہ سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سے رسول اللہ ﷺ کی یہ اولاد پیدا ہوئی: طاہر، قاسم، فاطمہ، ام کلثوم، رقیہ اور زینب (رضی اللہ عنہم)۔

شیعہ کی بہت ساری کتب میں رسول اللہ ﷺ کی سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہونے والی چار بیٹیاں ثابت ہیں۔^۵

طہور، بل میں ان پاکباز ہستیوں کے حالات و واقعات اور ان کی زندگیوں کے درخشاں پہاڑوں کو مختصر مگر جامع انداز میں صفحہ قرطاس پر منتقل کیا جائے گا۔

۱۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا:

سیدہ خدیجہ الکبریٰ کے ہاں ایک خوبصورت بچی نے جنم لیا جس کی وجہ سے گھر حسن و جمال، انس و محبت اور خوشیوں سے بھر گیا۔

پھر گلستان گلستان بہار آ گئی

اور چمن کا چمن مسکرانے لگا

رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام زینب رکھا۔ سیدہ زینب خواتین اہل بیت میں ایک نادر موتی کی طرح نکلا گئے انگلیں۔ ابو عمر قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

۵ اصول السنن ابی محمد بن یعقوب کلبی، ص: ۲۷۸۔ بحقیۃ النعمان، ص: ۱۱۶۔ مناقب اس شہر اشوب، ص: ۱۶۱۔ حصال شیخ صدوق، ۱۸۶/۲۔ تذکرۃ المعصومین، ص: ۶۱۔ تنفیح المقال فی احوال الرجال، ص: ۷۷۔ حباۃ القلوب۔ کشف العتہ۔ قرب الاسناد۔ محاسن المومنین۔ مناقب آل ابی طالب۔ ابواب النعمان۔ المانی شیخ طوسی۔ رجال کشی۔ اعلام النوری۔ صافی شرح کافی۔ مستبح التواریخ۔ حواشی النعمان۔ تہذیب الاحکام۔ الاستبصار۔

((كَانَتْ زَيْنَبُ أَكْبَرَ بَنَاتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ))

”زینب نبی کریم ﷺ کی بڑی بیٹی تھیں۔“

ان کی شادی اپنے خالہ زاد ابو العاص بن الربیع سے ہوئی۔ رب تعالیٰ نے آپ کو ایک لڑکا اور ایک لڑکی عطا فرمائی۔ لڑکے کا نام علی تھا جن کا بچپن میں ہی لیکن والدہ کی وفات کے بعد انتقال ہوا۔ فتح مکہ کے دن جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواری کے پیچھے انہیں ہی بٹھایا ہوا تھا اور لڑکی کا نام امامہ تھا جن کے ساتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد نکاح فرمالیا تھا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں:

((فَلَمَّا أَكْرَمَ اللَّهُ نَبِيَّهٖ بِالنَّبُوَّةِ أَسْلَمَتْ خَدِيجَةُ وَبَنَاتُهُ))

”جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو منصب نبوت سے سرفراز فرمایا تو

سیدہ خدیجہ اور آپ کی صاحبزادیاں بھی ایمان لے آئیں۔“

طبقات ابن سعد میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دوران بت گرا رہے تھے تو اس وقت آپ کے نواسے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بیٹے سیدنا علی بن ابو العاص رضی اللہ عنہ آپ کے کندھوں پر سوار تھے۔

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا بَعَثَ أَهْلُ مَكَّةَ فِي فِدَاءِ أَسْرَاهُمْ

بَعَثَتْ زَيْنَبُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي فِدَاءِ أَبِي الْعَاصِ بْنِ

الرَّبِيعِ بِحَالٍ، وَبَعَثَتْ فِيهِ بِقِلَادَةٍ لَهَا كَانَتْ لِخَدِيجَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

أَدْخَلَتْهَا بِهَا عَلَى أَبِي الْعَاصِ. قَالَتْ: فَلَمَّا رَأَاهَا رَسُولُ

اللَّهِ ﷺ رَفَى لَهَا رِقَّةً شَدِيدَةً، وَقَالَ: إِنْ رَأَيْتُمْ أَنْ تُضْلِفُوا لَهَا

أَسِيرَهَا وَتَرُدُّوْا عَلَيْهَا الَّذِي لَهَا، فَقَالُوا: نَعَمْ، وَكَانَ رَسُولُ

اللَّهِ ﷺ أَخَذَ عَلَيْهِ أَوْ وَعَدَهُ أَنْ يُخْلِيَ سَبِيلَ زَيْنَبَ إِلَيْهِ وَبَعَثَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَيْدَ بْنِ حَارِثَةَ وَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ كُنُوا بِطَلَبِ يَأْجِجَ حَتَّى تَمُرَّ بِكُمَا زَيْنَبُ فَتَصْحَبَاهَا حَتَّى تَأْتِيَا بِهَا . ۵

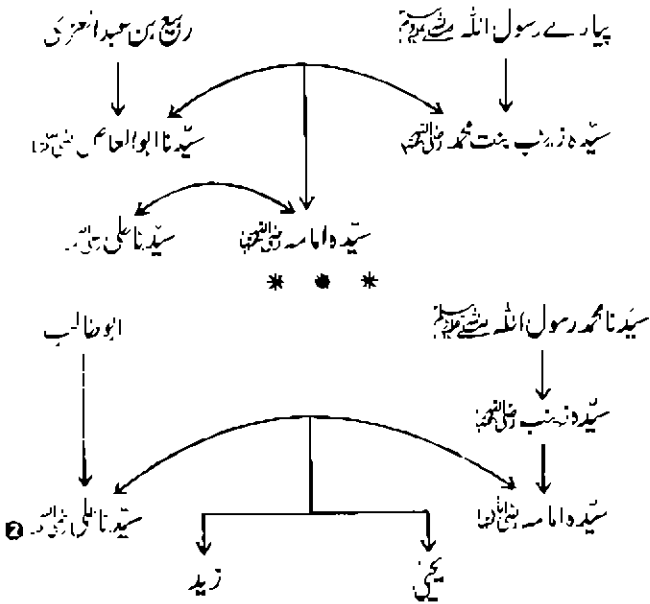
”سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب مکہ مکرمہ والوں نے اپنے قیدیوں کا قیدیہ بھیجا تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ نے بھی (اپنے شوہر) ابو العاص بن ربیع کے قیدیہ میں مال بھیجا جس میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وہ ہار بھی تھا جو انہیں (سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے) جہیز میں ملا تھا جب ابو العاص سے ان کی شادی ہوئی تھی۔ جب حضور نبی اکرم ﷺ نے اسے دیکھا تو فرط غم سے آپ ﷺ کا دل بھرا آیا اور آپ ﷺ پر بڑی رقت طاری ہو گئی، فرمایا اگر تم مناسب سمجھو تو اس (سیدہ زینب رضی اللہ عنہا) کے قیدی کو چھوڑ دیا جائے اور اس کا مال اسے واپس دے دیا جائے؟ لوگوں نے اثبات میں جواب دیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اس (ابو العاص) سے عہد و پیمان لیا کہ زینب کو آنے سے نہیں روکے گا چنانچہ حضور نبی اکرم ﷺ نے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری صحابی کو بھیجا کہ تم یا جج مقام پر رہنا یہاں تک کہ زینب تمہارے پاس آ پہنچے۔ پس اسے ساتھ لے کر یہاں آ پہنچنا۔“

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے مدینہ الرسول میں ۸ ہجری کو وفات پائی۔ اسد الغابہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی اور قبر میں اتر کر خود ہی اپنی لخت جگر کو سپردِ دناک کیا۔

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے

① سر ام عطیہ، کتاب الجہاد، باب فی فداء الاسیر، ج ۱، ۶۲/۳، رقم: ۲۶۹۲۔ مسند احمد بن حنبل ۲۷۶/۶، رقم: ۲۶۹۰۵۔ المعجم، الکبیر للطبرانی: ۲۲/۲۸، رقم: ۱۰۵۰۔ محدث انبأ نے اسے ”حسن“ قرار دیا ہے۔

ارشاد فرمایا ”تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ غسل دو اگر مناسب سمجھو تو زیادہ مردہ ہی غسل دیا جاسکتا ہے۔ غسل کے پانی میں بیری کے پتوں کی اور آخر میں کافور کی آمیزش کر دین جب غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دینا۔“ جب ہم غسل سے فارغ ہو گئیں اور آپ ﷺ کو اطلاع دی تو آپ ﷺ نے ہماری طرف اپنی چادر بڑھا دی اور ارشاد فرمایا ”یہ میری بیٹی کو بطور کفن پہنا دو۔“ ❶



۳۔ سیدہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ:

سیدہ رقیہ بنتی تھیں سیدہ زینب بنتی تھیں کے بعد اس وقت پیدا ہوئیں جب رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک چونتیسویں سال میں قدم رکھ چکی تھی اور ابھی تک آپ ﷺ منصب نبوت پہ فائز نہ ہونے تھے۔

سیدہ رقیہ آپ ﷺ کی دوسری صاحب زاوی ہیں، آپ نے دونوں ہجرتیں کیں اور مہاجرہ عظیمہ کہلا گئیں۔

❶ صحیح بخاری، کتاب النکاح، رقم الحديث: ۱۶۵۴، ❷ بحوالہ: ررقانی: ۱۹۵/۳۔

ابتدا میں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما ابولہب کے دونوں سے منسوب تھیں۔ ”سورہ تبت یٰدا“ کے نزول کے بعد رخصتی سے قبل ہی آنحضرت ﷺ کو تکلیف پہنچانے کے لیے ابولہب نے طلاق دلا دی تھی۔ بعد ازاں دونوں صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک لڑکا عبد اللہ پیدا ہوا۔ یہ بچہ چھ سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ابولہب کے بیٹے عتبہ سے ہوا تھا جبکہ ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ اسلام کی سب سے ان کو طلاق دے دی گئی۔^①

سیدہ ہند بنت عہس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ میں اپنی کریمہ (رقیہ رضی اللہ عنہا) کا نکاح عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے نہ دوں۔^②

انسب الاشراف میں ہے کہ لوگوں میں مشہور ہو گیا تھا:

((احسن رُوحِیِّ رَاٰهُمَا اِنْسَانٌ رُقِیَّةٌ وَ زَوْجُهَا عُثْمَانُ))

”انسان کی آنکھ نے نبوی شوہر کا جو ہر لحاظ سے سب سے اچھا جوڑا دیکھا ہے وہ

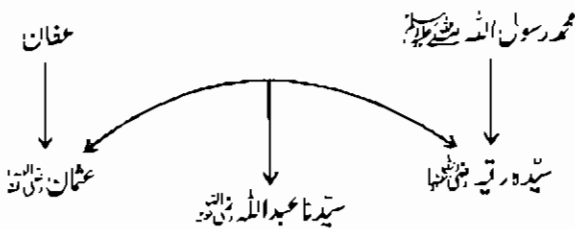
سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا ہیں اور ان کے شوہر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا جوڑا ہے۔“

ابتداء اسلام میں جب مسلمانوں پر کفار مکہ نے ظلم و ستم کی انتہا کر دی اور مسلمانوں کو طرح طرح کی تکالیف و مصائب دیئے جاتے تو یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم ارشاد فرمایا تو اس قافلے میں ہجرت کرنے والوں میں یہ دنیا کا خوبصورت جوڑا سیدنا عثمان اور سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ اس قافلے کے امیر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہی تھے اور اس قافلے کی ایک اور خاص بات یہ تھی کہ اس میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں جن کو بعد میں مومنوں کی ماں بننے کا شرف حاصل ہوا۔ یہ لوگ حبشہ میں آرام و سکون سے رہ رہے تھے کہ اچانک مکہ سے ایک افواہ ملی کہ مکہ کے لوگ

مسلمان ہو گئے ہیں یہ لوگ یہ سن کر جب مکہ مکرمہ واپس پہنچے تو پتا چلا کہ یہ ایب غلط افواہ تھی۔ یہ دوبارہ انہی مصائب و تکالیف کے گھیرے میں آ گئے اور سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا پر تو دہرا صدمہ پہنچا کہ اس سفر کے دوران ہی آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بھی وفات پا چکی تھیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ابوطالب کی وفات کے بعد تو مکہ والوں نے مسلمانوں پر مزید ظلم و ستم ڈھانے شروع کر دیئے لہذا آپ رضی اللہ عنہا اپنے خاوند عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ دوسری دفعہ ہجرت کی طرف ہجرت کر گئیں۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کچھ وقت کے بعد پھر مکہ المکرمہ واپس آ گئے۔ پھر وہ وقت آیا کہ تیسری دفعہ آپ دونوں مکہ المکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کے لیے روانہ ہو گئے اور وہاں آپ دونوں سیدنا اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ جو سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے ان کے گھر ٹھہرے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

السيرة لابن کثیر میں ہے کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹا دیا جن کا نام انہوں نے عبداللہ رکھا۔



مکہ مکرمہ کے کفار نے مسلمانوں پر ایک ہزار کے لشکر سے چڑھائی کر دی۔ دوسری طرف پیارے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کی بیماری بڑھ گئی تو پیارے رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ آپ میری بیٹی کے پاس رہو۔ ان کی تیمارداری کر دان کا خیال رکھو۔ آپ کو غزوہ بدر میں شرکت کرنے والوں کے برابر اجر ملے گا۔ لہذا آپ رضی اللہ عنہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کے لیے مدینہ منورہ میں ٹھہر گئے۔ بیماری بڑھتی گئی حتیٰ کہ رسول

اللہ ﷺ کی پیاری بیٹی اللہ کو پیاری ہوگئی۔ غزوہ بدر سے واپس آئے تو خبر ملی کہ آپ ﷺ کی بیٹی وفات پا چکی ہیں۔ تو آپ ﷺ غمگین ہوئے اور آپ ﷺ کے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ ﷺ سیدہ رقیہ بنتی نبیہا کی قبر پر تشریف لائے اور دعائے مغفرت فرمائی۔

۳۔ سیدہ ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ:

سیدہ ام کلثوم نبی کریم ﷺ کی تیسری صاحب زادی ہیں۔ بعثت سے قبل پیدا ہوئیں اور اسلام ہی کی آغوش میں ہوش سنبھالا۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ابولہب کے بیٹے عتیبہ سے ہوا تھا۔ ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ اسلام دشمنی کی وجہ سے ابولہب نے طلاق دلوا دی۔ یاد رہے کہ جس دن سیدہ خدمتِ اکبریٰ رضی اللہ عنہا اسلام لائی تھیں اسی دن سے رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔

السیرۃ الحلبیہ (۱/۴۶۸) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے چچا ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں کو علیحدہ علیحدہ بلوایا اور ہر ایک سے کہا کہ ((رَأَيْسِيْ مِنْ رَّأَيْسِكَ حَرَامٌ اِنْ لَمْ تُطْلِقُوْا ابْنَتَهُ)) ”اگر تم نے محمد (ﷺ) کی بیٹی کو طلاق نہ دی تو میرا اور تمہارا سر آسمان سے ٹکرائے گا۔“

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ اور سیدہ خدمتِ اکبریٰ رضی اللہ عنہا سے تربیت حاصل کی جس کی وجہ سے آپ بڑی ہی سمجھ دار، عقل مند، سلیقہ شعار اور عابدہ ساجدہ اور صابرہ خاتون تھیں۔ شعب ابی طالب میں آپ رضی اللہ عنہا نے بڑے ہی صبر و تحمل سے وقت گزارا اور اپنے والدین کی خوب خدمت کی۔

۳ ہجری میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انورین رضی اللہ عنہا کو کہلائے۔ چھ سال تک حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا آپ رضی اللہ عنہ کے عقد میں رہیں۔

آپ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا:

((مَا رَوَّجْتُ عُثْمَانَ أُمَّ كُلُّثُومَ إِلَّا بِوَحْيٍ مِنَ السَّمَاءِ))^①

”میں نے عثمان کے ساتھ ام کلثوم کا نکاح آسمانی وحی کی تابعداری میں کیا۔“

”الطبقات لابن سعد“ (۳۸/۸) میں ہے کہ شعبان ۹ ہجری میں سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے بوجہ بیماری وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سیدہ لیلیٰ بنت قانف ثقفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو غسل دینے والیوں میں میں بھی شامل تھی۔ رسول اللہ ﷺ ہمیں کفن کا سامان دیتے رہے۔ سب سے پہلے آپ ﷺ نے چادر دی پھر کرتی دی پھر دوپٹہ دیا پھر ایک بڑی چادر مرحمت فرمائی۔ اس کے بعد ایک مزید کپڑے میں انہیں لپیٹا گیا۔ آپ ﷺ دروازے کے پاس کفن لے کر کھڑے تھے اور ہمیں ایک ایک کر کے کفن کے کپڑے دے رہے تھے۔^②

۴۔ سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ:

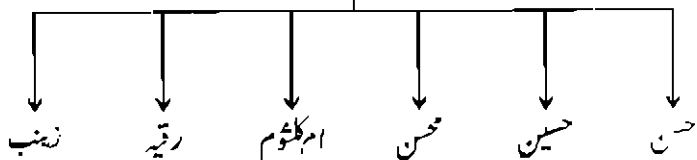
سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی تمام بیٹیوں سے عمر میں چھوٹی لیکن آپ کو سب سے زیادہ لاڈلی تھیں۔

علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بعثت سے کچھ عرصہ پہلے مکہ معظمہ میں پیدا ہوئیں۔ سبل الہدیٰ والرشاد (۳۷/۱۱) میں ہے کہ شکل و شبہت کے اعتبار سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے نہایت ہی قریب تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام فاطمہ رکھا تھا۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اسمائے گرامی:

- | | | | | |
|---------------------|--------------------------|------------|-------------------------|-------------------|
| (۱) فاطمہ | (۲) مبارکہ | (۳) زکیہ | (۴) صدیقہ | (۵) راضیہ |
| (۶) مرضی | (۷) محدثہ | (۸) زہراء | (۹) طاہرہ | (۱۰) بتول |
| (۱۱) عذرا | (۱۲) سیدۃ نساء اہل البیت | (۱۳) مطہرہ | (۱۴) سیدۃ نساء العالمین | (۱۵) بضۃ الرسول ﷺ |
| (۱۶) کریمۃ الطریفین | (۱۷) بضۃ العوینۃ | | | |

سیدہ فاطمہ الزہراءؑ کی اولاد



فضائل و مناقب:

سیدنا علیؑ نے جب ابو جہل کی بیٹی سے شادی کا پیغام بھیجا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي، فَمَنْ أَعْضَبَهَا أَغْضَبَنِي)) ❶

”فاطمہ میرا جگر گوشہ ہے، جس نے اُسے ناراض کیا اُس نے مجھے ناراض کیا۔“

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ فاطمہؑ کو بلایا سے فرمایا:

((أَمَّا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَوْ نِسَاءِ

الْمُؤْمِنِينَ)) ❷

”کیا تم اہل جنت یا مومنوں کی عورتوں کی سردار ہونے پر راضی نہیں؟ تو وہ (خوشی سے) ہنس پڑیں۔“

سیدہ عائشہ صدیقہؓ بتاتی ہیں:

”((سیدہ فاطمہؑ) جب کبھی نبی ﷺ کے پاس آیا کرتیں تو آپ کھڑے

ہو جایا کرتے اور ان کا بوسہ لیتے اور اپنی جگہ پر بٹھا دیتے اور جب نبی

کریم ﷺ آپ کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی

ہوتیں آپ کا بوسہ لیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔“ ❸

❶ تصحیح حاکم، کتاب فضائل اصحاب اللہؑ، رقم: ۳۷۱۴ و القطع لہ: صحیح مسلم، رقم: ۲۴۴۹

❷ صحیح بخاری، رقم: ۳۶۲۴۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم: ۲۴۵۰

❸ سنن برماوی، رقم: ۳۸۷۲۔ امام ترمذی نے اسے ”غریب“ اور علامہ البانی نے اسے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
 ((أَفْضَلُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ: خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَ فَاطِمَةُ بِنْتُ
 مُحَمَّدٍ وَ آسِيَةُ بِنْتُ مُزَاحِمٍ اِمْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَ مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ))^❶
 ”جنتی عورتوں میں سب سے افضل خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد (رضی اللہ عنہما)،
 فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم اور مریم بنت عمران ہیں۔“

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں:

”میں نے چالی چلن عادات اور اٹھنے بیٹھنے کے انداز اور طور طریقوں میں رسول
 اللہ ﷺ سے مشابہت رکھنے والا سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ
 سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔“^❷

سیدنا حذیفہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے ساتھ مغرب کی
 نماز پڑھی، پھر آپ عشاء تک (اٹل) نماز پڑھتے رہے، پھر جب فارغ ہو کر چلے تو میں (بھن)
 آپ کے پیچھے چلا، آپ نے میری آواز سن کر فرمایا: یہ کون ہے؟ (پھر خود ہی فرمایا) حذیفہ ہے؟
 میں نے کہا جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَا حَاجَتُكَ عَفَرَ اللَّهُ لَكَ وَلِأُمِّكَ)) ”تجھے
 کیا ضرورت ہے؟ اللہ تجھے اور تیری ماں کو بخش دے۔“ (پھر) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
 ((إِنَّ هَذَا مَلَكَ لَمْ يَنْزِلِ الْأَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ اِسْتَأْذَنَ رَبَّهُ
 أَنْ يُسَلِّمَ عَلَيَّ وَيُسِّرُ بِي أَنْ فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَنَّ
 الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ))^❸

❶ مسند احمد: ۱/۲۹۳، صبح ابن حبان بتویہ الاحسان: ۶۹۷۱، ۷۱۱۰، مستدرک الحاکم: ۲/۴۹۴،

۱/۲۸۵، ابن حبان اور حاکم نے اسے ”صحیح“ کہا ہے، علامہ ذہبی نے حاکم کی موافقت کی ہے۔

❷ سنن ترمذی، کتاب المساق، رقم: ۳۸۷۲۔ امام ترمذی نے اسے ”حسن صحیح“ اور علامہ البانی
 نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❸ سنن الترمذی، رقم: ۳۷۸۱۔ صحیح ابن حریصہ، رقم: ۱۱۹۴۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۲۲۲۹۔
 تلخیص المستدرک: ۳/۳۸۱۔ ترمذی نے اسے ”حسن غریب“ اور ابن خزیمہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

”یہ فرشتہ اس رات سے پہلے زمین پر کبھی نہیں اُترا۔ اس نے اپنے رب سے مجھے سلام کہنے کی اجازت مانگی اور اس نے مجھے خوش خبری دی ہے کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔“

سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُبْعَضُنَا أَهْلَ الْبَيْتِ وَجُلٌّ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ النَّارَ)) ❶

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ہم اہل بیت سے جو آدمی بھی بخش رکھے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور اسے (جہنم کی) آگ میں داخل کرے گا۔“

نبی کریم ﷺ نے مرض الموت میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر راز کی ایک بات بتائی تو وہ رونے لگیں پھر دوسری بات بتائی تو وہ ہنسے لگیں۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ نے مجھے بتایا: ”میں اس بیماری میں فوت ہو جاؤں گا۔“ تو میں رونے لگی پھر آپ ﷺ نے مجھے بتایا کہ ”اہل بیت میں سب سے پہلے (وفات پا کر) میں آپ سے جا ملوں گی تو میں ہنسے لگی۔“ ❷

نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی، سیدہ فاطمہ، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور (اپنی چادر کے نیچے داخل کر کے) فرمایا: ”اے اللہ یہ میرے اہل (اہل بیت) ہیں۔“ ❸

((عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِفَاطِمَةَ سَلَامُ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنَّ اللَّهَ يُغَضِبُ لِعُضْبِكَ وَيَرْضَى لِرِضَاكَ)) ❹

”سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ سے ارشاد

❶ صحیح ۱۔ حبان، الاحسان، رقم: ۶۹۳۹۔ مستدرک حاکم: ۱۵۰/۳، رقم: ۴۷۱۷۔ سیر اعلام النبلاء: ۱/۲۲۲۔ ابن حبان اور حاکم نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ صحیح ۲۔ حبان، کتاب فضائل الصحابہ، رقم: ۲۷۱۵، ۲۷۱۶۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، رقم: ۲۴۵۰۔

❸ صحیح مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ، رقم: ۲۴/۴/۳۴۔

❹ مستدرک، رقم: ۱۰۱، طبرانی کبیر، رقم: ۱۰۰۱۔ حاکم نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر سلامتی ہو، اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ بعض کی وجہ سے ناراض ہوتا ہے اور تمہارے ساتھ راضی ہونے کی وجہ سے راضی ہو جاتے ہیں۔^۱

غزوہ بدر کے بعد ۲ ہجری میں سیدنا علی بن ابی طالبؑ کے ساتھ نکاح ہوا۔ بنی کریم رضی اللہ عنہ کی وفات کے چھ ماہ بعد فوت ہو گئیں۔

سیدہ فاطمہ الزہراءؑ، حسن بن علیؑ، سیدنا عباس بن ابی طالبؑ، سیدنا جعفر بن ابی طالبؑ، سیدہ زینب بنت رسول اللہؐ، سیدہ ام کلثوم بنت رسول اللہؐ، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہ، سیدہ عقیلہ بنت ابی طالبؑ، صاحبزادہ رسول اللہؐ، سیدنا ابراہیمؑ یہ سب جنت البقیع ہی میں دفن ہیں۔^۲

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا قَطُّ أَصْدَقَ مِنْ فَاطِمَةَ غَيْرِ آبَيْهَا))^۳

”سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ میں نے امت محمدیہ میں سیدہ فاطمہ الزہراءؑ سے بڑھ کر کسی کو راستہ کو نہیں دیکھا۔“

سیدنا علی بن ابی طالبؑ نے دوسری شادی کا ارادہ کیا اور ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کا پروگرام بنایا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہؐ سے جب شکایت کی تو آپ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: میں نے ابو العاص بن ریح سے اپنی بیٹی کی شادی کی اس نے ہمارے ساتھ بہت اچھا اور قابل تعریف برتاؤ کیا، وہ اپنے قول کا سچا اور وعدے کا پکا انسان ہے۔ یقیناً فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے میں اس کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا۔ اللہ کی قسم! رسول اللہؐ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک آدمی کے پاس اکٹھی نہیں ہوسکتیں۔^۴

سیدہ خدیجہ بنت جحشؑ کی زندگی کے سنہرے واقعات میں جناب عبداللہ بن ابی طالبؑ

① صحابہ کے مکانات، تالیف: ذاکر محمد الیاس عبدالحق، ص ۱۲۳۔

② حبیۃ الاولیاء: ۱/۲، ۱/۴۱، ۱/۴۲۔ مستدرک حاکم: ۱/۱۶۱، ۳۔ حاکم نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

③ مس ابن ماجہ، کتاب النکاح، رقم الحدیث: ۱۹۹۹۔ صحیح بخاری، کتاب النکاح، رقم: ۳۶۱۰۔

صحیح مسلم، کتاب الفضائل، رقم: ۲۴۴۹۔

رقطر از ہیں کہ سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایک مرتبہ ابو جہل نے کسی بات پر لٹھ مار دیا۔ یقیناً سیدہ کی حق گوئی اور شجاعت کی بنا پر اس بزدل نے ہاتھ اٹھایا ہوگا۔ سیدہ گھر آئیں تو اپنے والد محترم سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیٹی! جاؤ اور ابو جہل سے اس تپھر کے متعلق ابوسفیان کو بتاؤ۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ابوسفیان کے پاس تشریف لے گئیں اور اس کو بتایا۔ ابوسفیان کا فر تھا مگر اس میں اخلاقی قدریں موجود تھیں۔ اس نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ لیا ابو جہل کے پاس پہنچی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سے ان کا بدلہ دلوا یا۔ اللہ کے رسول ﷺ کو جب اطلاع ملی تو آپ ﷺ کو اس پر فطری خوشی ہوئی۔

آپ ﷺ نے ابوسفیان کے لیے ہدایت کی دعا فرمائی اور وہ نفع مکہ کے موقع پر مسلمان ہو گئے۔ ❶

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پیغام اور خواہش کے بارے میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی مشورہ ہوا اور انہوں نے بھی رضا مندی کا اظہار کیا۔ ادھر زمین پر یہ فیصلہ ہو رہا تھا اور آسمانوں پر بھی اللہ رب العزت نے اس فیصلے کی توثیق فرمادی۔ آپ ﷺ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا جاؤ ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عبدالرحمن بن عوف اور دیگر صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو بلا لاؤ۔ جب یہ سارے کبار صحابہ تشریف لے آئے تو ارشاد فرمایا: مہاجرین و انصار کی جماعت! ابھی جبریل علیہ السلام میرے پاس آئی ہے کہ آئے ہیں اور انہوں نے بھی اس رشتے کی توثیق کر دی ہے۔ ❷

ابن سعد لکھتے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے جب شادی ہوئی تو ہمارے پاس ایک مینڈھے کی کھال کے سوا کوئی بستر موجود نہ تھا ہم رات کو اس پر سوتے اور دن کو اس میں اونٹ کا چارہ باندھ کر لاتے اور ہمارے پاس کوئی خادم بھی نہیں تھا۔ ❸

❶ مسند الاحزاب - ۱/۵

❷ البدایہ والنہایہ - ۱/۱۹۵ - الدر المنثور فی طبقات ربات الصدوق: ۱/۹۳

❸ طبقات النبی ص ۱۸۲

سیدنا سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ احد کے میدان میں رسول اللہ ﷺ کا زخم کس نے دھویا۔ پانی کس نے بہایا اور علاج کی چیز سے کیا گیا؟ پھر خود ہی ان سوالات کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی لخت جگر سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کا زخم دھو رہی تھیں۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اہل سے پانی بہا رہے تھے اور جب سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ پانی کے سبب خون بڑھتا ہی جا رہا ہے تو انہوں نے چٹائی کا ایک ٹکڑا لیا اور اسے جلا کر چپکا دیا جس سے خون رک گیا۔ ۵

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو سیدہ اسماء (جو کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں) نے ذہن کے ذولے کی طرح ایک پردہ پوش چارپائی تیار کی اور کہا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مجھے اس کی وصیت کی تھی۔ ۵

رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ارشاد فرمایا کہ جب تم سونے کے لیے بستر پر لیو (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ، (۳۳) مرتبہ الحمد للہ اور (۳۳) مرتبہ اللہ اکبر پڑھنا تمہارے لیے غلام سے کہیں بہتر ہے۔ ۵

رسول اللہ ﷺ کا اپنے خاندان کو فکر آخرت کی ترغیب ان الفاظ سے دینا ہمارے لیے بھی آخرت کو دنیا پر ترجیح دینے کی تعلیم ہے:

((يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اِشْتَرُوا اَنْفُسَكُمْ لَا اُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا
يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا اُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بَنَ
عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا صَفِيَّةُ عَمَةُ رَسُوْلِ
اللّٰهِ لَا اُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ سَلِيْنِي
مَا شِئْتِ مِنْ مَّالِي لَا اُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا)) ۵

① صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم الحدیث: ۴۰۷۵۔

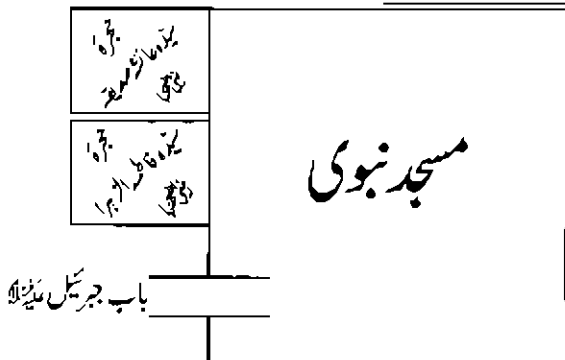
② تاریخ المدینہ السورۃ: ۱/۱۰۵ - حلیۃ الاولیاء: ۴/۴۳ - اسد العالیۃ: ۶/۲۲۶۔

③ صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۳۷۰۵۔

④ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم الحدیث: ۴۷۷۱۔

”اے قریش والو! اپنے نفسوں کو خرید لو میں اللہ کے ہاں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا۔ اے بنی عبد مناف میں اللہ کے ہاں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا۔ اے عباس بن عبدالمطلب! میں اللہ کے ہاں تیرے کسی کام نہیں آؤں گا۔ اے صفیہ رسول اللہ کی پھوپھی! میں اللہ کے ہاں تیرے کسی کام نہیں آؤں گا اور اے فاطمہ بنت محمد! میرے مال سے جو چاہو لے لو مگر میں اللہ کے ہاں تیرے کسی کام نہیں آؤں گا۔“

سیدہ فاطمہ الزہراء علیہا السلام کا گھر:



www.KitaboSunnat.com

فصل نمبر ۵:

رسول اللہ ﷺ کے نواسے نواسیاں

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن سیدہ زینب بنت رسول اللہ ﷺ:

فتح مکہ کے موقع پر جناب علی رضی اللہ عنہ اپنے نانا رسول اللہ ﷺ کی سواری پر آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کی شہادت جنگ یرموک کے میدان میں ہوئی۔ ۵

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ بڑی مصائب و مشکلات والے دن بھی گزاریے۔ تاریخ گوہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ جا چکے ہیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی والدہ ماجدہ وفات پا چکی ہیں۔ آپ کی بہنیں بھی ہجرت لڑ چکی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہا اپنے غیر مسلم خادموں کے ساتھ اکیلی مکہ مکرمہ میں رہائش پذیر ہیں۔ نہ مکرہ کے لوگ آپ رضی اللہ عنہم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جانوں کے پیاسے ہیں۔ آئے دن قریش مکہ کوئی نہ کوئی بہانہ ڈھونڈ رہے ہیں کہ مسلمانوں کو مدینہ منورہ میں جا کر ختم کر دیا جائے اچانک ابوسفیان کا مکہ والوں کو پیغام ملا کہ آپ لوگوں کا مال خطرے میں ہے تو ابوہبیل نے ایک ہزار سے زائد لشکر تیار کیا اور مدینہ منورہ پر چڑھائی کر دی۔ اسی لشکر میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے خاوند ابو العاص بھی تھے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے انتہائی زیادہ پیار و محبت بھی کرتے تھے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی سگی خال سیدہ ہالہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے۔ سیدہ ہالہ رضی اللہ عنہا سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی سگی بہن تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ابو العاص کے اسلام لانے کے لیے بڑی تگ و دو کی۔ ابھی تک ابو العاص مسلمان نہ ہوئے تھے البتہ ابو العاص بھی نبی کریم ﷺ کی امانت و دیانت، سچائی اور حق گوئی کے قائل تھے لیکن آعصب اور خاندانی روایات مسلمان ہونے میں آڑے آ رہی تھیں۔ دوسری طرف کفار مکہ چاہتے تھے کہ ابو العاص

بھی وہی منہایا حرکت کرے جو ابولہب کے بیٹے رسول اللہ ﷺ کی دو بیٹیوں کو طلاق دینے کی صورت میں کر چکے تھے۔ ابوالعاص کے الفاظ تاریخ کی کتابوں میں رقم ہیں کہ:

”اللہ کی قسم میں اپنی وفادار بیوی کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا اور نہ میں قریش کی کسی عورت کو اپنی بیوی کے بدلے میں پسند کرتا ہوں۔“

اب ان حالات کو مد نظر رکھیں کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا پر کیا بیت رہی ہوگی کہ ان کا خاوند اس لشکر میں مدینہ منورہ جا چکا ہے جو ان کے والد گرامی کے جان کے پیاسے ہیں۔ مقام بدر کے مقام پر جنگ ہوتی ہے اور قریش کے دو ستر بڑے بڑے سردار قتل ہو جاتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو قتل کرنے کے لیے روانہ ہوئے تھے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے خاوند کو سیدنا عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے گرفتار کر لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو انکرم ارشاد فرمادیا تھا کہ ((اسْتَوْصُوا بِالنِّسْرِی خَیْرًا)) ”ان قیدیوں کے ساتھ اچھا اور بہترین سلوک کیا جائے۔“

لہذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قیدیوں سے بڑا اچھا سلوک کیا خود بھوکے رہتے لیکن قیدیوں کو اچھے اچھے کھانے کھلاتے اور ان کے آرام و راحت کا خاص خیال رکھتے۔

آخر کار ان قیدیوں کو فدیہ لے کر رہا کرنے کا حکم ارشاد ہوا تو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے شادی کے موقع پر دیا ہوا اپنی والدہ ماجدہ سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا ہار اپنے خاوند کو رہا کرنے کے لیے ملے سے مدینہ منورہ بھیج دیا۔ ہاں یہ تو وہی ہار تھا جب پیارے رسول اللہ ﷺ اور سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اپنی پیاری لاڈلی بیٹی کو شادی کے دن رخصت کرتے ہوئے تحفہ میں دیا تھا۔ جب وہی ہار رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں کے سامنے آیا تو پیارے رسول اللہ ﷺ کو سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا یاد آ گئیں ان کی اسلام اور آپ پر دی ہوئی قربانیاں سامنے آ گئیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا پر اسلام کی وجہ سے آنے والے مصائب و تکالیف یاد آ گئیں۔ ان معصوم بچیوں نے اپنے والد گرامی اور اسلام کی خاطر کفار مکہ کے ظلم اور شعب ابی طالب میں تین سال بھوک برداشت کی تھی۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا پر گزرتے ہوئے

یہ دکھوں کے پہاڑ کس لیے تھے؟ اللہ کے دین اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان کی وجہ ہی تو تھی۔ صحابہ کرام علیہم السلام نے جب پیارے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ میلے رو رہے تھے اور آپ پر رقت طاری ہو گئی تھی اور صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا:

((إِنْ رَأَيْتُمْ أَنْ تَطْلِقُوا لَهَا أَسِيرَهَا وَتَرُدُّوا عَلَيْهَا الذِّئْلَى لَهَا))

”اگر تم دیکھو کہ اس کی خاطر اس کے قیدی کو آزاد کرو اور جو اس پر ہے اس کی وجہ سے اسے واپس لوٹا دو۔“

پھر اس کے بعد ابو العاص مکہ مکرمہ واپس سیدہ زینب بنت جحش اور اپنے بچوں علی اور امامہ زلجہما کے پاس پہنچ گئے۔

عبداللہ بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما:

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی پیار بیٹی سیدہ رقیہ بنتی امیہ کے بیٹے تھے آپ ہمدانی الاولیٰ ۴ ہجری کو اللہ کو پیارے ہوئے۔

”الطبقات لابن سعد“ میں ہے کہ آپ کی نماز جنازہ رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی اور ان کے والد ماجد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے پیارے لخت جگر کو خود اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا تھا۔

سیدنا ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے (اپنے والد گرامی) سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جس شخص نے اولاد عبدالمطلب میں سے کسی کے ساتھ کوئی بھلائی کی اور وہ

اس کا بدلہ اس دنیا میں نہ چکا سکا تو اس کا بدلہ چکانا کل (روزِ قیامت) میرے

ذمہ ہے جب وہ مجھ سے ملاقات کرے گا۔“ ❶

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما:

تاریخ ولادت ۱۵ رمضان ۳ ہجری مدینہ منورہ، تاریخ وفات ۲۸ صفر ۵۰ ہجری، کنیت ابو محمد

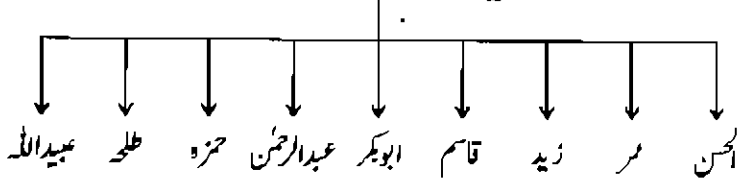
❶ طبری اوسط: ۱۲۰/۲، رقم الحديث: ۱۴۴۶۔ المقدسی فی الاحادیث المحارة: ۱/۳۹، رقم: ۳۱۵۔

لقب ریحانۃ النبی، شمیمہ رسول۔

سیدہ خدیجہ بنت النبیؐ کی زندگی کے سترے واقعات میں عبدالمالک مجاہد رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

”سیدہ فاطمہ بنت النبیؐ کی شادی کو ایک سال گزرا تھا کہ ان کے آئین میں ایک خوبصورت پھول کھلا یہ ہجرت کا تیسرا سال تھا جب سیدہ فاطمہ بنت النبیؐ کے ہاں سیدنا حسن بن علیؑ جنم لیا پیدائش ہوئی اللہ کے رسول ﷺ کو نواسے کی آمد سے بڑی خوشی ہوئی۔ آپ ﷺ اپنی بیٹی کے گھر تشریف لے گئے اور بچے کو اپنے مبارک ہاتھوں سے گھٹی دی۔ اس طرح دست رسالت مآب کی برکت سے حکمت، دانائی، علم اور تقویٰ ان کے جسم میں داخل ہو گیا۔ آپ ﷺ نے نو مولود کا نام حسن رکھا۔ ساتویں دن سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے سر کے بال اتروائے گئے اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی فقراء میں تقسیم کی گئی۔“

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما



سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما جنت البقیع مدینہ منورہ میں اپنی والدہ ماجدہ سیدہ فاطمہ الزہراءؑ کے پہلو میں دفن ہیں۔

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنے بھائی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ جب ان کا انتقال ہو جائے تو انہیں جنت البقیع میں ان کی امی جان سیدہ فاطمہ الزہراءؑ کے پہلو میں دفن کیا جائے۔

ابن عساکر فرماتے ہیں:

”سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا واقعہ ہے کہ وہ ایک بار مدینہ منورہ کے کسی باغ کی

طرف سے گزر رہے تھے تو ایک نو عمر حبشی غلام کو دیکھا کہ وہ بیٹھا ہے اس کے ہاتھ میں ایک روٹی تھی اور اس کے سامنے کتا بیٹھا تھا وہ لڑکا ایک لقمہ خود کھانا اور ایک لقمہ کتے کو کھانا، اس طرح پوری روٹی تقسیم کر کے اس کو کھلا دی۔ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم نے کیوں اپنی روٹی میں آدھے کا شریک کتے کو بنالیا اور خود زیادہ حصہ نہیں لیا؟ کہنے لگا میری آنکھیں کتے کی آنکھیں دیکھ کر شرم محسوس کرتی تھیں کہ میں زیادہ کھا جاؤں۔ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم کس کے غلام ہو؟ کہا: میں سیدنا ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ کا غلام ہوں۔ فرمایا اور یہ احاطہ کس کا ہے؟ اس نے کہا: ابان کا۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ جب تک واپس نہ آ جاؤں تم یہیں بیٹھے رہنا، چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ گئے اور اس غلام کو خرید لیا اور احاطہ بھی خرید لیا اور غلام کے پاس آ کر فرمایا میں نے تم کو خرید لیا۔ اس نے اٹھ کر کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور ان کے بعد میں آپ کے احکام سننے والا اور فرمانبردار ہوں۔ پھر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو میری طرف سے آزاد ہے اور یہ احاطہ تجھے بہہ کر دیا۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کے مشابہ نہیں تھا۔“

امام ذہبی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

((الْأَمَامُ الْمَسِيدُ رِيحَانَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَ مِسْبُطُهُ وَ مَسِدُ شَبَابِ

أَهْلِ النَجْدِ أَبُو مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ الْهَاشِمِيُّ الْمَدَنِيُّ الشَّهِيدُ))

”امام، سردار، رسول اللہ ﷺ کا پھول، آپ کا بیٹا، اور نوجوان اہل جنت کا

سردار، ابو محمد، قریشی، ہاشمی، مدنی، شہید ہے۔“

① صحیح بخاری، کتاب فضائل اہل بیت علیہم السلام، رقم الحديث: ۳۷۵۲

② سر اعلام السلام: ۳/۳۴۵-۳۴۶

حافظ ابن حجر المصنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”سیدنا حسن رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے نواسے اور پھول ہیں۔ وہ آپ کے صحابی ہیں اور آپ ﷺ کی حدیثیں یاد کی ہیں۔ وہ ۴۹ ہجری میں ۴۷ سال کی عمر میں زہر کے ساتھ شہید کیے گئے۔ کہا جاتا ہے بلکہ آپ پچاس ہجری یا اس کے بعد فوت ہوئے۔“

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر ارشاد فرمایا۔

((اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا))

”اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں لہذا تو بھی ان دونوں سے محبت فرما۔“

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا اور فرما رہے تھے:

”اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔“

رسول اللہ ﷺ اسامہ بن زید اور حسن رضی اللہ عنہما کو پکارتے۔ آپ ﷺ ارشاد فرماتے:

”اے اللہ تعالیٰ! ان دونوں سے محبت کر کیونکہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔“

سیدنا مقدم بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”رسول اللہ ﷺ نے حسن رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھایا اور ارشاد فرمایا یہ مجھ سے ہے۔“

① ترمذی، رقم: ۱۲۶۰۔

② مسند الزہری، کتاب المناقب، رقم الحديث: ۳۷۸۲۔ سلسلة الصحيح، رقم: ۲۷۸۹۔

③ صحيح البخاري، كتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ، رقم: ۳۷۴۹۔ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، رقم: ۲۴۲۲۔

④ صحيح البخاري، كتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ، رقم: ۳۵۔

⑤ سنن ابوداؤد، كتاب المناقب، رقم: ۴۱۳۱۔ محدث البیہقی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

سیدنا حسنؑ نے مدائن میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:

”سن لو کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ واقع ہونے والا ہے اسے کوئی بھی ہٹا نہیں سکتا اگرچہ لوگ اسے ناپسند کریں۔ مجھے امت محمدیہ پر رائی کے دانے کے برابر ایسی حکومت پسند نہیں ہے جس میں تھوڑا سا بھی خون بہایا جائے۔ مجھے اپنا نفع و نقصان معلوم ہے تم اپنے راستوں پر گامزن ہو جاؤ یعنی اپنی اپنی فکر کرو۔“^①

حضرت حسن بصریؒ نے ارشاد فرمایا:

”پس اللہ کی قسم! اللہ کی قسم! جب سیدنا سردار حسن بن علیؑ ہر سراقہ اتر ہوئے تو آپ کے عہد خلافت میں سنگی لگوانے جتنا تھوڑا سا خون بھی نہیں بہایا گیا۔“^②

دُروں میں پڑھی جانے والی دعا بھی آپ سے مروی ہے:

((اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِیْمَنْ هَدَيْتَ ، وَعَافِنِيْ فِیْمَنْ عَافَيْتَ ،
وَتَوَلَّيْنِيْ فِیْمَنْ تَوَلَّيْتَ ، وَبَارِكْ لِيْ فِیْمَا اَعْطَيْتَ ، وَفِيْ شَرِّمَا
قَضَيْتَ ، اِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰی عَلَیْكَ ، وَاِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ
وَالَّيْتَ [وَلَا يَعْزُزُ مَنْ عَادَيْتَ] تَبَارَكَتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ .))^③

”اے اللہ! مجھے ہدایت دے کر ان لوگوں کے زمرے میں شامل فرما جنہیں تو نے ہدایت دی۔ اور مجھے عافیت دے کر ان لوگوں میں شامل کر جنہیں تو نے عافیت بخشی۔ اور مجھے اپنا دوست بنا کر ان لوگوں میں شامل کر دے جنہیں تو نے اپنا دوست بنایا، اور جو کچھ تو نے مجھے عطا کیا اس میں برکت ڈال دے۔ اور جس شر کا تو نے فیصلہ کیا ہے مجھے اس سے محفوظ فرما۔ بے شک تو ہی فیصلہ

① تاریخ دمشق لاس عساکر . ۸۹/۱۴ .

② مسند احمد : ۴/۴۴۷ ، حدیث سر : ۲۰۴۴۷ - شیخ حمزہ زین نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

③ مسند الکری بیہقی ، ۲/۲۹۰ - مسند ابوداؤد ، باب القنوت فی الوتر ، رقم : ۱۴۶۵ -

البانیؒ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

صادر کرتا ہے اور تیرے خلاف فیصلہ صادر نہیں کیا جاسکتا اور جس کا تو والی بنا وہ کبھی ذلیل و خوار نہیں ہو سکتا اور وہ شخص عزت نہیں پاسکتا جس سے تو دشمنی کر۔۔۔ اے ہمارے رب! تو برکت والا اور بلند وبالا ہے۔“

حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں نماز فجر پڑھ کر اسی جگہ بیٹھے اللہ کا ذکر و فکر میں مشغول رہتے تا آنکہ سورج بلند ہو جاتا، آپ کے پاس سردار قسم کے لوگ بیٹھ کر باتیں کرتے پھر آپ اٹھ کر امہات المؤمنین کے پاس جاتے، انہیں سلام کرتے۔ بسا اوقات وہ آپ کو تختہ سے نوازتیں، پھر آپ گھر لوٹ جایا کرتے تھے۔^①

ابن مساکر نے لکھا ہے کہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے خلافت سے کنارہ کش ہو کر خلافت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دی اور ارشاد فرمایا کہ ”میری وجہ سے کچھ بھی خون نہ بہے۔“^②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں دن کے کسی حصے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باہر نکلا۔ آپ (سیدہ) فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے خیمے کے پاس آئے اور فرمایا:

”چھوٹا بچہ کہاں ہے؟ کیا یہاں چھوٹا بچہ ہے؟ آپ ﷺ حسن (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ تھوڑی دیر میں وہ (حسن رضی اللہ عنہ) دوڑتے ہوئے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں گلے لگا لیا (معانفہ کیا) اور فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاُحِبُّہٗ وَ اُحِبُّ مَنْ یُّحِبُّہٗ))

”اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت کر اور جو اس سے محبت کرے اس سے محبت کر۔“^③

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جس نے ان دونوں (حسن و حسین رضی اللہ عنہما) سے محبت کی تو یقیناً اس نے مجھ سے

② تاریخ دمشق: ۱/۶۸، ۲

① اسباب: ۱/۱۱، ۱۹۴/۱۱

③ صحیح حدیث: کتاب النبوع، رقم: ۲۱۲۲۔ صحیح علم الکتاب: فضائل اہل حاقہ، ص: ۵۷/۲۴۲۱

محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض کیا تو یقیناً اس نے مجھ سے بغض کیا۔“
 ((عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَمَّا وَلِدَ الْحَسَنُ سَمِيَهُ حَرْبًا، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: أَرُونِي ابْنِي مَا سَمَيْتُمُوهُ؟ قَالَ قُلْتُ: حَرْبًا، قَالَ بَلْ هُوَ حَسَنٌ، فَلَمَّا وَلِدَ الْحُسَيْنَ سَمِيَهُ حَرْبًا، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: أَرُونِي ابْنِي، مَا سَمَيْتُمُوهُ؟ قَالَ قُلْتُ: حَرْبًا، قَالَ: بَلْ هُوَ حُسَيْنٌ.))

”سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو میں نے ان کا نام حرب رکھا، پس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: مجھ میرے بیٹے کی زیارت کراؤ، اس کا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے کہا حرب، آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ وہ تو حسن ہے، اور جب حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو میں نے ان کا نام حرب رکھا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے، میں نے کہا حرب، آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ وہ تو حسین ہے۔“^①

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن مجھ سے میری والدہ نے پوچھا ”تم نبی ﷺ کی بارگاہ اقدس میں کب حاضر ہوتے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ اتنے دن ہر گز کبھی حاضر نہیں ہوا، تو وہ مجھ پر ناراض ہوئیں، میں نے کہا اب جانے دیجیے۔ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مغرب کی نماز ان کے ساتھ پڑھوں گا اور آپ سے سوال کروں گا کہ میرے اور آپ سے لینے

① مسند احمد: ۱/۴۴۰، رقم: ۹۶۷۳۔ مسند ابی یوسف: ۱/۶۶۶، رقم: ۲۹۷۷۔ عام نے اسے ”صحیح“ کہا اور ذہبی نے حاکم کی موافقت کی ہے۔

② مسند ابو داؤد الطیالسی، رقم: ۱۲۹۔ مسند احمد: ۱/۹۸۱۔ مجمع الرواۃ: ۲/۸۔ احمد شاکر نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

• غفرت کی دمانگئیں۔ پھر میں حاضر ہوا اور نماز مغرب آپ کے ساتھ پڑھی پھر آپ نوافل پڑھتے رہے یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھی اور گھر کی جانب لوٹنے میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا آپ نے میری آواز سن تو فرمایا: کون۔ کیا حدیث ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں آپ نے فرمایا:

((مَا حَاجَتُكَ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ وَلَإِيَّتِكَ قَالَ إِنَّ هَذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْأَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ أَنْ يُسَلِّمَ عَلَيَّ وَ يُبَسِّرَنِي بِأَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةِ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) •

”تمہاری کیا حاجت ہے اللہ تمہیں اور تمہاری والدہ کو معاف کر دے۔ پھر فرمایا: یہ ایک فرشتہ تھا جو زمین پر کبھی نہیں اتر ا تھا آج کی رات اس نے رب سے اجازت مانگی کہ مجھ پر سلام کرے اور اس نے مجھے بشارت دی ہے کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنتی توروں کی سردار ہیں اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنتی مردوں کے سردار ہیں۔“

عمیر بن اسحاق کہتے ہیں:

”میں اور ایک آدمی سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے ہاں عیادت کے لیے داخل ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس آدمی سے کہنے لگے: مجھ سے سوال نہ کر سکنے سے پہلے سوال کر لیں۔ اس آدمی نے عرض کیا: میں آپ سے کوئی سوال نہیں کرنا چاہتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت دے۔ آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بیت الخلاء گئے۔ پھر واپس آئے، پھر ارشاد فرمایا میں نے تمہارے پاس آنے سے پہلے اپنے بگڑ کا ایک ٹکڑا پھینک دیا ہے۔ میں اس کو اس لکڑی کے ساتھ الٹ پلٹ کر رہا تھا۔ میں نے کئی بار زیر پیا ہے، لیکن اس وفد سے سخت کبھی نہیں تھا۔“

① سے قولیں: کتاب المساق، رقم: ۳۷۸۱۔ صحیح ابن خزيمة، رقم: ۱۱۹۴۔ ابن خزيمة نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ ہم ان کے پاس اگلے دن آئے تو آپ ﷺ حالتِ نزع میں تھے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور آپ کے سر مبارک کے پاس بیٹھ گئے اور کہا: اے بھائی! آپ کو زہر دینے والا کون ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ اسے قتل کرنا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! فرمایا: اگر وہ شخص وہی ہے جو میں سمجھتا ہوں تو اللہ تعالیٰ انتقام لینے میں زیادہ سخت ہے اور اگر وہ بری ہے تو میں ایک بری آدمی کو قتل نہیں کرنا چاہتا۔“

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((طَرَفْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي بَعْضِ الْحَاحَةِ فَحَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلَى شَيْءٍ لَا أَذْرِي مَا هُوَ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِي قُلْتُ مَا هَذَا الَّذِي أَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ قَالَ فَكَشَفَهُ فَلَمَّا حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ عَلَى وَرْكَيْهِ فَقَالَ: هَذَانِ ابْنَايَ وَابْنَا انْتِي اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأُحِبُّهُمَا وَأُحِبُّ مَنْ يُحِبُّهُمَا))

”میں ایک رات نبی ﷺ کے پاس اپنے کسی کام کی غرض سے گیا۔ چنانچہ آپ ﷺ اٹکے اور اپنی پیٹھ پر کچھ لپیٹے ہوئے تھے کہ میں نہیں جانتا تھا (وہ کیا چیز ہے؟) جب میں اپنے کام سے فارغ ہوا تو میں نے کہا یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے کھولا تو وہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما تھے آپ کے کولہے پر اور آپ نے فرمایا یہ میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ! میں ان کو دوست رکھتا ہوں سو تو بھی ان کو دوست رکھ اور جو ان کو دوست رکھے اس کو بھی دوست رکھ۔“

① مصنف اس اسبۃ: ۱۵/۹۳، ۹۴۔ کتاب المحضر لاسن ابی النذیر: ۱۳۲۔ المستدرک للحاکم: ۱۷۶/۳۔ الاستیعاب لاسن عدالہ: ۱۱۵/۳۔ تاریخ اس عساکر: ۲۸۲/۱۳۔ حاکم نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

② سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی رضی اللہ عنہما۔ امام ترمذی نے اسے ”حسن غریب“ اور محدث البہائی نے ”حسن“ کہا ہے۔

((عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: عَقَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ بِكَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ)) ❶

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

”رسول اللہ ﷺ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے چل رہے تھے کہ ایک آدمی نے کہا اے جوان تجھے اٹھانے والی سواری کیا ہی عمدہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”یہ سواری بھی بہت اچھا ہے۔“ ❷

صحیح بخاری میں ہے:

”ایک مرتبہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز عصر پڑھائی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ چلتے چلتے باہر نکل گئے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے کندھے پر اٹھا لیا اور فرمانے لگے ارے دیکھو تو اس بچے کی شکل و شباهت رسول اللہ ﷺ سے ملتی جلتی ہے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ نہیں ملتی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ یہ سن کر مسکرا دیئے۔“ ❸

صحیح مسلم میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یوں منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَابْنَاتَنَا وَكُلَّهَا﴾ ((دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلِيْ)) ❹

”((ابنِ لَریم!)) فرماد دیجیے: آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں اور تم اپنے بیٹوں

❶ - ابنِ عباس، کتاب العقیقہ، رقم: ۴۲۱۹۔ السنن الکبریٰ للسلانی: ۷۶/۳، رقم: ۴۵۴۵۔ تنویر البحر: ۱/۳۳۵، رقم: ۱۰۷۱۔ شرح الموطا للزرقانی: ۱۳۰/۳، نیل الاوطار: ۵/۲۲۷۔ تحفہ الاحودی: ۸۷/۵۔ رحل السلام: ۹۸/۴

❷ - سنن ابی داؤد، کتاب الصاف، رقم الحديث: ۳۷۸۴۔ مشکاف، رقم: ۶۱۶۳۔ امام ترمذی نے اسے حسن عرب کہا ہے۔

❸ - صحیح بخاری۔ کتاب الصاف، رقم الحديث: ۳۵۴۲۔

❹ - صحیح مسلم، کتاب مسائل الصحابة، باب مسائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، رقم: ۲۹۰۴۔

کو بلاؤ۔ "تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی، سیدہ فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا: اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔"

سیدہ خدیجہ فاطمہ کی زندگی کے سنہرے واقعات میں عبدالمالک مجاہد حفظہ اللہ رقمطراز ہیں:

"سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جو رسول اللہ ﷺ کے خاندان کے بارے میں بہت زیادہ غلو سے کام لے رہا تھا اور ان کی تعریف و محبت کے بلند بانگ دعوے کر رہا تھا سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارا ناس ہو ہم سے صرف اللہ کی خاطر محبت کرو اگر ہم اہل بیت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں تو اللہ کے لیے ہم سے محبت کرو اور اگر ہم اس کی نافرمانی کریں تو اللہ ہی کی خاطر ہم سے نفرت کرو۔ اس شخص نے کہا: آپ کو کیا فکر ہے؟ آپ تو اللہ کے رسول کی اولاد اور ان کے خاندان کے لوگ ہیں۔ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: تیرا ناس ہو اگر اللہ کی اطاعت کے بغیر رسول اللہ ﷺ سے رشتہ داری کام دیتی تو ہمارے اجداد کو دیتی اور رسول اللہ ﷺ کے دیگر رشتہ دار جو کفر پر اڑے رہے ان بد نصیبوں کو آپ ﷺ کی قربت کوئی کام دیتی۔ اللہ کی قسم! مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ ہم میں سے نافرمانوں کو اللہ تعالیٰ دگنے عذاب سے دوچار نہ کر دے کہ تم لوگ اولاد رسول ہو کر میرے نافرمان رہے۔ اسی طرح مجھے یہ بھی امید ہے کہ ہم میں سے جو شخص اللہ کی اطاعت کرے گا اسے عام لوگوں سے دوگنا اجر و ثواب دیا جائے گا ہمارے بارے میں اللہ سے ہمیشہ ڈرتے رہو اور ہمارے متعلق حق بات کہو، اسی میں تمہارا بھلا ہے اور اسی طرز سے ہم بھی خوش رہیں گے۔"

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے تھے:

(۱) ہمیشہ سچ بولنا (۲) جنگ میں ثابت قدمی (۳) مسائل کا سوال پورا کرنا (۴) سب لوگوں سے حسن اخلاق سے پیش آنا (۵) لوگوں کے اچھے سلوک کا بہتر بدلہ دینا (۶) لوگوں

سے سلسلہ جاری کرنا (۷) پڑوسی سے حسن سلوک سے پیش آنا (۸) حقوق العباد کا خیال رکھنا (۹) مہمان نوازی (۱۰) شرم و حیا کا پیکر ہونا اور یہ سب سے بڑھ کر ہے۔^①

سورہ حجرات کی آیت نمبر ۹ پر سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اس طرح عمل کر دکھایا مومنوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائی اور رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی کو پورا فرمایا: ﴿وَإِنْ طَائِفَتَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا﴾ (الحجرات: ۹)

”اگر مومنوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے مابین صلح کرادیا کرو۔“

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ((إِنَّ ابْنَ هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ))^②

”میرا یہ بیٹا سردار ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کروائے گا۔“

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما:

پیدائش ۲ ہجری شہادت ۶۱ ہجری

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ))^③

”سیدنا حسن و حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسن بن علی اور سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے متعلق ارشاد فرمایا: ”وہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔“^④

① شعب الایمان، ج ۱: ۱۶۲/۱۰

② صحیح بخاری، ج ۱: ۵۱۵، الصلح، رقم: ۲۷۰۴

③ مسند احمد، ج ۱: ۳۱۳، مسند الشرمذی، کتاب المصاب، رقم: ۳۷۸۱، سلمة

التصحیح، رقم: ۲۷۸۵

④ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم: ۳۷۵۳

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا
 ”جس شخص نے ان (سیدنا حسن و سیدنا حسین علیہما السلام) سے محبت کی تو یقیناً اس نے
 مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض کیا تو یقیناً اس نے مجھ سے
 بغض کیا۔“ ❶

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کعبہ کے سائے تلے بیٹھے ہوئے تھے کہ سیدنا حسین بن
 علی علیہ السلام کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے فرمایا:

”یہ شخص آسمان والوں کے نزدیک زمین والوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔“ ❷

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت (لَقَدْ أَخْبَأْنَا
 وَابْنَاءَ كُذَّٰبٍ) ”ہم اپنے بیٹے بلائیں تم اپنے بیٹے بلاؤ۔“ (آل عمران: ۱۶) نازل ہوئی تو
 رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی، فاطمہ، حسن و حسین علیہم السلام کو بلایا اور فرمایا ((اللہم ھولاء
 اھلی)) ”اے اللہ یہ میرے اہل ہیں۔“ ❸

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدنا جبریل علیہ السلام پیارے رسول اللہ ﷺ کے
 پاس تھے اس وقت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ میرے پاس تھے وہ رونے لگا تو جب میں نے
 انہیں چھوڑ دیا تو وہ نبی کریم ﷺ کے پاس چلے گئے۔ سیدنا جبریل علیہ السلام نے پوچھا اے
 محمد ﷺ آپ اس سے محبت کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جی۔“ اس نے کہا
 آپ کی امت عتقرب اسے قتل کر دے گی۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس سرزمین کی مٹی
 نہ دکھاؤں جہاں یہ قتل کیے جائیں گے؟ چنانچہ اس نے مٹی دکھائی تو وہ اس جگہ کی مٹی تھی جسے
 کر بلا کہا جاتا ہے۔ ❹

❶ مسند احمد: ۲/۴۴۰، رقم: ۹۶۷۳

❷ تاریخ دمشق: ۱۴/۱۸۱

❸ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم: ۲۴۰۴

❹ فضائل الصحابة: ۲/۷۸۲، حدیث نمبر: ۱۳۶۱

اس بات پر گواہ رب اور رسول ﷺ ہیں
ایمان کی ہے دلیل محبت حسین رضی اللہ عنہ کی

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((حُسَيْنٌ مِنِّيْ وَ اَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ اَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ اَحَبَّ حُسَيْنًا،
حُسَيْنٌ بَسِطٌ مِّنَ الْاَسْبَاطِ))^①

”حسن مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے جو
”حسین سے محبت کرتا ہے۔ حسین میری اولاد ہے۔“

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((اَلْحَسَنُ وَ اَلْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ اَبُوهُمَا خَيْرٌ
مِّنْهُمَا))^②

”حسن اور حسین اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور ان کا باپ دونوں
سے بہتر ہیں۔“

ایف دفعہ نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) تشریف لے آئے تو
آپ ﷺ منبر سے اتر گئے اور انہیں پکڑ کر اپنے سامنے لے آئے، پھر آپ ﷺ نے
خطبہ شروع کر دیا۔^③

رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ نماز پڑھ رہے تھے کہ جب آپ سجدے میں گئے تو سیدنا

① - ر. قمری، کتاب المناقب، رقم: ۳۷۷۵۔ مس ابن ماحہ، رقم: ۱۴۴۔ محدث البانی نے اسے
”حسن“ کہا ہے۔

② - المسند للاحکام: ۱۶۷/۳، رقم: ۱۷۷۹۔ حاکم نے اسے ”صحیح“ کہا ہے اور وہابی نے حاکم کی
موافقت کی ہے۔

③ - - البرمادی، رقم: ۳۷۷۴۔ مس ابو داؤد، رقم: ۱۱۰۹۔ سنن السنائی: ۱۰۸/۳، حدیث نمبر:
۱۴۱۴ و ۸۱۲۸۔ صحیح ابن حزمہ: ۱۸۰۱۱۴۵۶۔ صحیح ابن حاکم، موارد الطمان: ۲۲۳۰۔
مسند احمد: ۱۸۹/۱، ۲۸۷/۱۔ تارخ الاسلام للدهی: ۹۷/۱۵۔ ترمذی نے اسے ”حسن
غریب“ بلکہ ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم نے اسے ”صحیح“ کہا ہے اور وہابی نے حاکم کی موافقت کی ہے۔

حسن بن علیؑ آپ ﷺ کے اوپر سوار ہو گئے جب تک وہ اپنی مرضی سے نیچے نہ اترے۔
 سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن صبح کو نبی ﷺ بابر تشریف لائے اور
 آپ کے جسم مبارک یرواح کے کپڑے جیسی دھاریوں والی ایک ادنیٰ چادر تھی تو حسن بن
 علیؑ (رضی اللہ عنہ) تشریف لائے، آپ نے انہیں چادر میں داخل کر لیا۔ پھر حسین (رضی اللہ عنہ) تشریف
 لائے، وہ چادر کے اندر داخل ہو گئے۔ پھر فاطمہ (رضی اللہ عنہا) تشریف لائیں تو انہیں آپ ﷺ نے
 چادر کے اندر داخل کر لیا، پھر علیؑ (رضی اللہ عنہ) تشریف لائے تو انہیں (بہن) آپ نے چادر
 کے اندر داخل کر لیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ
 تَطْهِيرًا﴾ (الاحزاب: ۳۳)

”اے اہل بیت اللہ صرف یہ چاہتا ہے کہ تم سے پلیدی دور کر دے اور تمہیں
 خوب پاک صاف کر دے۔“ ❶

علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

”سیدنا حسین رضی اللہ عنہ صاحب علم و فضل، دین دار، کثرت روزے رکھنے والے،
 نوافل کے شائق اور حج کے دلدادہ تھے۔“ ❷

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا
 ((إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي أَحَدُهُمَا
 أَكْثَرُ مِنَ الْآخِرِ كِتَابُ اللَّهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى
 الْأَرْضِ وَعِثْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي وَلَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَى الْخَوْضِ
 فَأَنْظَرُوا كَيْفَ تَخْلُقُونِي فِيهِمَا)) ❸

❶ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم: ۲۶۲۲/۶۱

❷ الاسعاف، حاشیة الامانة: ۳۷۷/۱

❸ سر نورانی، کتابہ المسند، رقم: ۳۷۸۸۔ محدث انہال نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

”بے شک میں تمہارے درمیان ایسی دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے، اللہ کی کتاب ہے جو ایک رکی ہے آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی ہے اور دوسری میری محترمت یعنی اہل بیت ہیں۔ یہ دونوں جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ وارد ہوں گے میرے ساتھ حوض کوثر پر۔ سو دیکھو! میرے پیچھے ان کے ساتھ کیا کرتے ہو۔“

مشکوٰۃ المصابیح کے راویوں پر بحث کرتے ہوئے شیخ ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب رش ”اکمال فی السماء الرجال“ میں حرف الحاء کے ضمن میں پانچویں نمبر پر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

((هُوَ حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَكُنْيَتُهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ سَبِطُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَرِيحَانَتُهُ وَسَيِّدُ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) •

”حسین سے مراد حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے نواسے اور ان کے پھول اور اہل بیت میں نو جوانوں کے سردار ہیں۔“

اسی فصل میں حاشیہ نمبر ۴ پر ہے:

((قَالَ ابْنُ حَجَرٍ فِي الْخُلَاصَةِ رَوَى عَنْ جَدِّهِ ﷺ ثَمَانِيَةَ أَحَادِيثَ))

”جافہ ابن حجر رحمہ اللہ خلاصہ میں بیان کرتے ہیں کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اپنے نانا سے آٹھو احادیث روایت فرماتے ہیں۔“

اہم بخاری صحیح بخاری میں سیدنا حسین سے یہ بھی حدیث لائے ہیں:

((عَنِ الرَّهْزِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ

① اکمل فی السماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب حررہ فی الدار فی المدینۃ

أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ طَرَفَهُ
وَفَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً فَقَالَ: أَلَا تُصَلِّيَانِ؟ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ
اللَّهِ! أَنْفُسَنَا بِيَدِ اللَّهِ، فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا، فَانْصَرَفَ حِينَ
قُلْنَا ذَلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْنَا شَيْئًا، ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُوَلِّ يَضْرِبُ
فَخِذَهُ وَهُوَ يَقُولُ: وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا)) ۵

”امام زہری روایت کرتے ہیں کہ مجھے علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے اور انہیں (ان کے
باپ) حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے اور انہیں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ایک رات
رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آواز دے کر فرمایا، کیا تم
تہجد کی نماز نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ
میں ہیں وہ جب ہمیں اٹھانا چاہے گا اٹھا دے گا، جب میں نے یہ کہا تو آپ لوٹ
گئے اور کچھ جواب نہ دیا پھر میں نے سنا جب آپ پیٹھ موڑ کر جا رہے تھے اپنی ران
پر ہاتھ مارتے جاتے تھے اور فرما رہے تھے: ((وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ
جَدَلًا)) ”یعنی انسان سب سے زیادہ جھگڑا کرنے والا ہے۔“

ابن عساکر نے تلمیذ بخاری میں روایت کیا ہے کہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما ایک دفعہ کچھ
مساکین کے پاس سے گزرے جو سب زمین پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ سیدنا حسین بن
علی رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو بڑی محبت سے گزارش کی کہ آپ ہمارے ساتھ کھانے میں شرکت
فرمائیں۔ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما اپنی سواری سے نیچے اترے ان کے ہمراہ زمین پر بیٹھے اور
یہ کہتے ہوئے ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں
کرتا۔ ان کے ساتھ کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو نواسہ رسول ﷺ نے ان کے ساتھ اظہار
یک جہتی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”میں تو آپ لوگوں کی دعوت قبول کر چکا ہوں اب آپ لوگ بھی میری دعوت

قبول کریں۔“

بھلا ان کے لیے اس سے بڑھ کر اعزاز و اکرام کی کیا بات ہو سکتی تھی؟ وہ سب یک زبان ہو کر بولے کہ ہم آپ کی دعوت قبول کرتے ہیں۔ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما ان کو ہمراہ لیے ہوئے ہر تشریف لائے اور پھر تاریخ نے آپ رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ اپنے سینے میں محفوظ کر لیے اپنی زنجیر محترمہ سیدہ زبابہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا:

”اپنی جمع شدہ پونجی نکال لاؤ پھر اس مال کو ان مساکین میں تقسیم کر دیا۔“^۱

شہادت حسین رضی اللہ عنہ:

محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے رافضیوں کے رد میں لکھے گئے اپنے رسالہ الرد علی الرافضۃ: ۲۸/۱ میں، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے امت مسلمہ کو اس موقع پر جو صبر کی تلقین اور اس جانکاه حادثہ اور قتل کی اس بدترین سازش کے بارے میں نوہ کرنے کے بارے میں جو صراحت کی ہے اس سلسلہ میں شیخین کا کلام نقل کرتے ہوئے، تحریر فرمایا ہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ حنبلی حرافی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اپنی توفیق سے بہرہ ور فرمائے اس کے بعد امت مسلمہ کو پتا ہونا چاہیے کہ یوم عاشوراء کو امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا جو جانکاه حادثہ پیش آیا درحقیقت یہ اللہ کی طرف سے آپ رضی اللہ عنہ کی تعظیم و تکریم تھا اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے آپ رضی اللہ عنہ کی عزت افزائی فرمائی ہے اور یہ حادثہ آپ رضی اللہ عنہ کے لیے سعادت مندی اور نیک بختی کا پیش فیہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو نوازا ہے مراد یہ کہ یہ شہادت آپ کے لیے رب کریم نے حضور بلندی درجات کا سبب ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اہل بیت کے شایان شان بلند مرتبہ سے نوازا چاہا ہے اسی طرح اس سے یہ بھی پتا چلا کہ جس نے آپ رضی اللہ عنہ پر ظلم و زیادتی کی اللہ تعالیٰ نے اس کو رسوائی اور پسائی کے گڑھے میں دھکیل دیا یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سے جب سوال کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! لوگوں میں سب سے

﴿شَٰهِدًا عَلٰی رُبِّهِ﴾ (۵)

زیادہ آزمائشوں کا شکار کون لوگ ہوا کرتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ انبیاء علیہم السلام آزمائشوں کا نشانہ بنتے ہیں اس کے بعد صالحین اور اللہ والے آزمائے جاتے پھر ان میں سے دین میں افضل سے افضل ترین اپنے مرتبہ اعتبار سے آزمائے جاتے ہیں جو شخص دین میں جتنا پختہ اور پکا ہوتا ہے اتنی ہی اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے اور جتنا ہی اس کے دین میں کمزوری ہوتی ہے اتنی ہی اس کی آزمائش خفیف اور ہلکی ہوتی ہے اور بند و مومن خیم آزمائشوں اور مصیبتوں کا نشانہ بننا ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین پر چلتا ہے اور اس کے: مہ ایک گناہ بھی نہیں ہوتا۔

چنانچہ جب یوم عاشوراء آئے اور اس دن ایک مومن انسان کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کاوشہ کا خیال آجائے تو فوراً (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) پڑھے یہ اس لیے کہ مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ نے اس کے پڑھنے کا حکم دیا ہے تاکہ بند و اللہ کی طرف سے مقرر کردہ اجر و ثواب کا مستحق قرار پائے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

﴿اُولٰٓئِکَ عَلَیْہِمْ صَلَٰوٰتٌ مِّنْ رَّبِّہِمْ وَرَحْمَۃٌۭ وَّ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُہْتَدُوْنَ﴾ (۱۵۷)

(البقرہ: ۱۵۷)

”یہی لوگ ہیں کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے عہد کرنے والوں سے وعدہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿اِنَّمَا یُؤْتِی الضَّٰعِفُوْنَ اٰجَرَہُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ﴾ (الزمر: ۷۰)

”بلاشبہ عہد کرنے والوں کو بغیر حساب کتاب کے پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔“

ابتلاء و آزمائش ہے دو چار شخص کے ذہن میں اگر یہ بات موجود رہے کہ یہ ابتلاء اور آزمائش من جانب اللہ ہے تو اس کے غم و اندوہ دور ہو جائیں گے اور مصائب و آلام کا فوراً ہو جائیں گے، کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاضْبِرْ لِّحُکْمِ رَبِّکَ فَاِنَّکَ بِاَعْیُنِنَا﴾ (الطور: ۴۸)

”تو آپ اپنے رب کے صم کے انتظار میں صبر سے کام لیں بلاشبہ آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔“

قتل مند کے لیے ضروری ہے کہ مصیبت و ابتلاء کے وقت اس بات کو ضرور یاد رکھے کہ اگر اس نے اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی رضا کو اپنے دل میں بٹھالیا تو دنیا کے سارے مصائب و آلام اور ساری صعوبتیں اور مشکلیں خود بخود دور ہوتی چلی جائیں گی اور دنیا کی باتوں سے بات مل جائے گی نیز اللہ تعالیٰ نے اس کے مقدر میں جو مصائب و آلام لکھ دیئے ہیں اس پر اس کو خود بخود صبر آ جائے گا اور اگر اسے کوئی مصیبت بھی آ جائے تو اسے برداشت کرنا اس کے لیے آسان ہو جائے گا۔

ایسا شخص جو ان باتوں کو یاد رکھے گا وہ یوم عاشوراء کو اپنا دن حتی الامکان اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری اور نیل اعمال کی انجام دہی میں گزارے گا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے یوم عاشوراء کے روزے کی ترغیب دی ہے۔ لہذا اس دن کو روزے اور اطاعت کے کاموں میں گزارنا سنت ہے بہر حال جو اپنے اوقات کو مختلف قسم کے نیکی کے کاموں میں گزارے گا، سکتا ہے اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی نیکی پسند آ جائے اور اس کو بھی نیکوکاروں کے زمرے میں شامل کر لیا جائے۔ ❶

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ یوں رقم طراز ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے اس دن (یوم عاشوراء) حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہادت سے سرفراز فرمایا اور ان کے قاتلین کو یا قتل پر مدد کرنے والے اور قتل سے خوش ہونے والے اولوں کو رسوا فرمایا۔ یہ شہادت ان کے خاندان میں کوئی نئی بات نہ تھی، پہلے شہداء ان کے لیے بہترین نمونہ تھے۔ پھر وہ خود اور ان کے بڑے بھائی نوہد ان جنتیوں کے سردار ہیں۔ انہیں اسلام کے عز و شرف میں تربیت کا اعزاز حاصل تھا۔ انہیں ہجرت اور جہاد کا اور اللہ کی راہ میں صبر کا وہ موقع مل سکا تھا جو

❶ مقام اہل بیت و محمد بن عبد الوہاب ص ۲۹۲۔

دیگر اہل بیت کو ملا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے رفع درجات اور عزت و شرف کی تکمیل کے لیے انہیں شہادت کا اعزاز نصیب فرمایا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی شہادت امت کے لیے ایک عظیم صدمہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مصیبت کے وقت مندرجہ ذیل ارشاد کے ذریعہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے

﴿وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلّٰہِ وَ إِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ ۝ اُولَٰئِكَ عَلَیْہِمْ صَلَٰوٰتٌ مِّن رَّبِّہِمْ وَ رَحْمَةٌ ۖ وَ اُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْتَخِرُونَ ۝﴾ (البقرة: ۱۵۵-۱۵۷)

(نبی کریم) صبر کرنے والوں کو خوش خبری دیجیے کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں ”ہم سب اللہ ہی کی ملک ہیں اور اللہ ہی کی طرف جانے والے ہیں۔“ انہی خوش نصیب لوگوں پر اللہ کی خصوصی رحمتیں اور مہربانیاں نازل ہوتی ہیں، دراصل یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔“

تابعی صغیر ابراہیم بن یزید انصاریؒ نے فرمایا:

اگر میں ان لوگوں میں ہوتا جنہوں نے حسین بن علیؑ کو قتل (شہید) کیا تھا، پھر میری مغفرت کر دی جاتی، پھر میں جنت میں داخل ہوتا تو میں نبی ﷺ کے پاس سے گزرنے سے شرم کرتا کہ کہیں آپ میری طرف دیکھ نہ لیں۔“

سیدنا علیؑ سے روایت ہے:

”ایک دن میں نبی ﷺ کے پاس گیا تو (دیکھا) کہ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہیں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا کسی نے آپ کو ناراض کر دیا ہے؟ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو کیوں بہہ رہے ہیں؟ آپ ﷺ

① مجمع مع الصاوی لاس ترمیہ ۵۱۱/۴

② المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۱۲/۳، رقم: ۲۸۲۹

نے ارشاد فرمایا: بلکہ میرے پاس سے ابھی جبریل (علیہ السلام) اٹھ کر گئے ہیں، انہوں نے مجھے بتایا کہ حسین کو فرات کے کنارے قتل (شہید) کیا جائے گا۔ ❶

ام سلمہ بنت ابی ہاشم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حسین بن علی (رضی اللہ عنہ) موجود تھے اور آپ ﷺ سے یہ کہہ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے جبریل (علیہ السلام) نے بتایا کہ میری امت اتنا میرے بعد قتل کرے گی۔ ❷

سیدنا حسین بن علی (رضی اللہ عنہ) کی شہادت کی خبر عراق سے آئی تو سیدہ ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا۔ عراقیوں پر لعنت ہو، عراقیوں نے آپ کو قتل کیا ہے، اللہ ان (عراقیوں) کو قتل کرے۔ انہوں نے آپ سے دھوکا کیا اور آپ کو ذلیل کیا، اللہ انہیں ذلیل کرے۔ ❸

شہر بن حوشب سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کی زوجہ ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس موجود تھا۔ میں نے (سیدنا) حسین (رضی اللہ عنہ) کی شہادت کی خبر سنی تو ام سلمہ کو بتایا۔ (کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں) انہوں نے فرمایا ان لوگوں نے یہ کام کر دیا ہے، اللہ ان کے گھروں یا قبروں کو آگ سے بھر دے اور وہ (ظلم کی شدت سے) بے ہوش ہو گئیں۔ ❹

سید داؤد قرطبی رحمہ اللہ اپنی کتاب اسوۃ حسین رضی اللہ عنہ ص ۲۸ تا ۳۰ میں رقمطراز ہیں

میدان کربلا میں صبر و استقامت:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی زندگی کو دیکھو کہ کس طرح انہوں نے سخت سے سخت مصائب کے وقت صبر و استقامت، توکل اور رجوع و انابت الی اللہ کا اسوۂ حسنہ پیش کیا۔

❶ مسند احمد: ۸/۱، رقم: ۶۴۸۔ سنن المقصود فی تحقیق سنی ابی داؤد: ۲۲۷۔ احمد شاہ کریم نے اسے "حسن" قرار دیا ہے۔

❷ مسند احمد: ۸/۱، رقم: ۶۴۸۔ سنن المقصود فی تحقیق سنی ابی داؤد: ۲۲۷۔ احمد شاہ کریم نے اسے "حسن" قرار دیا ہے۔

❸ مسند احمد: ۸/۱، رقم: ۶۴۸۔ سنن المقصود فی تحقیق سنی ابی داؤد: ۲۲۷۔ احمد شاہ کریم نے اسے "حسن" قرار دیا ہے۔

❹ مسند احمد: ۸/۱، رقم: ۶۴۸۔ سنن المقصود فی تحقیق سنی ابی داؤد: ۲۲۷۔ احمد شاہ کریم نے اسے "حسن" قرار دیا ہے۔

پہلا واقعہ:

سب سے پہلے سفر عراق میں جاتے ہوئے جب آپ "زرود" مقام پر پہنچے اور آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بھائی مسلم بن عقیل کے متعلق اطلاع ملی کہ عبید اللہ بن زیاد گورنر کوفہ نے اسے قتل کر دیا ہے، تو کیا آپ نے جزع و فزع کا اظہار کیا؟ نہیں بلکہ آپ نے سنا تو بار بار یہی پڑھتے رہے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اور یہی قرآن کریم نے اہل صبر کی تعریف میں فرمایا ہے۔

﴿وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَ إِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ﴾ (البقرہ: ۱۵۵-۱۵۶)

"صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو یہ لوگ ہیں جب ان کو مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کے ہیں اور ہم اتنی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔"

دوسرا واقعہ:

جس وقت ابن زیاد کی بھیجی ہوئی فوجوں نے جو ہزار ہا کی تعداد میں تھیں، آپ رضی اللہ عنہ پر اور آپ کے رفقاء پر حملہ کے لیے اقدام کیا، اس وقت حضرت امام کے رفقاء کی تعداد کل ۷۰ تھی اور دوسری طرف ہزاروں کی تعداد میں دشمن تھا۔ موت سامنے نظر آ رہی تھی۔ لیکن اس وقت بھی آپ نے صبر و تکلّف اور اعتماد علی اللہ کا کیسا ثبوت پیش کیا؟ اس وقت کی دمایہ تھی۔

"الہی ہر مصیبت میں تو ہی میرا لگاؤ و ماویٰ ہے۔ ہر تکلیف میں تجھی پر اعتماد و توکل ہے۔ کتنی مصیبتیں پڑیں کہ تدبیر نے جواب دے دیا۔ دوست نے بے وفائی کی۔ دشمن نے خوشیاں منائیں۔ مگر میں نے تجھ ہی سے التجا کی اور تو نے ہی میری دشمنی کی۔ آج بھی تجھی سے التجا کی جاتی ہے تو ہی احسان والا اور ہر نعمت کا مالک ہے۔"

تیسرا واقعہ:

جب جنگ کا باقاعدہ آغاز ہوتا ہے تو حضرت حسین اس سے چند منٹ ذخیرہ اپنے خیمہ میں تشریف لاتے ہیں۔ آخرت زینب رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہیں سب اہل بیت و صحابہؓ آؤ۔ سب

حاضر ہوتے ہیں تو آپ ان سب کو مخاطب کر کے یہ وصیت فرماتے ہیں:

((أَوْصِيْتُكُمْ إِذَا قُتِلْتُ فَلَا تَشْفُقَنَّ عَلَيَّ حَيًّا وَلَا تَلْطَمُنَّ عَلَيَّ خَدًّا وَلَا تَخْدُشُنَّ عَلَيَّ وَجْهًا))

”تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ میں جس وقت دشمن کے ہاتھوں قتل ہو جاؤں تو میرے ماتم میں نہ گریبان چاک کرنا، نہ اپنے رخساروں پر ٹھاسنے مارنا، نہ اپنے منہ کو دھکی کرنا۔“

پوتھا واقعہ:

جس وقت حضرت حسین میدان کربلا میں قاسم بن حسن کی لاش کو اٹھا کر اپنے خیمہ کے سامنے لائے اور علی اکبر کی لاش کے پہلو میں لٹا دیا تو اہل بیت کے رونے کی آوازیں آپ کو سنائی دیں، آپ نے اس وقت بھی یہی ارشاد فرمایا:

((صَبْرًا يَا أَهْلَ بَيْتِي، صَبْرًا يَا ابْنَ أُمِّ مَيِّمِي، لَا رَأَيْتُمْ هَؤُلَاءَ بَعْدَ ذَلِكَ))

”اے اہل بیت مہر کرو، اے چچاؤں کی اولاد صبر کرو، اس کے بعد تمہیں کوئی اُلت اور تکلیف آنے والی نہیں۔“

یا نچوال واقعہ:

جس وقت حضرت حسن کے صاحبزادے حضرت عبداللہ نے اپنے چچا امام حسین پر تلوار کے وار کو روکا تو ان کا داہنا ہاتھ شانہ سے کٹ کر جدا ہو گیا، تو حضرت امام نے اپنے خاندان کے اس نوجوان کو اپنی چھاتی سے لگایا اور فرمایا:

((إِمْسِرْ عَلَيَّ مَا نَزَلَ بِكَ وَاحْتَسِبْ فِي ذَلِكَ الْحَيْرَ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُلْحِقُكَ بِأَبَائِكَ الصَّالِحِينَ))

”بھتیجے! جو مصیبت اس وقت تم پر آئی ہے، اس پر صبر کرو اور اس پر اللہ سے ثواب کے امیدوار رہو، اب بہت جلد اللہ تم کو تیرے صالح باپ دادوں سے

ملادے گا۔“

چھٹا واقعہ:

میدانِ کربلا کے سارے واقعات کو لکھنا اور ان میں حضرت حسین کا اسوۂ حسنہ دیکھنا تو زیادہ تفصیل کا طالب ہے۔ اب آخر میں آپ خود حضرت امام کے واقعہ شہادت کو دیکھیے کہ جب آپ کا جسم زخموں سے چور ہو گیا اور آپ لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑے تو اس وقت بھی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی گود میں پردریش پانے والے، رسول اللہ ﷺ کے کندھے پر سواری کرنے والے، نوجوانانِ جنت کے سردار حسین بن فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کے منہ سے اگر کچھ کلمات نکلے تو یہی نکلے:

((صَبْرًا عَلَى قَضَائِكَ يَا رَبِّ لَا إِلَهَ سِوَاكَ))

”تیرے فیصلہ پر صابر اور راضی ہوں۔ اے میرے رب! تیرے سوا میرا کوئی معبود نہیں۔“

قرآن کے درق کی طرح ہے بے مثال
صورتِ حسین رضی اللہ عنہ کی ہو کہ سیرتِ حسین کی
اس شاہانِ فقر پر تو نچھاور ہیں تخت و تاج
ہے آج تک دلوں پہ حکومتِ حسین کی
شاعر بھی کیا کہے کوئی واعظ بھی کیا بتائے
دوٹن نبی سے پوچھیے عظمتِ حسین کی
ایمان اور یقین کی دولت کے باوجود
ہر دور میں رہی ہے ضرورتِ حسین کی

(ماہر القادری)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کا سیدنا حسین رضی اللہ

کو کوفہ جانے سے روکنا

۱۔ سیدنا عبداللہ بن عباس ہاشمی قریشی رضی اللہ عنہما:

جب پتا چلا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کوفہ جانے والے ہیں تو آئے اور فرمایا:

”اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہو کہ لوگ مجھے اور آپ کو برا کہیں گے تو میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنے ہاتھوں میں آپ کے سر کے بال پکڑ لوں اور اس وقت تک نہ چھوڑوں جب تک آپ اپنا پروگرام ملتوی نہ کر دیں۔“ ۱

۲۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما:

عاصم بن شریک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر مکہ میں تھے جب انہیں معلوم ہوا کہ امام حسین عراق کی طرف روانہ ہو چکے ہیں تو آپ نے تین راتوں کی مسافت طے کر کے آپ کو راستہ میں جالیا اور پوچھا: ”کہاں جا رہے ہو؟“ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”عراق جا رہا ہوں اور آپ نے ان کو عراقیوں کے بھیجے ہوئے خطوط دکھا کر فرمایا کہ یہ ہیں ان کے خطوط اور ان کی بیعت!“ اور ان خطوط میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی حمایت کا اعلان تھا (آہ! ظالموں نے آپ کو کس طرح دھوکا دیا!)۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”آپ ان کے پاس نہ جائیں۔“

لیکن امام حسین رضی اللہ عنہ نے وہاں جانے پر اصرار کیا (اور اپنی رائے نہ بدلی)۔

چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

”میں آپ کو ایک حدیث سنانا چاہتا ہوں کہ: جبرائیل علیہ السلام سید الانبیاء محمد

کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو دنیا و آخرت میں سے ایک چیز پسند کرنے کا اختیار دیا، تو آپ ﷺ نے آخرت کو پسند کیا اور دنیا سے سارہ لٹھی اختیار کی۔

آپ بھی ان کا ٹکڑا ہیں اور اللہ کی قسم! آپ میں سے کوئی شخص بھی سلطنت کو ہاتھ میں نہیں لے سکے گا اور اللہ نے محض اس لیے آپ کو دنیا سے دور رکھا ہے کہ وہ آپ کو اس سے بہتر چیز (یعنی آخرت کا گھر) دکھا فرمانے والا ہے۔“

لیکن آپ نے واپس لوٹنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آپ سے گھٹے لگ کر رونے لگے اور فرمایا:

”میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ ایک مقتول ہونے والے کی صورت میں۔“ ۱۰

۳۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما:

آپ نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ کیا اس قوم کی طرف جا رہے ہو جس نے آپ کے باپ کو قتل کیا اور آپ کے بھائی کو نیزہ مارا، حسین! ان کے پاس نہ جاؤ! ۱۱ لیکن سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے جانے پر اصرار کیا۔

۴۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ:

آپ نے فرمایا: اے ابو عبداللہ! میں آپ کو نصیحت کرنے والا ہوں اور مجھے آپ سے بڑی شفقت ہے، مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ کے ساتھ کوئی شیعوں نے خط و کتابت کی ہے اور وہ آپ کو ادھر اپنے پاس آنے کی دعوت دے رہے ہیں، لیکن آپ ان کی طرف نہ جائیں کیونکہ میں نے کوفہ میں آپ کے والد گرامی کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ:

”اللہ کی قسم! میں ان سے اکتا گیا ہوں اور مجھے ان سے نفرت ہو گئی ہے

۱۱۔ السیاسة والہدایہ: ۱/۲۸۔

۱۲۔ السیاسة والہدایہ: ۱/۳۳۔

اور یہ بھی مجھ سے اکتا گئے ہیں اور مجھ سے نفرت کرنے لگے ہیں اور ان میں وفا کی کبھی نہ ہوگی اور جس کسی نے ان کے ذریعے کامیابی کی منزل حاصل کر لی، اسے تیر نیم کس کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا، اللہ کی قسم! نہ تو ان کی نیشیں (سج) ہیں اور نہ کسی مسئلہ پر فیصلہ کن عزم ہے اور نہ ہی یہ تلوار پر صبر کر سکتے ہیں۔“

۵۔ مشہور شاعر فرزدق:

سیدنا حسینؑ کو فد کی راہ میں آلِ رسول کے مداح شاعر فرزدق سے ملے اور اس سے پوچھا ”کہاں سے آرہے ہو؟“
اس نے کہا ”عراق سے۔“
آپ نے پوچھا ”عراقیوں کا کیا حال ہے؟“
اس نے جواب دیا: ”ان کے دل آپ کے ساتھ ہیں اور ان کی تلواres بنو امیہ کے ساتھ ہیں۔“

تو آپ نے فرمایا: ((وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُّ)) ”اللہ ہی سے مدد مطلوب ہے۔“ اور اپنا ارادہ ملتوی نہ کیا۔ ابھی آپ راستے میں ہی تھے کہ آپ کو عمر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے قاعد کے ذریعے سم بن عقیل کے قتل کی خبر مل گئی، تو آپ نے واپس لوٹنے کا ارادہ کیا۔ اس سلسلے میں مسلم بن عقیل بن ابوطالب کے بیٹوں سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا:
”اللہ کی قسم! ہم اپنے باپ کے قاتلوں سے انتقام لیے بغیر نہ لوٹیں گے۔“

تو آپ نے ان کی رائے کا احترام کیا۔ جب عبید اللہ بن زیاد کو حضرت حسینؑ کی نکلنے کی اطلاع ملی تو اس نے حرب بن یزید تبی کو ایک ہزار (۱۰۰۰) سپاہیوں کا دستہ دے کر بھیجا کہ وہ راستے میں سیدنا حسینؑ سے ملے۔ چنانچہ وہ قادسیہ کے قریب آپ سے ملا اور آپ سے پوچھا اے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کے تخت جگر! کہاں جا رہے ہو؟

آپ نے فرمایا: ”عراق کی طرف۔“

اس نے کہا: ”میں آپ کو حکم دیتا ہوں کہ آپ لوٹ جائیں اور اللہ تعالیٰ مجھے آپ کے متعلق کسی آزمائش میں نہ ڈالے۔ آپ جہاں سے آئے ہیں وہاں لوٹ جائیں یا شام چلے جائیں جہاں یزید بن معاویہ ہے لیکن کوفہ نہ جائیں۔ لیکن حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اس کا حکم ماننے سے انکار کر دیا اور آپ نے عراق کی طرف چلنا شروع کر دیا جبکہ ۷۰ یزید آپ کے سامنے آتا اور آپ کو منع کرتا رہا، آخر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: ((إِنْعَضْ عَيْنِي، نِكَلْتِكَ أُمْلًا)) ”مجھ سے دور ہو جا، تیری ماں تجھے گم پائے۔“

حر بن یزید رضی اللہ عنہ نے کہا: ”اللہ کی قسم اگر آپ کے علاوہ کوئی اور حرب مجھے یہ بات کہتے تو میں اس سے اور اس کی ماں سے قصاص لیتا، لیکن میں کیا کہوں؟ کیونکہ آپ کی ماں، پوری دنیا کی عورتوں کی سردار ہے۔“

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما، سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما، سیدنا محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما، نے بھی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ جانے سے روکا۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے والد گرامی امام باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

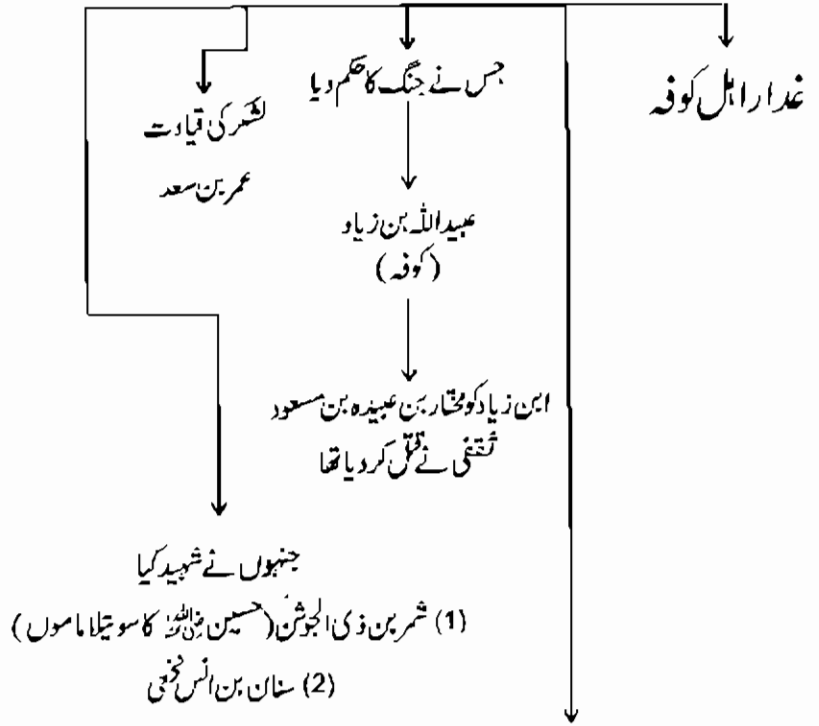
((هُمْ شِيعَتُكَ فَمَسَلِمٌ وَلِذَلِكَ مِنْهُمْ أَنْ يَقْتُلُوهُمْ))

”اے علی! اپنی اولاد کو اپنے شیعوں سے بچانا کہ وہ انہیں قتل کر دیں گے۔“

طبری نے امام زہری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کو دنیا ہی میں سزا ملی گئی، کوئی قتل کیا گیا، کسی کا چہرہ کالا سیاہ ہو گیا یا مسخ ہو گیا۔

① الکافی: ۲۶۰/۸، مطبوعہ تہران.

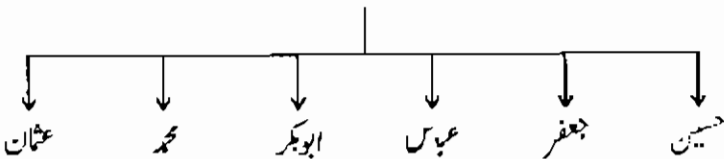
② تاریخ طبری: ۵۸۲-۵۷۵.



شمر کی پھوپھی ام البنین بنت حرام سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں اور ان کے بطن سے عباس، جعفر، عبد اللہ اور عثمان پیدا ہوئے۔

حر بن یزید تمیمی نے ابن زید کے حکم پر قادیسیہ کے مقام پر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ جانے سے روکا اور پوچھا اگر آپ واپس چلے جائیں یا شام یزید کے پاس چلے جاؤ اور بعد میں حر بن یزید سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل گیا تھا۔

سانحہ کربلا میں شہید ہونے والوں کے اسمائے گرامی



اولادِ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ

سیدنا عبداللہ

سیدنا علی اکبر

اولادِ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن مسلم

مسلم

ابوبکر

عبدالرحمن

قاسم

عبداللہ

شہادت کے روز دسویں محرم کا مشہور خطبہ:

”افسوس ہو تم پر اے اہل کوفہ! کیا تم بھول گئے اپنے خطوں کو اور وہ وعدے جو تم نے کیے تھے اور خدا تعالیٰ کو ان پر گواہ ٹھہرایا تھا۔ افسوس ہو! تم نے لکھا تھا کہ اہل بیت آئیں ہم ان کی مدد اور چردی میں جانیں تک فدا کر دیں گے۔ پھر جب ہم آئے تو پھر ہم کو ابن زیاد کے حوالے کر رہے ہو اور ان پر دریائے فرات کا پانی بند کرتے ہو واقعی تم اپنے نبی ﷺ کے برے اخلاف ہو کہ ان کی اولاد کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہو، خدا تعالیٰ تم کو قیامت کے دن سیراب نہ کرے یعنی پانی نہ دے۔“^①

یہاں تک کہ کچھ سو خطوط حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور متعدد قاصد حضرت کے پاس جمع ہو گئے اور آخر تک بارہ ہزار خطوط کوفہ سے یہاں پہنچے ان خطوط کے جواب میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو جواب لکھا میں تمہارے پاس مسلم بن عقیل کو بھیجتا ہوں۔ اگر مسلم مجھے لکھیں تو میں بہت جلد تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے چچا

① دمع عظیم بحوالہ ناسخ التواریخ، ص: ۳۳۵

زاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل کو نہ پہنچے تو اختارہ ہزار کوئی شیعوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر اچانک دوسرے روز ہزاروں آدمیوں نے منہ پھیر لیا اور شام تک صرف تیس اور پھر دس آدمی آپ کے ساتھ رو گئے۔^①

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے جب ہمشیرہ زہنب کو پریشان حال دیکھا تو ارشاد فرمایا: ”اے بہن! میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں میری جدائی پر صبر کرنا، ہرگز نہ رونا پیٹنا، نہ بال نوچنا نہ گریبان چاک کرنا، تم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بنی ہو جیسے انہوں نے پیغمبر ﷺ کی وفات پر صبر کیا تھا تم میری شہادت پر صبر کرنا۔“^②

سیدنا غمزدہ بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ جب عبید اللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر کاٹ کر مسجد میں ترتیب سے رکھے گئے تو میں بھی وہاں گیا تو وہاں موجود لوگ شور مچا رہے تھے وہ آگیا وہ آگیا کہ ایک سانپ آیا جو سروں کے درمیان سے گزر کر عبید اللہ بن زیاد کے نقتوں میں داخل ہوا اور تھوڑی دیر بعد نکل کر غائب ہو گیا۔ اچانک لوگوں نے پھر کہا کہ وہ آگیا وہ آگیا۔ اس طرح سے سانپ نے دو یا تین مرتبہ ایسا کیا۔^③

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے ابن زیاد سے کہا کہ مجھے واپس جانے دیا محاذ پر جانے دیا یزید کے پاس جانے دو۔^④

ہلال بن اساف (تھہ تابعی) سے روایت ہے کہ (سیدنا) حسین (رضی اللہ عنہ) شام کی طرف یزید (بن معاویہ بن ابی سفیان) کی طرف جا رہے تھے، کربلا کے مقام پر انہیں عمر بن سعد، شمر بن ذی الجوشن اور حصین بن نمیر وغیرہم کے لشکر ملے۔ (امام) حسین نے فرمایا: مجھے یزید کے پاس جانے دو تاکہ میں اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دوں (بیعت کر لوں)۔ انہوں نے

① حلاء العروہ، ج ۱۲، ص: ۸۴۳، ۸۴۴

② حلاء العروہ، ص: ۳۸۲، مترجم

③ حلیہ سمدی، کتاب العساک، باب مناقب الحسن و الحسین، ص: ۳۷۸۔ امام ترمذی نے اسے ”حسن صحیح“ اور محدث الہائی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

④ مستوفی الاموال، ص: ۳۹۸، علامہ قمی

کہا نہیں، ابن زیاد کے فیصلے پر اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو۔^①

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو جب شہید کیا گیا تو آپ کا سر مبارک عبید اللہ بن زیاد (ابن مرجانہ، عالم مغویں) کے سامنے لایا گیا تو وہ ہاتھ کی چھڑی کے ساتھ آپ کے سر کو کریدنے لگا۔ یہ دیکھ کر سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حسین (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔^②

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی (عراقی) نے پھھر (یا مکھی) کے (حالت اِرام میں) خون کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: اسے دیکھو، یہ (عراقی) پھھر کے خون کے بارے میں پوچھ رہا ہے اور انہوں نے نبی ﷺ کے بیٹے (نواسے) کو قتل (شہید) کیا ہے۔^③ سعد بن عبیدہ (اُتھ تابعی) بیان کرتے ہیں کہ میں نے (سیدنا) حسین (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا، آپ ایک کپڑے (برود) کا جب (چوڑے) پہنے ہوتے تھے۔ عمرو بن خالد الطہوی نامی ایک شخص نے آپ کو تیر مارا جو آپ کے چوڑے سے لٹک رہا تھا۔^④

۶۔ سیدہ امامہ بنتی النخعا بنت زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ:

سیدنا ابوقادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نماز کی جماعت کرا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے سیدہ امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا کو اپنے کندھے پر اٹھایا ہوا تھا۔ رکوع و سجود میں جاتے وقت اسے فرش پر بٹھا دیتے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تو اسے دوبارہ اٹھا لیتے تھے۔^⑤

جیشہ کے بادشاہ نجاشی رضی اللہ عنہ نے ایک انتہائی قیمتی انگوٹھی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں

① کتاب حمل من اسباب الاشراف للبلادری، ۱/۳۴۹، ۲/۱۳۴.

② صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم: ۳۷۴۸.

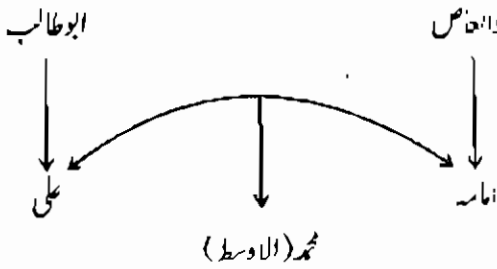
③ صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ۵۹۹۹.

④ تاریخ دمشق لاس عساکر، ۱۴/۲۱۴.

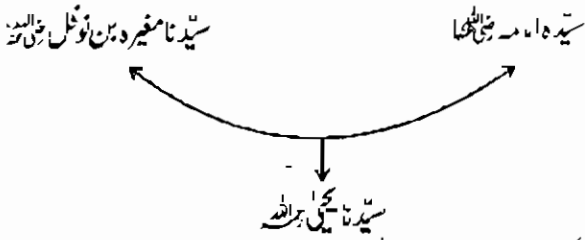
⑤ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم الحديث: ۵۴۳.

بھیجی جس میں بہت قیمتی تحفہ تھا۔ آپ ﷺ نے سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان کے ہاتھ میں وہ انگوٹھی پہنا دی۔ ❶

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس عقیق کا قیمتی ہار تھے میں پہنچا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے اہل بیت میں سے مجھے جو سب سے زیادہ محبوب ہے یہ ہار میں اسے دوں گا۔ عورتوں نے کہہ دیا یہ ہار بھی ابو قحافہ کی بیٹی لے جائے گی لیکن رسول اللہ ﷺ نے سیدہ امامہ بنت زب رضی اللہ عنہا کو بلایا اور وہ ہار ان کے گلے میں ڈال دیا۔ ❷



سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کی دوسری شادی سیدنا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا مغیرہ بن نوفل رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کو ان سے بھی ایک بیٹا بھیج دیا فرمایا اور یہیں سے آپ رضی اللہ عنہا ام یحییٰ کی کنیت سے مشہور ہوئیں۔



۷۔ سیدہ ام کلثوم بنت فاطمہ علی رضی اللہ عنہا:

سیدہ ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب البہاشمیہ القرشیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ یہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بچوں سیدنا حسن، حسین اور زینب رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن ہے، ان کی والدہ کا نام

❶ الإصباح لاس صحیحہ: ۲۵/۸

❷ الإصباح لاس صحیحہ: ۲۵/۸

سیدۃ نساء اہل البیت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں۔ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا نے مہد نبوت کے آخری دنوں میں جنم لیا۔ ان کی مدینہ منورہ میں اپنے نانا جان حبیب کبریاء سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی زندگی میں ولادت باسعادت ہوئی۔ اس نومولود کی آمد سے خانہ نبوی کے ہر فرد نے خوشی کا اظہار کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام اس کی خالہ کے نام پر ام کلثوم رضی اللہ عنہا رکھا۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے اپنے نانا جان رسول کریم ﷺ کو دیکھنے کی سعادت حاصل کی لیکن بچپن کی وجہ سے آپ سے کوئی حدیث بیان نہیں کی، چونکہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا اس وقت ان کی عمر صرف پانچ برس تھی۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو خواتین اہل بیت میں بڑا اہم مقام و مرتبہ حاصل تھا۔ اس خاندان سے اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی آلودگی کو دور کر دیا تھا اور اسے اچھی طرح پاک کر دیا تھا۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے خصوصی دعا فرمائی: ”اے اللہ! میں اس (فاطمہ) اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔“^①

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب بے شمار خوبیوں کی سگم، قابل ستائش اور معزز خاندان کی چشم و چراغ سیدہ ام کلثوم کے بارے میں سوچا تو وہ اس سلسلے میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے نہایت عمدہ انداز میں رسول اللہ ﷺ کے خاندان کے ساتھ تعلق قائم کرنے کی خواہش کا اظہار کیا کیونکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان عالی شان سنا تھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((كُلُّ مَنْبَبٍ وَ نَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا سَبَبِي وَ نَسَبِي))^②

”قیامت کے دن ہر سب اور نسب منقطع ہو جائے گا سوائے میرے سب اور

نسب کے۔“

① صحیح ابن حبان، رقم: ۶۹۴۴، طبرانی کبیر، رقم الحديث: ۱۰۲۱۔ مسند احمد، ج ۱، رقم: ۱۳۵۲۔

② مستدرک حاکم، ۱/۴۶۲۔ حاکم نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا رشتہ مانگا تو انہوں نے عارضہ پیش کیا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ کے خاندان سے اپنا نسب تعلق قائم کرنا چاہتا ہوں، میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں میں ہر طرح سے خیال رکھوں گا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے شادی کرنے کی ہاں کر دی اور اس کے بعد شادی کا اہتمام کیا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے مطالبے کے برآئے پر خوشی کا اظہار کیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حق میں برکت کی دعا کی۔

ایک دن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرام کے پاس تشریف لائے اور ان کی طرف متوجہ ہو کر مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے جماعت مہاجرین اور میرے مخلص ساتھیو! مجھے مبارک باد دو۔ سب نے کہا: اے امیر المومنین! کس بات کی؟ فرمایا: میں نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی ہے جو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہیں۔ ❶

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے فرمایا: مجھے نبی کریم ﷺ کی صحبت میں عرصہ دراز سے رہنے کا اعزاز حاصل ہے لیکن میری دلی خواہش تھی کہ میرا آپ کے ساتھ خاندانی تعلق و رشتہ قائم ہو جائے، لہذا اس رشتے سے میری یہ دلی خواہش بھی پوری ہو گئی۔



فصل نمبر ۶:

حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد و احفاد

سیدنا علی بن حسین زین العابدین رضی اللہ عنہ:

نام علی بن حسین کنیت ابو محمد اور لقب زین العابدین سجاد ہے۔
تاریخ پیدائش: بروز ہفتہ مدینہ منورہ ۱۵ جمادی اولیٰ ۳۸ ہجری۔
تاریخ وفات: ۲۱ محرم ۹۴ ہجری، دفن جنت البقیع۔
والدہ کا نام سلامہ یا غزلہ ہے اور شہر بانو کے نام سے مشہور ہوئیں۔
امام یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((هُوَ أَفْضَلُ هَاشِمِيٍّ رَأَيْتُهُ فِي الْمَدِينَةِ يَقُولُ يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ
أَحِبُّونَا حُبَّ الْإِسْلَامِ وَلَا تُحِبُّونَا حُبَّ الْأَصْنَامِ فَمَا بَرَحْنَا
حَكِيمٌ حَتَّى صَارَ عَارًا عَلَيْنَا)) ❶

”آپ ہاشمی خاندان کے ممتاز چشم و چراغ ہیں۔ میں نے انہیں مدینہ میں دیکھا،
آپ فرما رہے تھے اے اہل عراق تم ہم سے اسلام کی تعلیمات کے تحت محبت رکھو
اصنام کی طرح پرستش سے باز رہو۔ تمہاری محبت ہم پر بدنمادار بن گئی ہے۔“

امام احمد بن محمد رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

((كَانَ ثِقَةً مَأْمُونًا كَثِيرَ الْحَدِيثِ عَائِيًا رَفِيعًا وَرَعًا)) ❷

”آپ ثقہ معتمد اور کثیر الحدیث تھے اور بڑے نفیس متقی اور عالی مرتبہ انسان تھے۔“

امام محمد بن شہاب زہری رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

((لَمْ أَرَهَا هَاشِمِيًّا أَفْضَلَ مِنْ عَلِيٍّ بْنِ الْحُسَيْنِ)) ❸

❶ طہارۃ: ۲۱۴/۵۔ تہذیب الکمال: ۱/۵۔ ۲۲۷/۵ ص: ۲۲۷

❷ صفة الصفوة: ۹۹/۲

”میں نے سیدنا علی بن حسین سے افضل کسی ہاشمی کو نہ پایا۔“

علامہ ابن تیمیہ رشتہ زین العابدین کے بارے میں رقمطراز ہیں:

”سیدنا علی بن حسین رضی اللہ عنہما کبار تابعین میں سے تھے، اور علم اور دین کے لحاظ سے

انہ میں شمار ہوتے تھے۔“ ❶

امام زہری رشتہ فرماتے ہیں

”سیدنا علی بن حسین رضی اللہ عنہما تمام اہل بیت میں نیکی اور فضیلت کے لحاظ سے اعلیٰ

ترین لوگوں میں سے تھے۔ مروان بن حکم اور عبد الملک بن مروان ان سے بہت

زیادہ محبت رکھتے تھے۔“ ❷

رجال الکشي میں شیعہ کے ایک بڑے عالم ابو عمرو ”محمد بن عمر الکشي“ نے امام زین

العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما کا فرمان نقل کیا ہے کہ سیدنا زین العابدین سیدنا علی بن حسین بن

علی رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا:

”یہود نے سیدنا عزیر علیہ السلام سے محبت کا دعویٰ کیا اور ان کے بارے میں ان کو جو

کچھ کہنا تھا انہوں نے کہا (یعنی اللہ کا بیٹا بنا دیا) تو نہ عزیر علیہ السلام ان سے ہیں اور نہ

نہ ہی ان لوگوں کا سیدنا عزیر علیہ السلام سے کوئی تعلق ہے یعنی سیدنا عزیر علیہ السلام ان کی

تلو بازی سے بری الذمہ ہیں، اور نصاریٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے محبت کا دعویٰ

کیا حتیٰ کہ انہوں نے ان کے بارے میں غلو بازی سے کام لیا اور ان کے

بارے میں جو کہا تھا وہ کہا تو نہ ہی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا ان سے کوئی رشتہ ہے اور نہ

ہی ان لوگوں کا ان سے کوئی تعلق ہے اور ہم لوگ بھی ان کے نقش قدم پر قائم

ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے پیروکار اور ماننے والے بھی ہم سے محبت کا دعویٰ

کریں گے اس کے بعد وہ غلو بازی کا شکار ہو جائیں گے اور ہمارے بارے میں

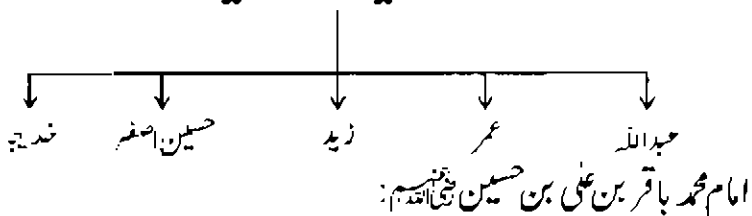
دینی کہیں گے جو یہودیوں نے سیدنا عزیر کے بارے میں کہا تھا اور نصاریٰ نے

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کے بارے میں بطور غلو کہا تھا اس لیے ہم اذانِ اکر کے صاف طور پر کہہ رہے ہیں کہ ہمیں ان سے کوئی سروکار نہیں کیونکہ نہ تو وہ ہم سے ہیں اور نہ ہم ان سے ہیں۔“ ❶

علامہ ابن سعد برائے امام زین العابدین برائے کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں
 ”سیدنا علی بن حسین برائے معتبر ثقہ بلند مرتبہ عظیم الشان اور پرہیزگار شخصیت تھے
 ان سے بہت زیادہ احادیث مروی ہیں۔“ ❷
 حافظ ابن حجر برائے ارشاد فرماتے ہیں:

”یہ انتہائی معتبر ثقہ عبادت گزار علم و فقہ کی حامل مشہور شخصیت تھے۔“ ❸

علی زین العابدین



لقب باقر، کنیت ابو جعفر۔

پیدائش پہلی رجب ۵۷، ہجری مدینہ منورہ شہادت ۷ ذی الحج ۱۱۳ ہجری۔

امام باقر برائے تین سال کے تھے جب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔

امام ذہبی برائے رقمطراز ہیں:

((كَانَ أَحَدُ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ وَالسُّودِ وَالشَّرَفِ وَ
 الْحَقِّقَةِ وَآرَازَانَةِ وَكَانَ أَهْلًا لِلْخِلَافَةِ وَلَقَدْ كَانَ إِمَامًا مُجْتَهِدًا
 تَالِيًا لِكِتَابِ اللَّهِ)) ❹

❶ الطغفات لابن سعد: ۵/۲۲۶

❷ رجال الکشی، ص: ۱۱۱

❸ سیر اعلام النبلاء: ۴/۴۰۳

❹ تقریب النہایب، ص: ۶۹۳

”آپ ان ہستیوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے علم و عمل سیادت و شرافت ثقافت اور رزانت کو جمع کیا ہوا تھا اور آپ خلافت کے اہل تھے آپ عظیم امام مجتہد اور کتاب اللہ کی تلاوت کرنے والے تھے۔“

امام محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

((كَانَ ثَقَفًا كَثِيرًا الْحَدِيثِ)) ۵

”آپ ثقہ اور کثیر الحدیث بزرگ تھے۔“

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

”ابو جعفر محمد بن علی انتہائی دین دار اور بہترین عالم تھے کہا گیا ہے کہ انہیں باقر اس لیے کہا جاتا تھا کہ انہوں نے علم کی خوب تحقیق کی اس بنا پر نہیں کہ کثرت و سجد کی وجہ سے ان کی پیشانی زخمی ہو گئی تھی۔“ ۵

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ یوں مدح سرا ہیں:

”مسلمانوں کے سردار، ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی، علوی، فاطمی، مدنی، امام زین العابدین کے بیٹے، وہ علم و عمل، سیادت، شرف، بزرگی، ثقافت اور متانت کا مجسمہ تھے۔ بلاشبہ خلافت کے قابل تھے۔ ان بارہ ائمہ میں سے ایک ہیں جن کی امامیہ شیعہ حد درجہ تعظیم کرتے ہیں، بلکہ ان کو معصوم سمجھتے ہیں اور ان کے بارے میں تمام مسائل دین کی معرفت کا دعویٰ کرتے ہیں، حالانکہ صرف فرشتے اور انبیاء ہی معصوم ہیں۔ ان کے علاوہ ہر شخص صحیح بھی کہہ سکتا ہے اور غلط بھی۔ اس کا قول لیا بھی جاسکتا ہے اور چھوڑا بھی جاسکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے علاوہ کہ وہ من جانب اللہ معصوم ہیں اور ان کو ہر دقت و وحی کے ساتھ تائید حاصل رہتی ہے۔ حضرت ابو جعفر ”باقر“ کے لقب سے مشہور ہیں کہ انہوں نے علم کی اچھی طرح تحقیق کی تھی اور علم کی مخفیات تک ان کی رسائی تھی۔ وہ مجتہد

امام تھے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو بخوبی پڑھنے اور جاننے والے تھے۔ غرض وہ عظیم الشان شخصیت تھے۔“

نیز فرماتے ہیں۔

”انہم نسائی برائے وغیرہ نے انہیں مدینہ منورہ کے فقہاء تابعین میں شمار کیا ہے اور حفاظ محدثین کا اجماع ہے کہ ان کی نقل کردہ حدیث سے حجت پکڑی جاسکتی ہے۔“^۱

امام جعفر صادق بن محمد باقر رضی اللہ عنہما:

پیدائش: ۷ ربیع الاول (۸۳، ۸۷ ہجری) مدینہ منورہ

شہادت: ۲۵ شوال (۱۴۸ ہجری)

لقب: صادق کنیت: ابو عبد اللہ
دفن: جنت البقیع

آپ بڑے زاہد و دانا تھے۔ ایک دفعہ خلیفہ منصور کے اوپر کھسی بیٹھی تو اس نے اسے دور ہٹایا، وہ دوبارہ بیٹھ گئی، اس نے پھر اسے سختی سے دور ہٹایا، اتنے میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ بھی آگئے، چنانچہ منصور نے کہا اے ابو عبد اللہ! اللہ تعالیٰ نے کھسی کیوں پیدا کی ہے؟ آپ نے جواباً فرمایا جبابرہ کو بیچ کر دکھانے کے لیے۔^۲ امام ذہبی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

((جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ الشَّهِيدِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ رِيحَانَةُ النَّبِيِّ ﷺ وَ سَبْطُهُ وَ مَسْجُوبُهُ الْحُسَيْنُ بْنُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ أَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَبْدُ مُنَافٍ بْنُ شَيْبَةَ وَ هُوَ عَبْدُ اللَّهِ طَلَبُ بْنُ هَاشِمٍ وَ اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ مُنَافٍ بْنِ قُصَيٍّ أَلَا مَامُ النَّصَادِقُ نَسِخُ بَنِي هَاشِمٍ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْقُرَشِيُّ الْهَاشِمِيُّ))^۳

”امام جعفر بن محمد بن علی بن زین العابدین بن سبط رسول اللہ و ریحانہ النبی و محبوب

① سیر اعلام النبلاء: ۴/۱۱۱-۴۰۳۔ ② صفة القوۃ: ۱۷۰/۲۔

③ سیر اعلام النبلاء: ۴/۱۱۱۔

سید المرسلین ابو عبد اللہ الشہید بن امیر المؤمنین ابو الحسن علی بن ابی طالب عبد مناف بن شیبہ جسے عبد المطلب بن ہاشم کہا جاتا ہے اس کا نام عمرو بن عبد مناف بن قصی تھا۔ آپ صادق امام اور بنی ہاشم کے شیخ اور اعلام میں سے ایک علم ہیں۔ کنیت ابو عبد اللہ قرشی ہاشمی ہے۔

امام ابو حاتم برائشہ ارشاد فرماتے ہیں:

((تَفَهُؤٌ لَا يُسْأَلُ عَنْ مِثْلِهِ)) ❶

”آپ ثقہ ہیں آپ جیسے آدمی کے متعلق پوچھا نہیں جاسکتا۔“

امام ابو حنیفہ برائشہ ارشاد فرماتے ہیں:

((مَا رَأَيْتُ أَفْقَهَ مِنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ)) ❷

”میں نے امام جعفر بن محمد الصادق سے بڑھ کر کسی کو فقیہ نہیں پایا۔“

بخش شیعہ نے امام جعفر صادق برائشہ سے نقل کیا ہے:

((وُلِدَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ حَبِيبَةَ: الْقَاسِمُ، وَالطَّاهِرُ، وَأُمُّ

كُلْثُومٍ، وَرُقِيَّةٌ، وَفَاطِمَةٌ، وَزَيْنَبُ.))

”یہ خدیجہ بنتی تھا سے رسول اکرم ﷺ کی اولاد یہ تھی قاسم، طاہر، ام کلثوم،

رقیہ، فاطمہ اور زینب بنتی محمد۔“ ❸

اگرچہ اسول محمدین کے مطابق اس قول کی سند سخت ترین ”ضعیف“ ہے، لیکن اسے نقل کرنے والے شیعہ کے اصولوں کے مطابق یہ قول بالکل صحیح اور ثابت ہے۔

ایک شیعہ امام جعفر صادق برائشہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے:

((وُلِدَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ حَبِيبَةَ: الْقَاسِمُ، وَالطَّاهِرُ، وَهُوَ

عَبْدُ اللَّهِ، وَأُمُّ كُلْثُومٍ، وَرُقِيَّةٌ، وَزَيْنَبُ، وَفَاطِمَةٌ.))

❶ تہذیب الکمال: ۱/۴۷۰

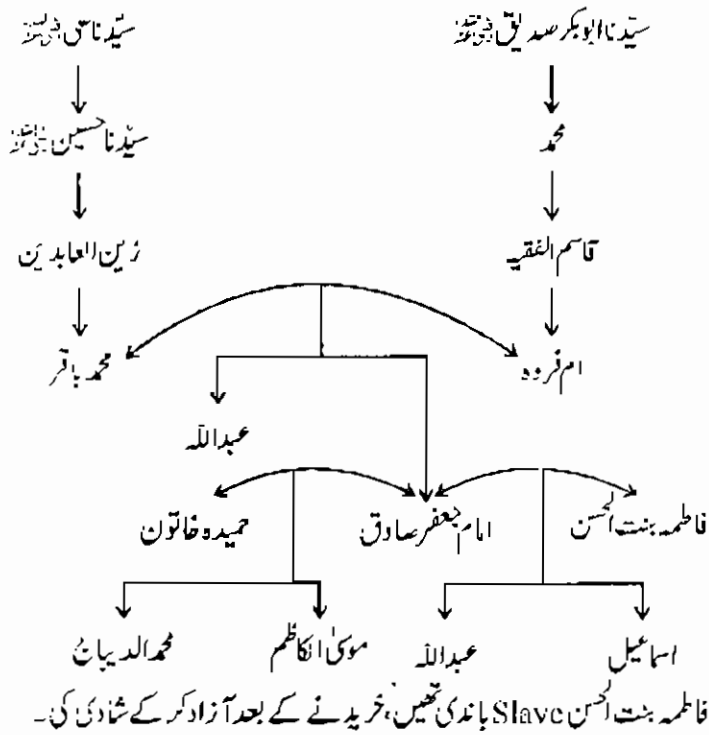
❷ تہذیب الکمال: ۱/۴۷۰

❸ قرآن: ۱۱۱، دالحمیری: ۹/۳۔ بحار الأنوار للمجلسی: ۱۵۱/۲۲

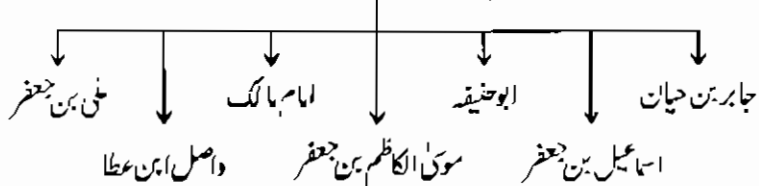
”رسول اللہ ﷺ کی سیدہ خدیجہ بنتی خویمہ کے بطن اطہر سے اولاد یہ تھیں: قاسم، عبد اللہ طاہر، ام کلثوم، رقیہ، زینب اور فاطمہ رضی اللہ عنہ۔“ ❶

امام جعفر صادق کے آباء و اجداد، اولاد اور تلامذہ کا جدول درج ذیل ہے

امام جعفر صادق (والدہ والد)

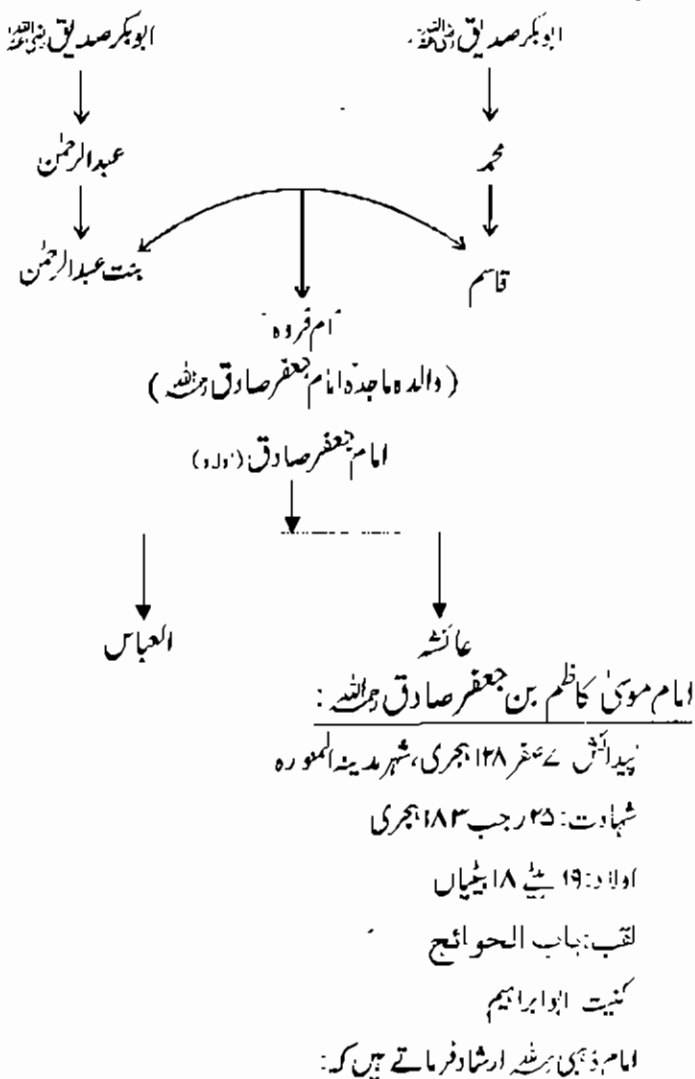


امام جعفر صادق کے شاگرد



سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے دو مرتبہ

جنا ہے۔



((كَانَ مُوسَىٰ مِنْ أَجْوَادِ الْحُكَمَاءِ وَمِنَ الْعِبَادِ الْأَتْقِيَاءِ .))

[illegible]

● ۱۵۸۴میں بیلاروس

۱۴۰۰ هجری قمری ۱۳۸۰ شمسی ۱۳۶۰ خورشیدی ۱۳۴۰

کچھ بچہ | جیسٹر | اور خیر | تیسری

: سید محمد بن علی بن محمد بن علی

[illegible]

၁။ အရှေ့တောင်အာရှတိုင်း

٥- لا يجوز للمؤمن أن يتزوج من امرأة غير مسلمة

[illegible][illegible]

ما از آنکه در هر یک از اینها که در این کتاب مذکور است
در هر یک از آنها که در این کتاب مذکور است
در هر یک از آنها که در این کتاب مذکور است
در هر یک از آنها که در این کتاب مذکور است

[illegible]

• ((بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ))

سرتمہ جلد پہلے، سیمینار

امام ذہبی برائے ارشاد فرماتے ہیں کہ:

((كَانَ مِنَ الْعِلْمِ وَالِدَيْنِ وَالسُّودِ بِمَكَانٍ)) •

”آپ علم دین اور سیادت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔“

امام رضاؑ برائے سے بحار الانوار ۱۲۳/۲ میں روایت ہے کہ امام رضاؑ برائے سے اپنے آباء کے واسطے منقول ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ میرے خلفاء پر رحم فرما آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہی دعا فرمائی آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا آپ کے خلفاء کون ہیں؟ فرمایا جو میرے لیے آئیں گے اور میری احادیث و سنن کو بیان کریں گے اور میرے بعد لوگوں تک ان کو پہنچائیں گے۔

امام عبدالسلام بن ابی صالح ابو صلت ہروی امام علی بن موسیٰ رضاؑ سے وہ اپنے والد گرامی (امام موسیٰ کاظمؑ) سے وہ امام جعفر بن محمدؑ سے وہ اپنے والد (امام محمد باقرؑ) سے وہ امام علی (زین العابدینؑ) بن حسینؑ سے وہ اپنے والد سیدنا حسینؑ سے وہ سیدنا علی بن ابی طالبؑ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان دل سے پہنچانے زبان سے اقرار کرنے اور ارکان (اسلام) پر عمل کرنے کا نام ہے۔ •

اولاد کا جدول و ریح ذیل ہے:

علی الرضا

↓	↓	↓	↓	↓	↓	↓	↓	↓
عاش	حسن	فاطمہ	حسین	ابراہیم	جعفر	قانع	حسن	محمد جواد

امام محمد الجواد بن علی الرضا علیہ السلام:

کنیت: ابو جعفر

لقب: آقی الجواد

تاریخ پیدائش: ۱۵ رمضان، ۱۹۵ ہجری مدینہ المنورہ

① سیر اعلام النبلاء: ۳۸۷/۹

② سنن ابن ماجہ، المقدمة، رقم: ۶۵۔ طبرانی اوسط، رقم: ۶۲۵۴۔ سنن الصغیر، رقم: ۲۲۷۰۔

تاریخ وفات: ۳۰ ذی القعدہ ۲۲۰ ہجری

وجہ وفات: شہادت

آپ فرمایا کرتے:

((مَنْ اسْتَفَادَ آخَا فِي اللَّهِ فَقَدْ اسْتَفَادَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ)) ❶

”جس نے اپنے دینی بھائی سے استفادہ کیا گویا کہ اس نے اپنا گھر جنت میں بنالیا۔“

امام ذہبی فرماتے ہیں:

”آپ کو جواد، قناعت پسند اور مرتضیٰ جیسے القاب سے پکارا جاتا تھا۔“ ❷

امام علی الہادی النقی (علی بن محمد بن علی):

کنیت ابو الحسن ثالث

پیدائش: مدینۃ المنورہ (Surayya village) ۲۱۴ ہجری

والد: محمد تقی برلاسہ

والدہ: سیدہ سمانہ

تاریخ وفات: ۳۰ رجب ۲۵۴ ہجری

وجہ وفات: شہادت

امام علی رضا صحابہ کرام علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں:

”جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تو ان کو اپنے ساتھ کلام کرنے کے لیے منتخب کیا، ان کے لیے سمندر میں راستے بنائے، بنی اسرائیل کو نجات دی اور ان کو تورات اور صحیفے دیے تو انہوں نے اپنے پروردگار کے پاس اپنے بلند مقام و مرتبے کو دیکھ لیا، اس پر سیدنا موسیٰ نے کہا: پروردگار! اگر آل محمد

❶ موسوعة آل بیت النبیؐ، ص: ۱۵۱.

❷ دول الاسلام: ۱/۱۳۳.

اسی طرح ہیں تو انبیاء کرام کے ساتھیوں میں کوئی ایسا ہے جو آپ کے نزدیک میرے ساتھیوں سے با عزت ہو؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: موسیٰ! کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ محمد ﷺ کے صحابہ کی فضیلت رسولوں کے تمام ساتھیوں پر ایسی ہی جیسے آل محمد کو تمام نبیوں کے آل پر فضیلت حاصل ہے اور جس طرح محمد کو تمام نبیوں پر فضیلت حاصل ہے۔ موسیٰ نے کہا: میرے پروردگار! کاش میں ان کو دیکھتا! اللہ نے ان کی طرف وحی کی۔ موسیٰ! تم ان کو نہیں دیکھ سکتے، کیونکہ ان کے ظاہر ہونے کا وقت نہیں ہے، لیکن تم ان کو جنت میں محمد کے ساتھ اس کی نعمتوں میں سنبھالو اور اس کی بہترین چیزوں سے لطف اندوز ہوتے ہوئے دیکھو گے۔“ ۱

علی البہادی (اولاد)



عائشہ

حسن بن علی العسکری رحمہ اللہ:

تاریخ ولادت: ۸ ربیع الثانی ۲۳۲ ہجری

تاریخ وفات: ۸ ربیع الاول ۲۵۶ ہجری

کنیت: ابو محمد

والدہ: سلیمہ رحمہا اللہ

بیہ افتات: شہادت

امام عسکری حدیث قدسی بیان کرتے ہیں، جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ عزوجل فرماتا ہے: موسیٰ! کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ محمد کے ساتھیوں کی فضیلت تمام رسولوں کے ساتھیوں پر ایسی ہی ہے جیسے آل محمد کی فضیلت تمام نبیوں کے آل پر ہے اور محمد کی فضیلت تمام رسولوں پر ہے۔ ۲

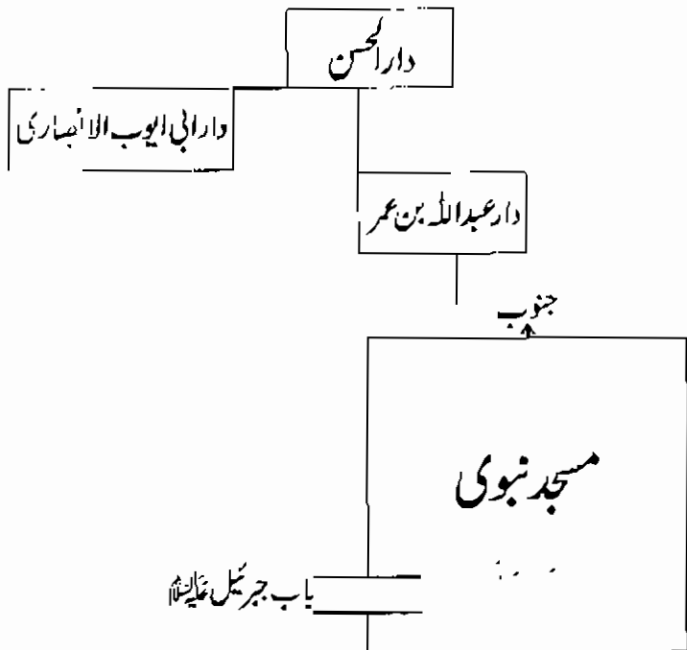
① بحار الانوار ۱۳۰/۳۴۰۔ تاویل الآیات: ۴۱۱۔

② تفسیر امام العسکری: ۳۱۔

سیدنا حسن بن زید بن حسن رضی اللہ عنہ:

پیدائش: ۸۳ھ

سیدنا علی بن ابی طالبؑ کے پڑپوتے تھے اپنے وقت میں بنو ہاشم کے بڑے شرفاء اور سرداروں میں سے تھے۔ خلیفہ منصور عباسی نے آپ کو مدینہ المنورہ کا امیر مقرر فرمایا تھا۔
سیدنا حسن بن زید بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا گھر:



اور اب سیدنا حسن کا گھر بھی مسجد نبوی میں شامل ہو چکا ہے۔ ۱۲۸۳ھ - مطابق ۱۸۵۳ء میں شیخ الاسلام عارف حکمت رضی اللہ عنہ نے دار حسن پر کتب خانہ تعمیر کروایا تھا جو کہ بعد میں مکتبہ عارف حکمت کے نام سے مشہور ہوا۔

سیدنا محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ:

ابن حبان رضی اللہ عنہ رقمطراز ہیں کہ:

”سیدنا محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اہل بیت کے افضل ترین لوگوں میں

سے تھے۔“ ۱

علامہ مزنی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ماہر ناز کتاب تہذیب الکمال میں رقم طراز ہیں کہ امام احمد بن عبد اللہ بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

”وہ اللہ تابعی اور انتہائی نیک شخصیت تھے۔“

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ابن عامر کے حوالہ سے یوں رقم طراز ہیں کہ:

”سیدنا محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابو القاسم تھی وہ انتہائی پرہیزگار اور قہر عالم

دین تھے۔“ ۲

امام محمد مہدی:

ان کا نام محمد بن عبد اللہ ہوگا۔ جو ”مہدی“ کے نام سے معروف ہوں گے۔ یہ آل بیت نبوی، اور ریت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوں گے۔ جناب حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہوں گے۔ یہ محمد بن عبد اللہ علوی حسی ہاشمی ہیں۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ یہ نہ ہوگا کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص عرب کا مالک اور فرمانروا ہوگا۔ اس کا نام میرے نام کے مطابق (محمد) ہوگا۔“ ۳

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ ”اگر دنیا کا صرف ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو رب تعالیٰ اس ایک دن کو بھی اس قدر طویل کر دے گا یہاں تک کہ اس میں مجھ سے یا میرے اہل بیت سے ایک آدمی بھیجے گا جس کا نام میرے نام اور اس کے باپ کا نام میرے نام کے مطابق (محمد بن عبد اللہ) ہوگا۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح پہلے وہ ظلم و جور سے بھری تھی۔“ ۴

① کتاب الغائب، لا، حوالہ: ۳۹۷/۵

② سیر اعلام النبلاء، ۱۱۵/۴

③ سنن الترمذی، کتاب النفس، رقم: ۲۲۳۰۔ امام ترمذی نے اسے ”حسن صحیح“ کہا ہے۔

④ سیر ابن عباس، کتاب المہدی، رقم: ۶۲۸۲۔ المسند الصحیح، رقم: ۱۵۲۹۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ: ”مہدی بم اہل بیت میں سے ہے رب تعالیٰ ایک ہی راست میں اس کی اصلاح فرما (کراے عامل بنا) دے گا۔“ ۵۰

حلیہ مبارک:

نبی کریم ﷺ نے مہدی کا حلیہ اس قدر اہتم سے بیان فرمایا تاکہ ان کا معاملہ سب پر خوب واضح ہو جائے اور جب ان کا ظہور ہو تو اہل ایمان ان کی نصرت و تائید کریں تاکہ انہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیں۔ بالخصوص جب کہ ان کا ظہور سخت فتنوں اور آزمائشوں میں ہوگا۔ چنانچہ فرمایا کہ: ”مہدی میری اولاد میں سے ہوگا، اس کی پیشانی روشن اور کشادہ ہوگی جب کہ ناک اونچی ہوگی۔“ ۵۱ جس کا بانہہ باریک ہوگا۔

مہدی کا زمانہ خروج:

نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا کہ مہدی کا ظہور اس زمانہ میں ہوگا جب ہر طرف ظلم و جور کا راج ہوگا۔ منکرات کی کثرت اور عدل کی قلت ہوگی۔ رب تعالیٰ اس مومن مرد کے ہاتھوں ظلم کو دور فرما کر امت کے احوال کی اصلاح فرمائیں گے۔ دین کو سر بلند کریں گے۔

مدتِ بقاء:

ظہور کے بعد وہ کتنے عرصہ تک زمین پر باقی رہیں گے اس کو گزشتہ حدیث میں بیان کر دیا گیا ہے کہ وہ سات یا آٹھ سال کا زمانہ ہوگا۔ ان کی وفات کے بعد ایک بار پھر زبردست فتنے پھیل جائیں گے۔ بے شک اخیر زمانہ میں مہدی کا ظہور اس امت پر رب تعالیٰ کی رحمت ہے۔ دعا ہے کہ رب تعالیٰ ہم سب کی فتنوں سے حفاظت فرمائے۔

مکانِ ظہور:

احادیث بتلاتی ہیں کہ: ”مہدی مشرق کی جانب ظہور فرمائیں گے۔ رب تعالیٰ اہل مشرق کے ساتھ لوگوں کی مدد فرمائیں گے اور وہ مہدی کے ساتھ مل کر جہاد کریں گے۔“

① مسند احمد، رقم: ۴۶۵

② مسیحی دلائل، کتاب المہدی، رقم: ۴۲۸۵

یہ کعبہ کے پاس ان کے ہاتھ پر بیعت کے بعد ہوگا۔ ان کے جھنڈے سیاہ ہوں گے۔ جو وقار کی نمائندگی ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا جھنڈا بھی سیاہ تھا جس کو عقاب کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

بیعت کے بعد مہدی جہاد میں مشغول ہو جائیں گے جن میں مہدی فتح سے ہم کنار ہوں گے اور ملک سرب پران کی فرمانروائی قائم ہو جائے گی۔ مہدی اسلام کو مستحکم کریں گے، ان کے زمانہ میں عدل خوب پھیلے گا۔ اس دور میں وہ خوش الحالی اور آسودگی ہوگی جس کی مثال اس سے قبل دیکھنے میں نہ آئی ہوگی۔ حتیٰ کہ مال لینے والا مستحق و نادار دھونڈنے سے بھی نہ ملے گا۔ زمین اپنی برکتیں باہر نکال کے رکھ دے گی اور آسمان خوب رحمت برسائے گا۔ بغیر گنے مال دیا جائے گا۔ بقول ابن اثیر رحمہ اللہ: ”ان کے زمانہ میں پھلوں کھیتوں کی کثرت اور مال کی بہتات ہوگی۔ دین قائم اور سلطان کا غلبہ ہوگا۔ جب کہ دشمن ذلیل ہوگا ان کے زمانہ میں خیر ہمیشہ ہوگی۔“

مہدی کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ:

شیخ احادیث سے یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ قرب قیامت میں اہل بیت کے ایک آدمی کا ظہور فرمائے گا اور اس کے ذریعے سے دین اسلام کو قوت بخشنے کا وہ سات سالوں تک حکومت کرے گا، روئے زمین کو عدل و سلامتی سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے وہ بھری ہوئی ہوگی۔ اس کے دور حکومت میں امت مسلمہ ایسی خوش حال ہوگی کہ کبھی اسے یہ خوش حالی میسر نہ ہوئی ہوگی زمین کی پیداوار بڑھ جائے گی اور آسمان سے بارش کا نزول ہوگا وہ بلا حساب و کتاب پوری فراوانی سے مال تقسیم کرے گا، بطور دلیل اس باب کی چند احادیث یہاں ذکر کی جا رہی ہیں۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((سُخْرُجُ فِي آخِرِ أُمِّيِّ الْمَهْدِيِّ يَسْقِيهِ اللَّهُ الْعَيْثُ، وَتَخْرُجُ

الْأَرْضُ نَبَاتُهَا وَ يُعْطَى الْمَالَ صَحَّاحًا، وَ تَكْثُرُ النَّاسِيَةُ وَ تَعْظُمُ الْأَمَّةُ وَ يَعِيشُ سَبْعًا أَوْ ثَمَانِيًا. ((۱)

”میری امت کے آخر میں مہدی کا خروج ہوگا، اللہ تعالیٰ انھیں بارش عطا فرمائے گا اور زمین اپنے پودے اگائے گی اور وہ مال کو انصاف کے ساتھ تقسیم کریں گے جو پائے خوب ہو جائیں گے اور امت بڑھ جائے گی وہ سات یا آٹھ (سال) جییں گے۔“

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَمْتَلِي الْأَرْضُ طُلْمًا وَ عُذْوَانًا، قَالَ: ثُمَّ يَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ عَشْرَتِي - أَوْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي - يَمْلُوهَا قِسْطًا وَ عَدْلًا كَمَا مِلْتُمْ طُلْمًا وَ عُذْوَانًا.))۲

”قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ زمین ظلم و سرکشی سے بھر جائے گی۔ آپ نے فرمایا۔ پھر میری نسل سے یا فرمایا میرے گھرانے سے۔ ایک آدمی اٹکے گا جو اسے عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جس طرح وہ ظلم و سرکشی سے بھری ہوں۔“

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((يُقْتَلُ عِنْدَ كَزِكُمْ ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ ابْنُ خَلِيفَةٍ ثُمَّ لَا يَصِيرُ إِلَيَّ وَاحِدٌ مِنْهُمْ، وَ تَطْلُعُ الرَّايَاتُ السَّوْدُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، فَيَقْتُلُونَكُمْ فَتَلَا لَمْ يَقْتُلْهُ قَوْمٌ - ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئًا لَا أَحْفَظُهُ، فَقَالَ: فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَبَايَعُوهُ وَ لَوْ حَبَوًا عَلَى التَّلَجِ فَإِنَّهُ خَلِيفَةُ اللَّهِ الْمَهْدِيِّ.))۳

① المستدرک : ۵۵۷/۱، ۵۵۸۔ سلسلة الأحادیث الصحيحة، حدیث نمبر : ۷۱۱۔ صحیح الباقی بڑے نے فرمایا: اس کی سند صحیح ہے اور رجال ائمہ ہیں۔

② سلسلة الصحيحة، حدیث نمبر : ۱۵۲۹۔ الباقی نے اس پر متواتر ہونے کا حکم لگایا ہے۔

③ سبس اس ماحہ : ۲/۳۶۱، المستدرک ح، کم : ۱/۶۶۱ کی یہ حدیث صحیح ہے تئیں کی شرط پر ہے اور ابھی نے اس کی موافقت کی ہے۔

”تمہارے خزانے کے پاس تین اشخاص قتل ہوں گے، وہ سب کے سب کسی خلیفہ کے بیٹے ہوں گے، وہ ان میں سے کسی ایک کو نہیں ملے گا، پھر مشرق کی جانب سے کالے جھنڈے نمودار ہوں گے تو وہ تمہیں اس طرح قتل کر دیں گے کہ ایسا قتل کسی قوم نے نہ کیا ہوگا (پھر کسی چیز کا تذکرہ فرمایا جو مجھے یاد نہیں رہی) پھر فرمایا: لہذا جب تم اسے دیکھو تو اس سے بیعت کر لینا، خواہ برف پر گھست کر ہی آنا پڑے کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔“

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اس سیاق میں مذکور خزانے سے ہر ادا کعبہ کا خزانہ ہے، اس کے حصول کے لیے اس کے پاس اولاد خلفاء میں سے تین اشخاص کے درمیان جنگ ہوگی، یہاں تک کہ آخری زمانہ آجائے گا تو مہدی علیہ السلام نکل پڑیں گے اور ان کا ظہور بلاد مشرق سے ہوگا نہ کہ سامروہ کی سرنگ سے جیسا کہ جاہل رافضیوں کا خیال ہے کہ وہ اب بھی وہاں موجود ہیں، اور یہ لوگ آخری زمانے میں ان کے خروج کے منتظر ہیں۔ یہ ایک قسم کی بکواس اور بہت بڑی رسوائی اور شیطان کی جڑ ہے کیونکہ اس کی کوئی دلیل اور برہان نہیں ہے نہ تو کتاب میں نہ سنت میں اور نہ ہی معقول صحیح اور امتحان کے اعتبار سے۔“

نیز فرمایا:

”اور ان کی تائید اہل بیان مشرق میں سے کچھ لوگوں کے ذریعے سے ہوگی، جو ان کے مددگار ہوں گے ان کی بادشاہت قائم کریں گے اور اس کے ستونوں کو مضبوط کریں گے اور ان کے جھنڈے بھی کالے ہوں گے اور یہ وقار کا لباس^۱ ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا کالا تھا، جسے ”عقاب“ کہا جاتا تھا۔“

① تعجب ہے اُریہ وقار کا لباس ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ہمیشہ کالا لباس ہی زیب تن فرماتے لیکن بات ایسی ہرگز نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے تمام جھنڈے کالے نہیں ہوا کرتے تھے کہ اس رنگ کو خصوصیت دی جاسکے۔

مزید فرمایا:

”مقصود یہ ہے کہ مہدی موعود جن کے وجود کا آخری زمانے میں وعدہ ہے اصلاً ان کا ظہور و خروج مشرق کی جانب سے ہوگا اور ان سے بیعت خانہ کعبہ کے پاس ہوگی، جیسا کہ بعض احادیث سے پتا چلتا ہے۔“ ❶

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ، وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ.)) ❷

”تم کیسے ہو گے جب عیسیٰ ابن مریم تم میں نازل ہوں گے اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا۔“

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا:

((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ قَالَ: فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَقُولُ أَمِيرٌ هُمْ: صَلِّ بِنَا، فَيَسْأَلُونَ: لَا إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى نَعَصِ أُمَرَاءَ، تَكْرِمُهُ اللَّهُ هَذِهِ الْأُمَّةُ.)) ❸

”میرے امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قتال کرتا رہے گا، وہ قیامت تک ظاہر رہیں گے، فرمایا: پھر عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے تو ان کا امیر کہے گا آئیے ہمیں نماز پڑھائیے، تو کہیں گے نہیں، تم میں سے بعض بعض پر امیر ہیں۔ یہ اس امت پر اللہ کا اکرام و اعزاز ہے۔“

صحیحین کی روایات خاص طور سے دو چیزوں پر دلالت کرتی ہیں:

❶ الہایۃ / السنن و السلاخ: ۳۱/۱۔

❷ صحیح البحر، احادیث الاسماء مع فتح الباری: ۴۹۱/۶۔

❸ صحیح مسلم، الامام مع شرح النووی: ۱۹۳/۲۔

(۱) آسمان سے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے نزول کے وقت مسلمانوں کے معاملات کا ذمہ دار خود انھیں میں کا کوئی آدمی ہوگا۔

(۲) نماز کے لیے مسلمانوں کے ایسے امیر کا حاضر ہونا اور انھیں نماز پڑھانا، پھر نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت آپ سے یہ گزارش کرنا کہ وہی لوگوں کی امامت کریں، یہ ساری باتیں اس امیر کی اچھائی اور نیک طبعی کی دلیل ہیں۔ چنانچہ سنن اور مسانید وغیرہ میں ایسی احادیث وارد ہیں جو صحیحین کی ان حدیثوں کی تفسیر کرتی ہیں اور اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اس نیک آدمی کا نام محمد بن عبد اللہ ہوگا اور اسے مہدی کہا جائے گا۔ اور احادیث ایک دوسرے کی تفسیر کرتی ہیں۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَلَدَىٰ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ يُصَلِّيْ خَلْفَهُ)) ❶

”وہ ہمیں میں سے ہوگا جس کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم نماز پڑھیں گے۔“

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

((الْمَهْدِيُّ مِنْنِي، أَجَلِي الْجَبَّةِ، أَقْنَى الْأَنْفِ، يَمَلَأُ الْأَرْضَ

قِسْطًا وَ عَدْلًا كَمَا مُلِئْتُ ظُلْمًا وَ جَوْرًا وَ يَمْلِكُ سَبْعَ سِنِينَ)) ❷

”مہدی مجھ ہی سے ہوگا (یعنی میری ہی نسل سے ہوگا) روشن اور خوبصورت

چہرہ والا، دغا، جس کی پیشانی کشادہ ہوگی، ناک اونچی ہوگی، وہ زمین کو ویسے

ہی عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسے وہ ظلم و زیادتی سے بھر گئی ہوگی، وہ سات

سال تک بادشاہت کرے گا۔“

وَ آخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

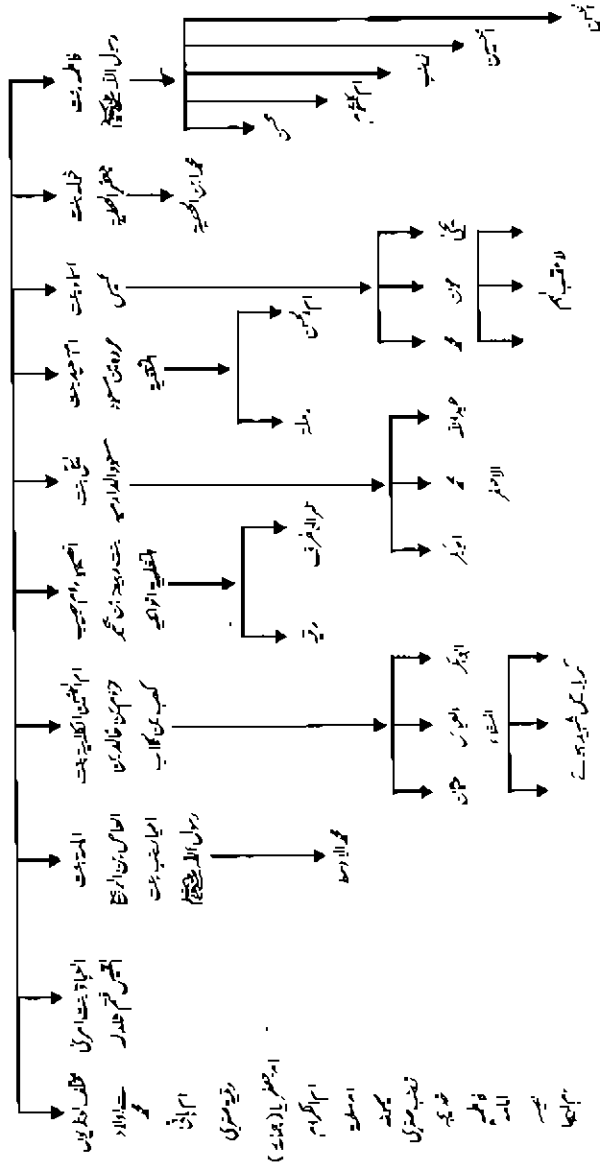
❶ صحیح الجامع المعصر، الباب: ۷۱۷۰/۵۔ امام ابونعیم نے اسے مہدی کی روایات کے ضمن میں ذکر کیا ہے۔

❷ سس اسی دائرہ، کتاب المہدی: ۴۶۵۔ صحیح الجامع للآلوسی، رقم: ۶۷۳۶۔

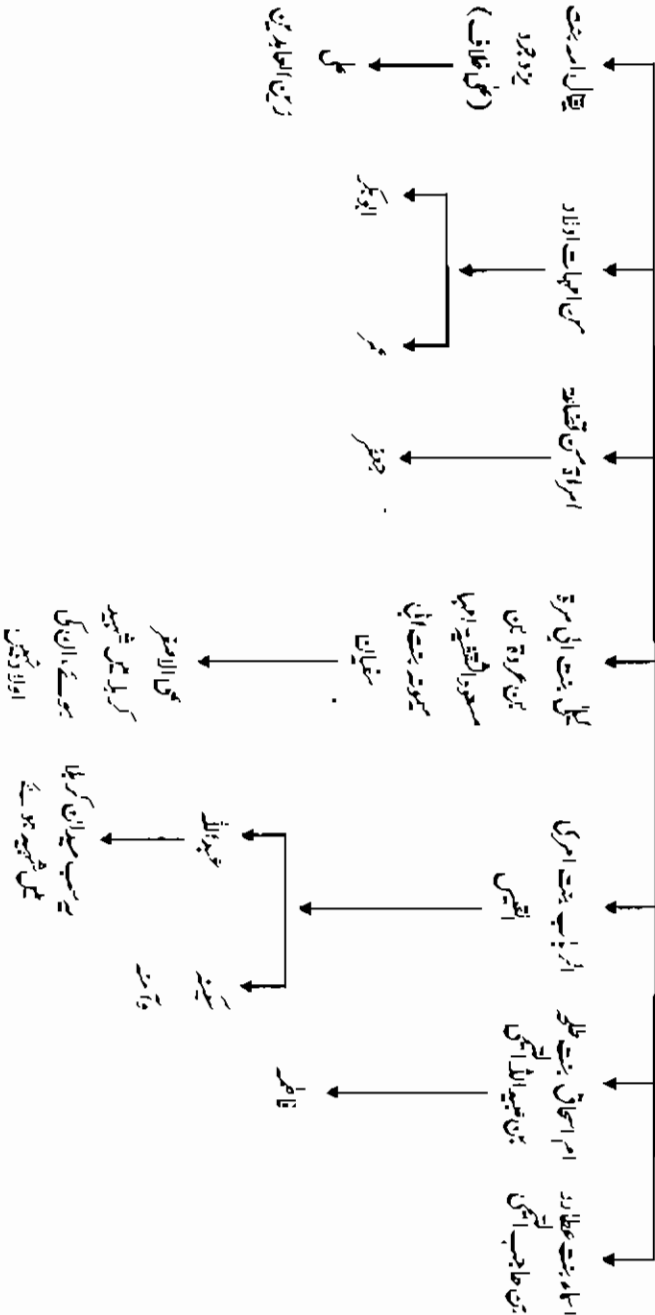
صحابہ کرام اور اہل بیت کی سرالی رشتہ داریوں، اولاد، بیویوں اور دیگر رشتہ داریوں کے نقشہ جات

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سرالی رشتہ دار اور اولاد

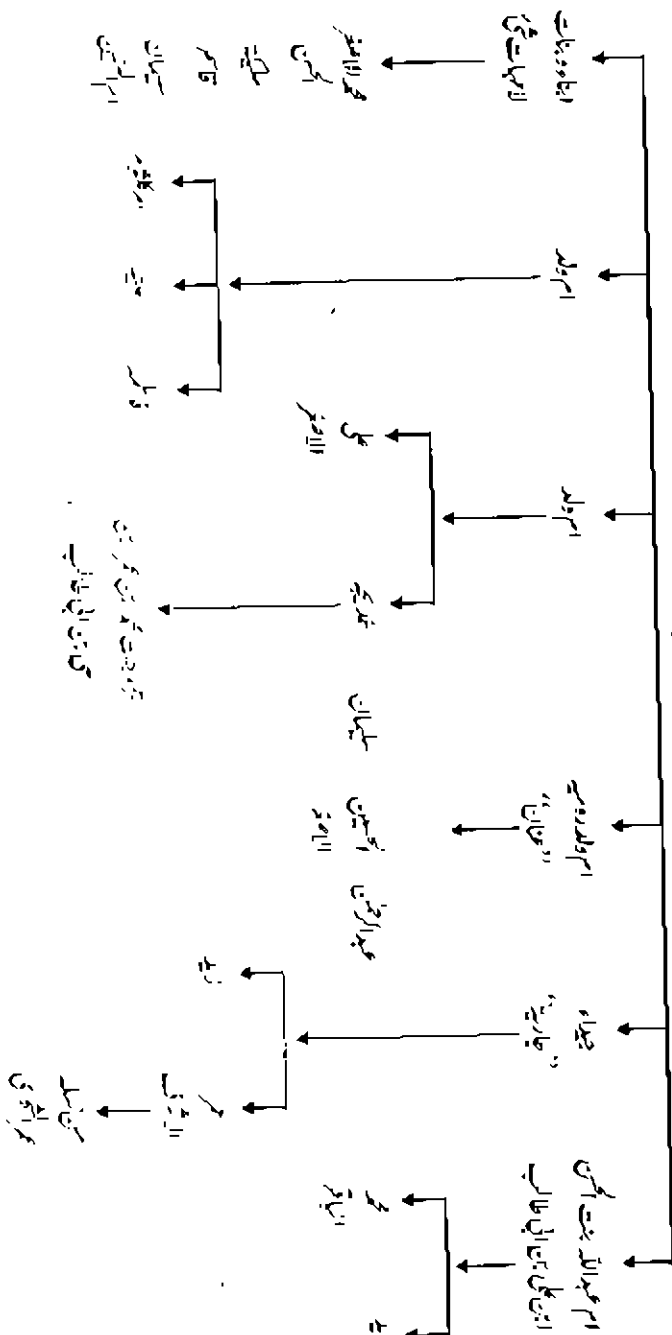
سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بیویاں اور اولاد



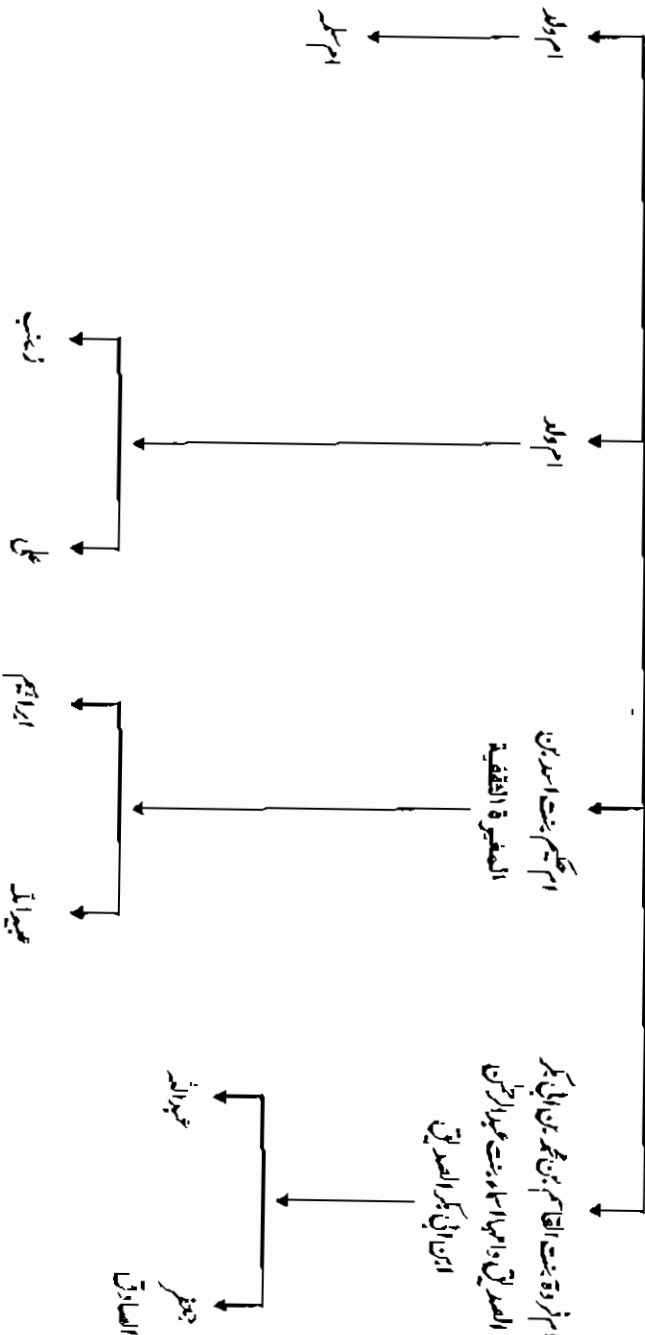
حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی بیویاں اور اولاد



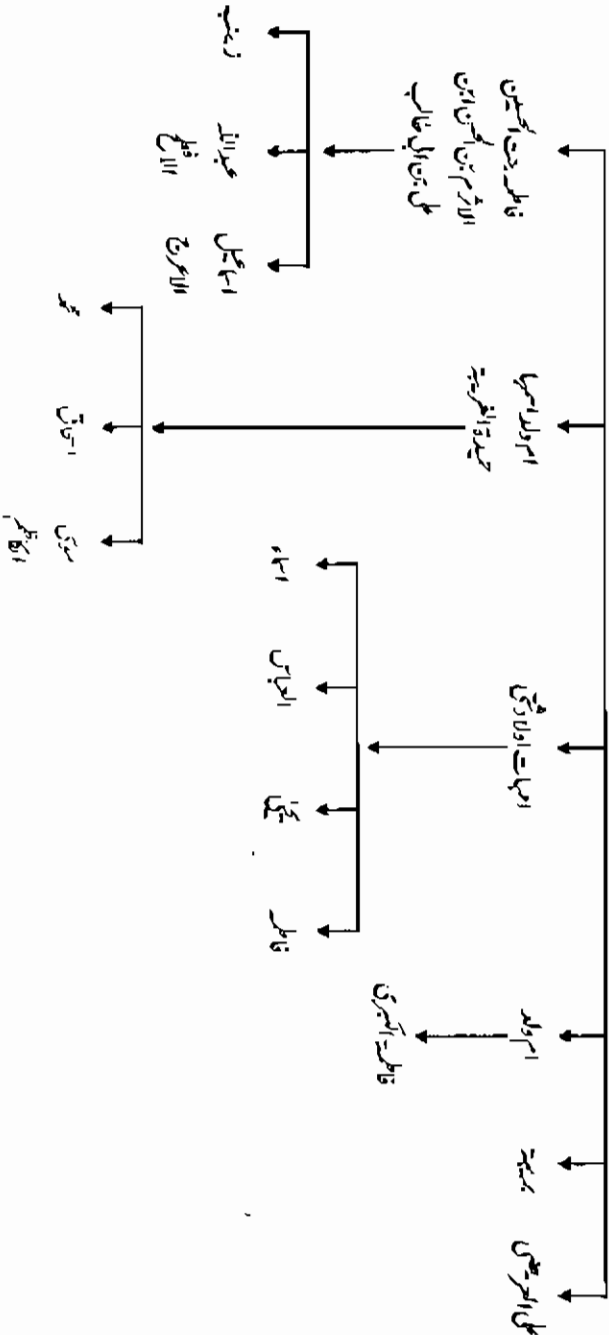
علی زین العابدین بن حسین کی بیویاں اور اولاد



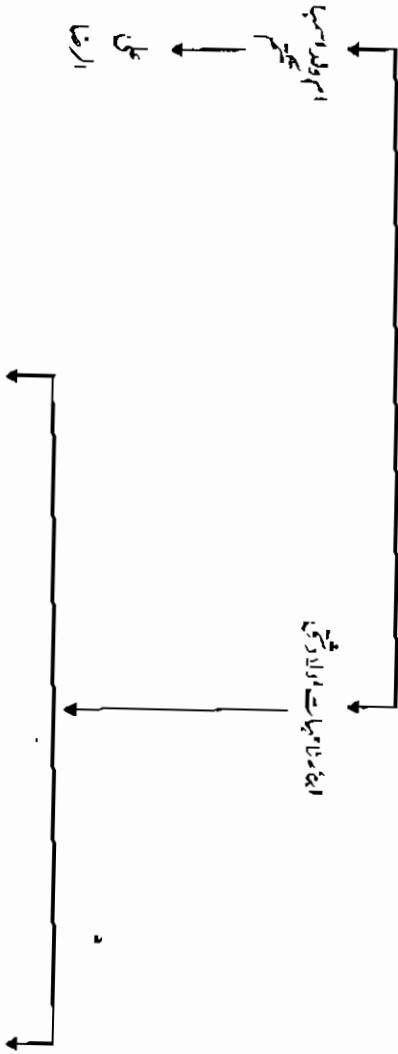
محمد باقر بن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی بیویاں اور اولاد



زوجات حضرت الصادق بن محمد بن علی زین العابدین بن اکسین بن
علی بن ابی طالب کی بیویاں اور اولاد



مولیٰ اکاکظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین بن الحسن بن
علی بن ابی طالب کی بیویاں اور اولاد

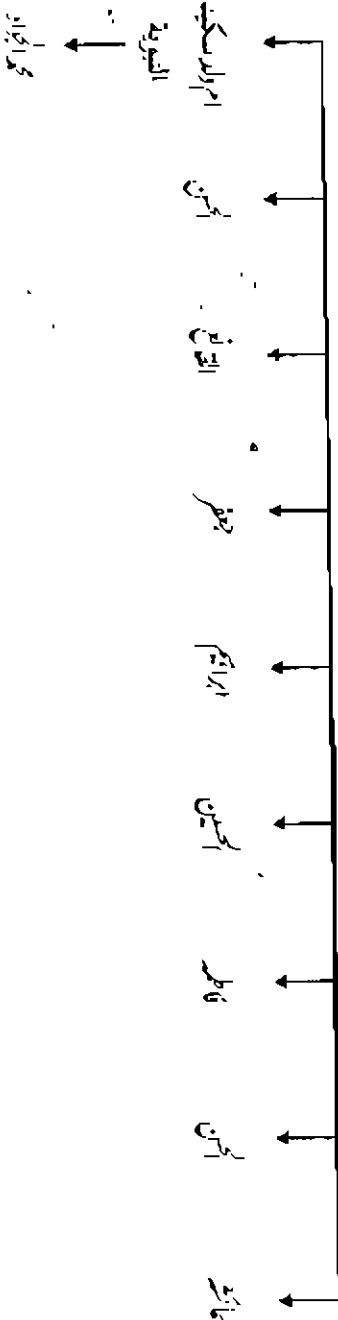


الذکر

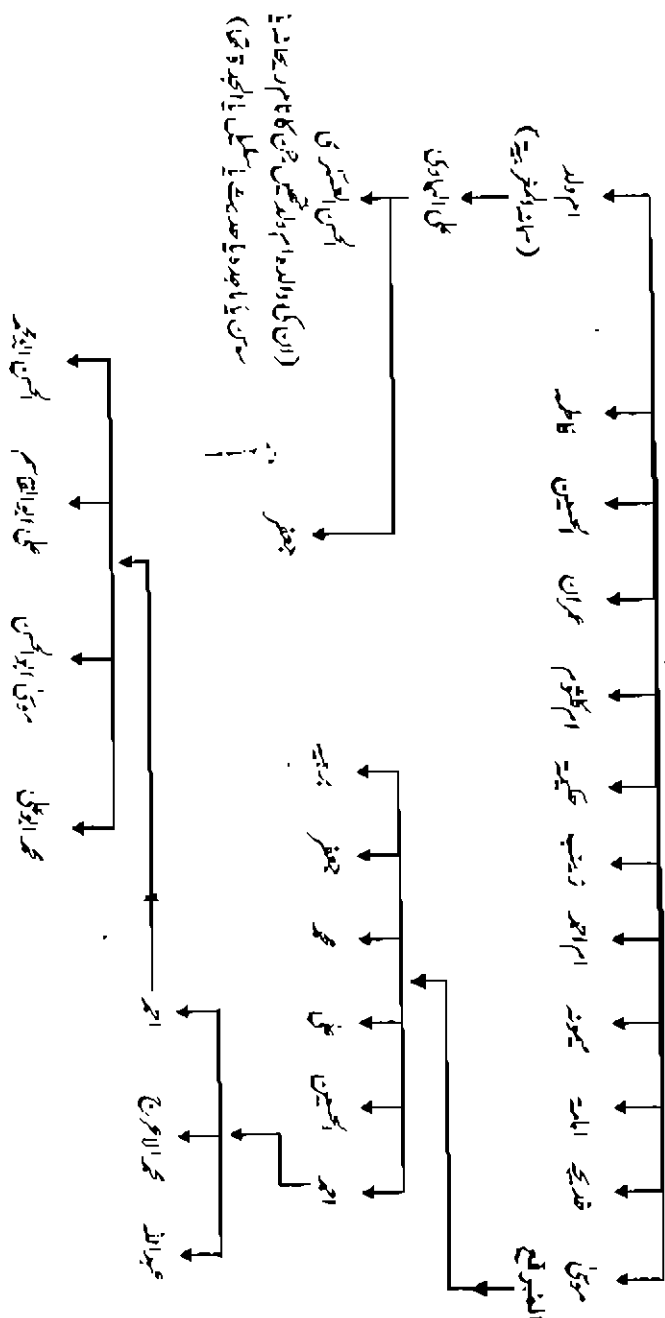
النساء

عمر، زید النضر، سلیمان، الفضل، الحسن، اسحاق، عبد اللہ، حروف، محمد، احمد،
بارہ، اسحاق، القاسم، انیس، ابراہیم، علی، یحییٰ، داؤد، یس، بحر، والحدیدہ
حضرت، ابراہیم، النبی

علی الرضا بن موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین
بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی اولاد



محمد الجواد کی بیویاں اور اولاد (علی البہادی و الحسن العسكري)



سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ”مجھے ابو بکر نے دو دفعہ جمع دیا“ جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا مقام براعالی شان تھا

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

آپ کو بیعت کی پہلی سیّدہ
فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا تھیں۔

ام کلثوم
زینب
اُمّ کلثوم
اُمّ کلثوم

زین العابدین (ام ولد) شاہ زمان

بیعت یزید جرزد

آپ کو بیعت کی پہلی سیّدہ ام عبد اللہ بیعت

اُنسن بن علی بن ابی طالب تھیں۔

آپ نے پہلے بیعت کا عمر بن محمد

بن ابی بکر صدیق سے بھی طاعت کی۔

محمد الباقر

اسلام بیعت محمدیہ

محمد بن ابی بکر

ام کلثوم

ام کلثوم

ام کلثوم

ام کلثوم

ام کلثوم

ام کلثوم

ام کلثوم

ام کلثوم

ام کلثوم

ام کلثوم

ام کلثوم

ام کلثوم

ام کلثوم

ام کلثوم

ام کلثوم

ام کلثوم

ام کلثوم

ام کلثوم

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیٹیوں کے بعض سسرالی رشتے دار اور اولاد

فاطمہ بنت ابی بنی ابی طالب رضی اللہ عنہا

تزوجت

اسلم بن ابی بنی ابی طالب

ان کی والدہ سیدہ فاطمہ
الزہراء علیہا السلام تھیں۔

تزوجت

المہر بن عبد بن
الزہراء بن العوام

سعد بن ابی
الزہراء

ابن ابی بنی
ابن ابی طالب

کنفہ

مثنیٰ

برزہ

خالد

حیہ

مہر بن عبد بن
الزہراء بن العوام

سعد بن ابی
الزہراء

ابن ابی بنی
ابن ابی طالب

کنفہ

مثنیٰ

برزہ

خالد

حیہ

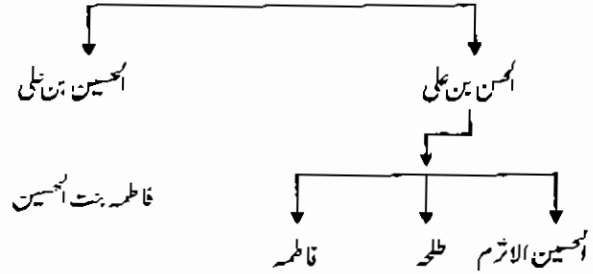
معاویہ بن عبد بنی ابی طالب

معاویہ بن عبد بنی ابی طالب

سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے سرالی رشتہ دار اور اولاد

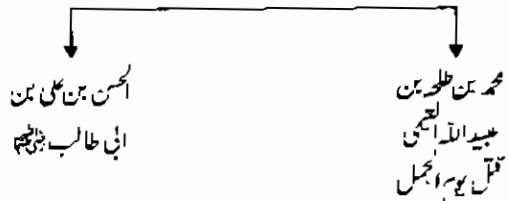
امام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ التمیمی

تزوجت



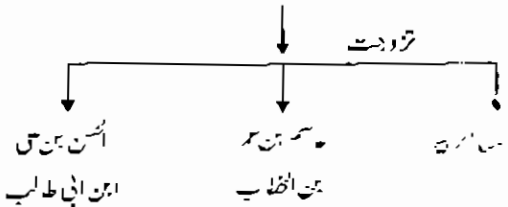
خولہ منظور القزازیہ

تزوجت



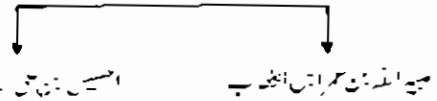
حفصہ بنت عبد الرحمن بن ابی بکر

تزوجت



اسماء بنت عمار بن عبد مناف بن قصی

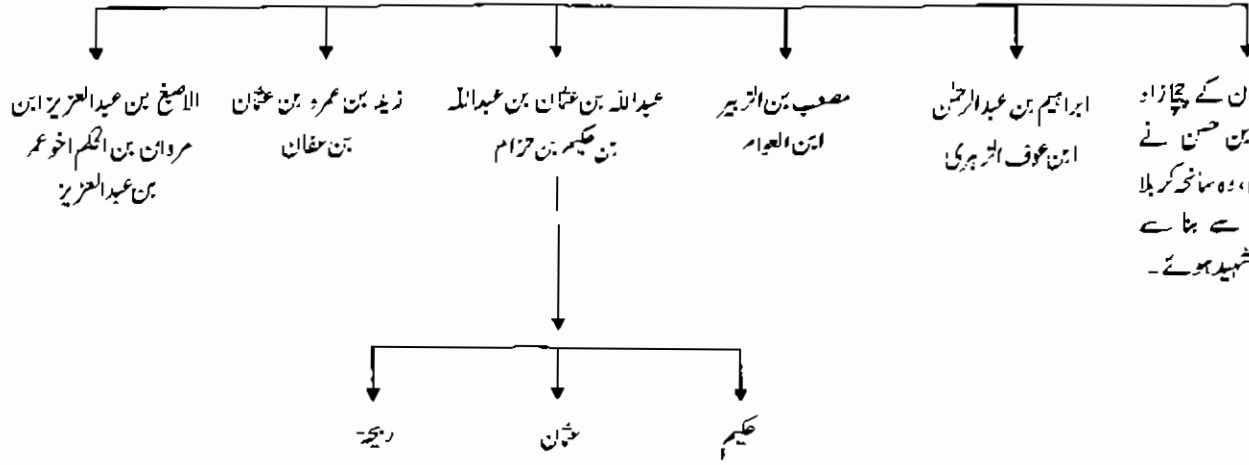
تزوجت



سکینہ بنت الحسن بن علی بن ابی طالب

ان کی والدہ ریاب بنت امری القیس ہیں

تزوجت



ان کا شادی عباس بن ولید بن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ دینی

جعدة بنت الاشعث بن قيس بن معد يكرب

تزوجت

يعقوب بن طلحة بن عبيد الله

العباس بن عبد الله ابن عباس

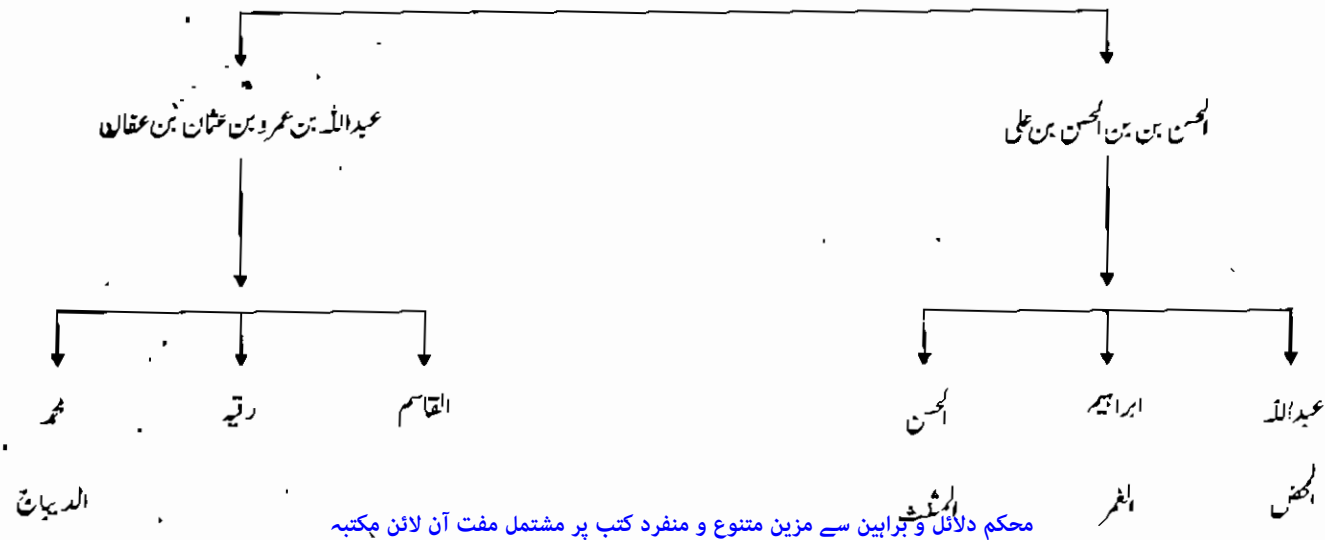
الحسن بن علي ابن ابي طالب

ابو بكر

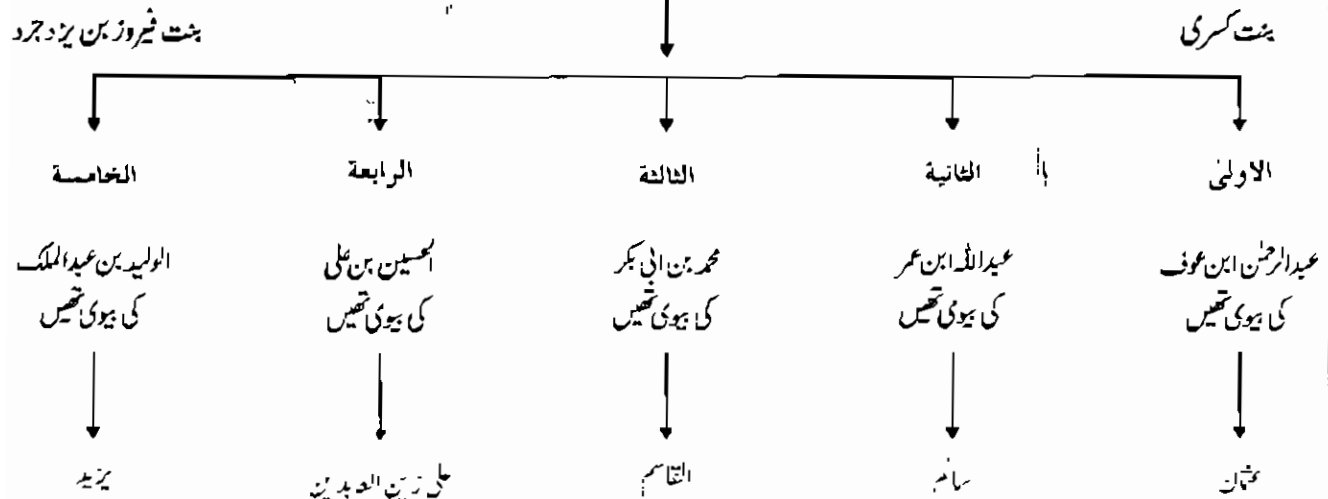
شان ال بيت الميا، ج ١

زواج

ان کی والدہ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ التیمی ہیں۔



بنات یزدجرد بن کسری



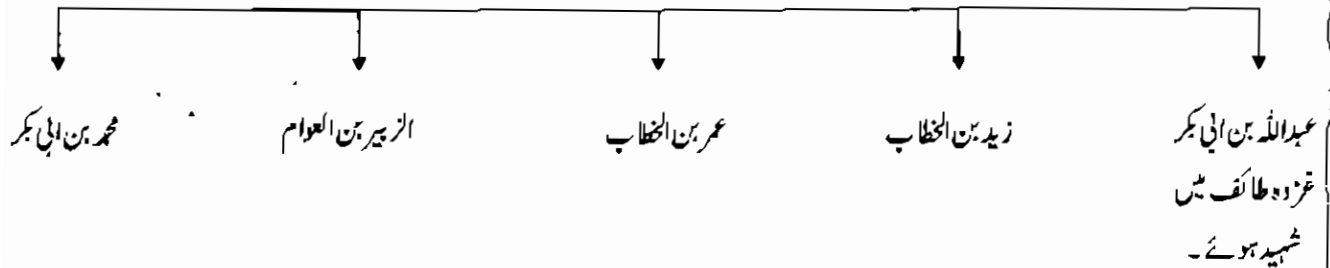
فتیہ اور حدیث کے اسمہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عاتکہ بنت زید

آپ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی بہن اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی پھوپھی زاد ہیں، آپ کا لقب زوجہ شہداء ہے۔

تزوجت



سیدہ اسماء بنت عمیس نے سیدہ فاطمہ الزہراء کی
وفات کے بعد انہیں غسل اور کفن دیا۔

تزوجت

علی بن ابی طالب

ابا بکر الصديق

جعفر بن ابی طالب

محمد کی پرورش سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے
کی اور انہیں مصر کا والی بنایا،
اور وہ مصر میں شہید ہوئے۔

محمد

یحییٰ

طلحہ

عمر

محمد

عبداللہ

عبدہ بنت علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب

تزوجت

محمد بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر
عبد اللہ بن جعفر
بن ابی طالب

علی بن الحسین بن
الحسن بن علی بن ابی طالب

نوح بن ابراہیم
ابن محمد بن طلحہ
ابن عبید اللہ

فاطمہ بنت الحسن المثنی

تزوجت

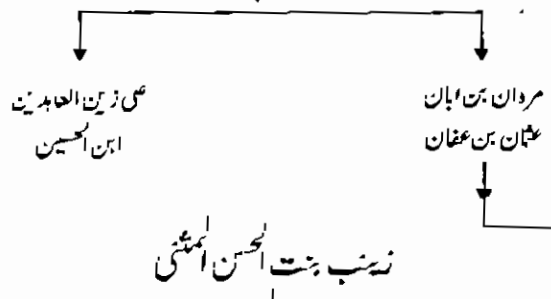
معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب

ایوب بن مسلمہ ابن
عبد اللہ بن الولید الخزرجی

الحسن
صالح
یزید

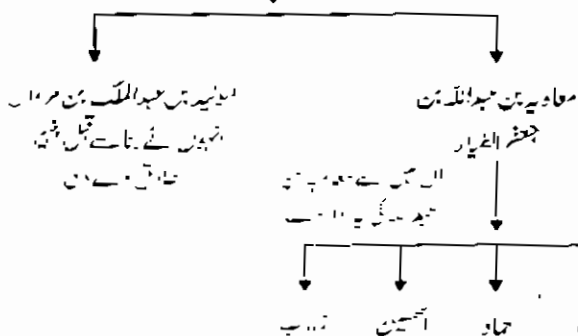
ام، القاسم بنت الحسن

ترہم



زیب بنت الحسن المثنیٰ

تزوجت | النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنت حسین بن علی



نفیہ بنت زید بن الحسن ابن علی بن ابی طالب

تَرْجُومَت

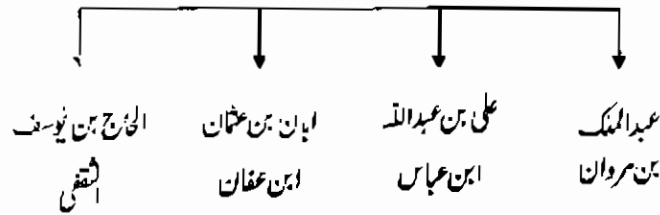
الوليد بن عبد الملك بن مروان

اں میں ہے آپ کا ایک میرا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

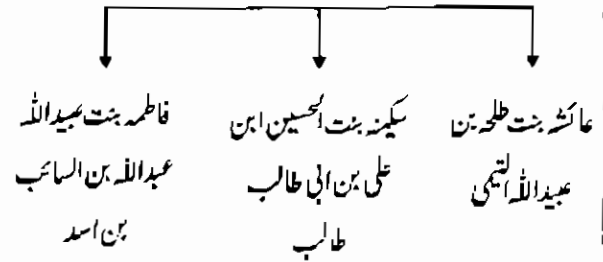
ام کلثوم بنت عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب

تزوجت



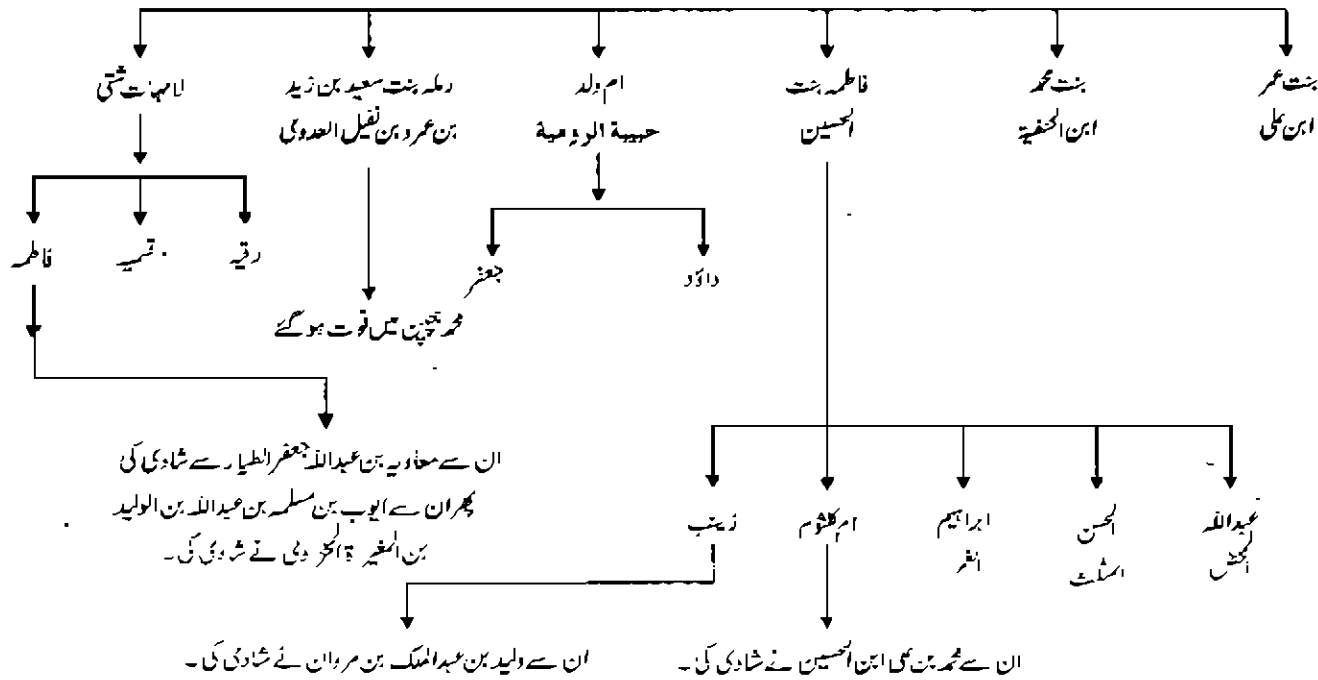
مصعب بن الزبیر بن العوام

تزوج

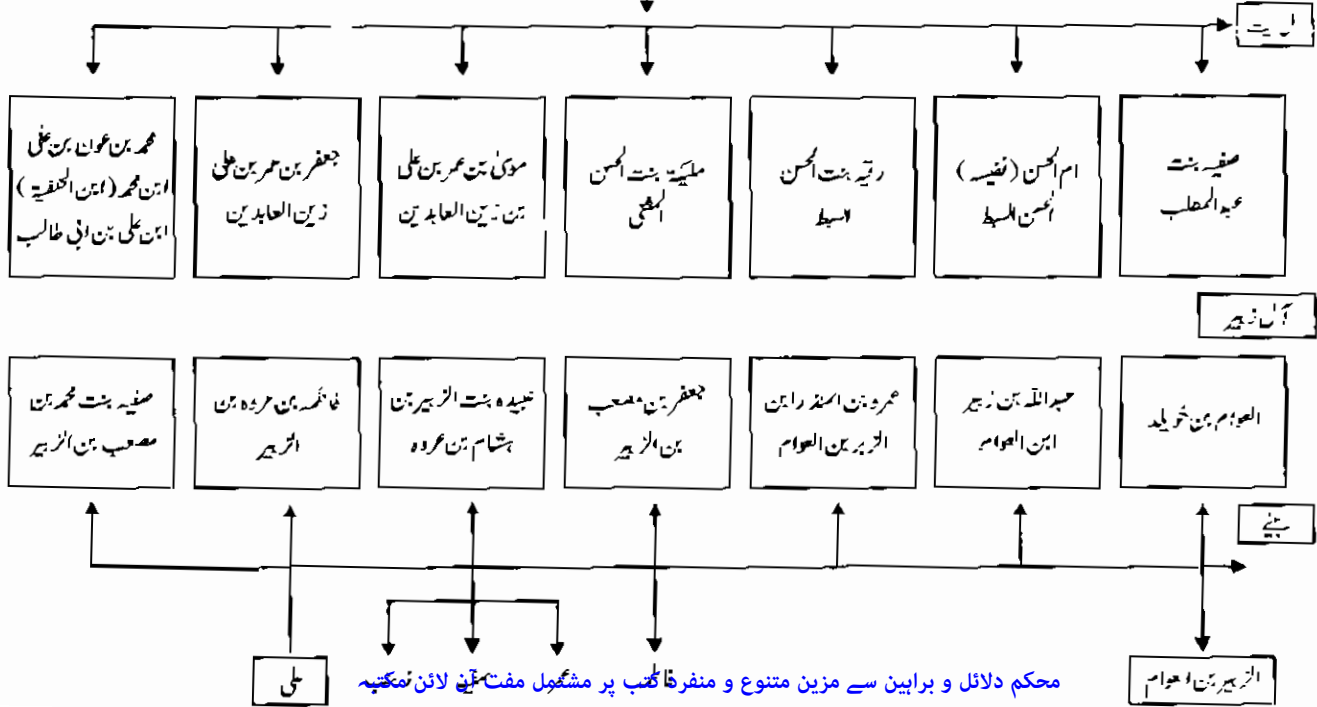


الحسن الحنفی کی بیویاں اور اولاد

www.KitaboSunnat.com



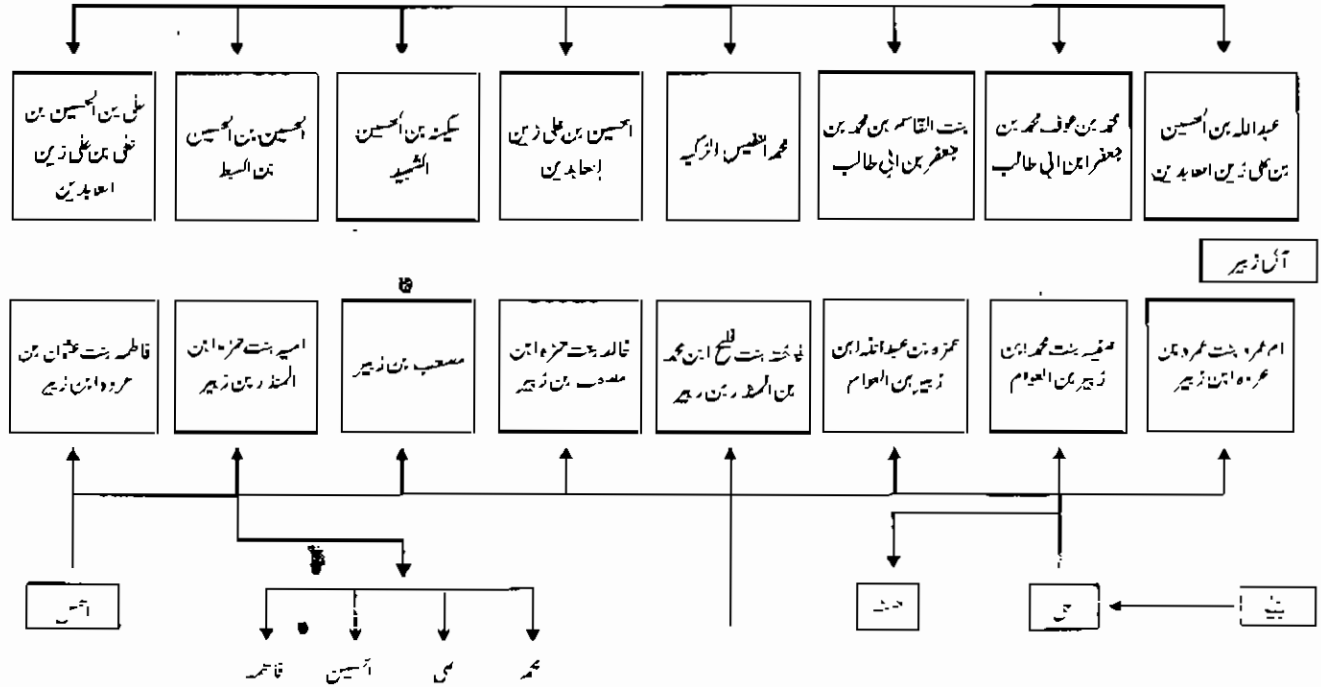
اہل بیت کے آل زبیر کے ساتھ سسرالی رشتہ داری



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد مکتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اہل بیت کے آلِ ذبیر کے ساتھ سسرالی رشتہ داری

www.KitaboSunnat.com



محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

یادداشت

مطبوعات ادارہ

- ہم پر نبی کریم ﷺ کے حقوق
- مسنون و مکلف اذکار اور شرعی طریقہ علاج
- اولیا باللہ کی پہچان
- خوف الہی سے بچنے والے آنسو
- اسلام کا نظام حقوق و فرائض
- تو یہ مگر کیسے؟ (حقیقت، افعال، اثر و جانور طریقہ کار)
- اسلام کا نظام اخلاق و ادب
- شرک کے چورہ و زارے
- میں نماز کیوں پڑھوں؟
- نماز مصطفیٰ ﷺ
- تعلق باللہ، اسباب، ذرائع اور ثمرات
- شواہد اسلام کے لیے حجی رمت ﷺ کی 500 نصیحتیں
- میں رفع الیدین کیوں کروں؟
- منہج سلف صالحین
- نیکی اور برائی
- شان مصطفیٰ ﷺ
- گناہ اور توبہ
- برپا کاری کی ہلاکتیں
- اسلام مصطفیٰ ﷺ
- پیارے رسول ﷺ کی پیاری نماز تراویح
- محبت، کیوں، کس سے اور کیسے
- کلمہ طیبہ اے اللہ اے اللہ ہے محبت اور اس کے تقاضے
- علم اور تقویٰ
- پیارے رسول کے پیارے اذکار (فتح شیخ سورۃ)
- صحیح فضاہل اعمال
- دنیا اور آخرت کی حقیقت
- شان اہل بیت علیہم السلام
- عقیدہ و اہل سنت والجماعت
- دین اسلام اور بدعت
- ایمان اور کس صالح
- زندگی گزارنے کے سہارے اصول
- سنت نبوی ﷺ اور ہم
- اسلام میں عورت کے حقوق
- شان صحابہ بزرگان مصطفیٰ ﷺ

انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور



اسلامی اکادمی انٹرنیشنل مارکیٹ، 17-جاریہ، ڈائریکٹوریٹ، لاہور۔ فون: 042-37357587